بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

633

سورۃ النساء (۴)

آیت نمبر (1 تا 2)

﴿ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّكُمُ الَّذِیۡ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَ بَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالًا
كَثِیۡرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیۡ تَسَآءَلُوۡنَ بِهٖ وَالۡاَرۡحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیۡكُمۡ رَقِیۡبًا ① وَاٰتُوا الۡیَتٰمٰۤی
اَمۡوَالَهُمۡ وَ لَا تَتَبَدَّلُوا الۡخَبِیۡثَ بِالطَّیِّبِ ۪ وَ لَا تَاۡكُلُوۡۤا اَمۡوَالَهُمۡ اِلٰۤی اَمۡوَالِكُمۡ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حُوۡبًا
كَبِیۡرًا ② ﴾

ح و ب

(ن) حَوْبًا: کسی جرم کا ارتکاب کرنا۔ گنہگار رہونا۔

حُوْبٌ: اسم ذات۔ جرم۔ گناہ۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

وَاتَّقُوْا کا مفعول اوّل اَللّٰہَ ہے اور اَلْاَرْحَامَ مفعول ثانی ہے۔ تَسَاءَلُوْنَ دراصل تَتَسَاءَلُوْنَ ہے۔ کَانَ کی خبر ہونے کی وجہ سے رَقِیْبًا حالت نصبی میں ہے۔

ترجمہ

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ	اتَّقُوۡا	رَبَّكُمُ	الَّذِیۡ	خَلَقَكُمۡ	مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَةٍ
اے لوگو!	تم لوگ تقویٰ کرو	اپنے رب کا	جس نے	پیدا کیا تم لوگوں کو	ایک جان سے

وَّ خَلَقَ	مِنۡهَا	زَوۡجَهَا	وَ بَثَّ	مِنۡهُمَا	رِجَالًا كَثِیۡرًا
اور اس نے پیدا کیا	اس سے	اس کا جوڑا	اور اس نے پھیلائے	ان دونوں سے	بہت سے مرد

وَّ نِسَآءً	وَاتَّقُوا	اللّٰهَ الَّذِیۡ	تَسَآءَلُوۡنَ	بِهٖ
اور عورتیں	اور تم لوگ بچو	اس اللہ (کی ناراضگی) سے	تم لوگ باہم مانگتے ہو	جس (کے حوالے) سے

وَالۡاَرۡحَامَ	اِنَّ	اللّٰهَ	كَانَ	عَلَیۡكُمۡ	رَقِیۡبًا	وَاٰتُوا
اور رشتہ داروں (کی حق تلفی) سے	یقینا	اللہ	ہے	تم لوگوں پر	نگران	اور تم لوگ پہنچاؤ

الۡیَتٰمٰۤی	اَمۡوَالَهُمۡ	وَلَا تَتَبَدَّلُوا	الۡخَبِیۡثَ	بِالطَّیِّبِ	وَلَا تَاۡكُلُوۡۤا
یتیموں کو	ان کے مال	اور تم لوگ مت بدلو	گندے کو	پاکیزہ سے	اور تم لوگ مت کھاؤ

اَمۡوَالَهُمۡ	اِلٰۤی اَمۡوَالِكُمۡ	اِنَّهٗ	كَانَ	حُوۡبًا كَبِیۡرًا
ان کے مال	اپنے مالوں کے ساتھ	یقیناً یہ	ہے	ایک بڑا جرم ہے

نوٹ۔1

کَانَ کا ترجمہ تھا کے بجائے ہے کیا گیا ہے، کیونکہ یہاں آفاقی صداقت کا بیان ہے۔ اسی طرح لَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ 633 کا ترجمہ قاعدے کے مطابق کیا گیا ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ بدلے میں جو لیتے ہیں وہ بنفسہٖ آتا ہے اور جو دیتے ہیں اس پر بٌ کا صلہ آتا ہے۔ لیکن یہاں معنی مراد یہ نہیں ہے کہ یتیم کے مال میں سے گندی چیز لے کر اس کی جگہ پاکیزہ چیز مت رکھو۔ بلکہ مراد اس کے برعکس ہے۔ مفسرین نے اس کی یہ توجیہہ کی ہے کہ یتیم کے مال سے اچھی سمجھ کر جو چیز لوگے وہ تمہارے لیے حرام ہے، اس لیے گندی ہے اور اپنی جو ناکارہ چیز اس کی جگہ رکھوگے وہ تمہارے لیے حلال ہے، اس لیے پاکیزہ ہے۔

آیت نمبر (3 تا 5)

﴿ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ
خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا ۝ وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ
نِحْلَةً ۭ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْۗـــــًٔـا مَّرِيْۗـــــًٔـا ۝ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاۗءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِىْ
جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا وَّارْزُقُوْھُمْ فِيْھَا وَاكْسُوْھُمْ وَقُوْلُوْا لَھُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ ﴾

ع و ل

(ن) عَوْلًا (1) ناانصافی کرنا۔ (2) بوجھل ہونا۔ عیال دار ہونا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ن ح ل

(ف) نَحْلًا کسی کو کوئی چیز خوشی سے دینا۔

نِحْلَةٌ اسم ذات ہے۔ (1) عطیہ۔ تحفہ۔ (2) خوشدلی۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

نَحْلٌ شہد کی مکھی۔ ﴿ وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ ﴾ (16/ النحل: 68) ''اور الہام کیا تیرے رب نے شہد کی مکھی کی طرف۔''

ھ ن ء

(ف) هِنَاءً کھانے کا خوشگوار ہونا۔

هَنِيْءٌ فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ ہمیشہ اور ہر حال میں خوشگوار۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

م ر ء

(ف) مَرْءًا کھانے کا مفید ہونا۔

مَرِيْءٌ فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ ہمیشہ اور ہر حال میں مفید۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

(س) مَرَءًا زنانہ طرز کا ہونا۔

(ک) مُرُوْءَةً مروت والا ہونا۔

مَرْءٌ اسم ذات ہے۔ (۱) انسان (جس میں عورت اور مرد دونوں شامل ہیں)۔ (۲) آدمی۔ مرد۔ ﴿ يَوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ ﴾ (78/ النبا: 40) ''جس دن دیکھے گا انسان اس کو جو آگے بھیجا اس کے دونوں ہاتھوں نے۔'' ﴿ مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ۭ ﴾ (2/ البقرۃ: 102) ''وہ جدائی ڈالتے ہیں جس سے مرد اور اس کی بیوی کے مابین۔''

اِمْرُءٌ (حالت نصبی اِمْرَءًا- حالت جری اِمْرِیٍٔ- شروع میں ہمزۃ الوصل ہے)- اسم ذات ہے- (۱) انسان- (۲) آدمی- مرد- ﴿ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ ﴾ (24/ النور: 11) ''ہر انسان کے لیے ان میں سے وہ ہے جو اس نے کمایا گناہ میں سے۔'' ﴿ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ ﴾ (4/ النساء: 176) ''اگر کوئی مرد ہلاک ہوا۔'' ﴿ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ ﴾ (19/ مریم: 28) ''نہیں تھا تیرا باپ کوئی برا آدمی۔''

633

اِمْرَاَةٌ ج نِسَاءٌ اور نِسْوَةٌ- (اس میں بھی ہمزۃ الوصل ہے)- اسم ذات ہے- عورت- ﴿ وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ ﴾ (28/ القصص: 9) ''اور کہا فرعون کی عورت نے۔'' ﴿ وَ قَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ ﴾ (12/ یوسف: 30) ''اور کہا کچھ عورتوں نے اس شہر میں۔''

ترکیب

اَلَّا دراصل اَنْ لَا ہے- يَتِيْمٌ واحد اور اس کی جمع يَتٰمٰى مذکر اور مؤنث دونوں کے لیے آتا ہے- یہاں یتیم لڑکیاں مراد ہیں- فَوَاحِدَةً کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ فعل محذوف کا مفعول ہے- یعنی یہ فَانْكِحُوْا وَاحِدَةً ہے- نِحْلَةً حال ہے- مِنْهُ کی ضمیر صَدُقٰتِ کے لیے ہے- هَنِيْٓئًا مَّرِيْٓئًا حال ہے كُلُوْهُ کی ضمیر مفعولی کا، جو شَيْءٍ کے لیے ہے- جَعَلَ کا مفعول الَّتِيْ ہے۔

ترجمہ

وَاِنْ	خِفْتُمْ	اَلَّا تُقْسِطُوْا	فِي الْيَتٰمٰى	فَانْكِحُوْا
اور اگر	تمہیں خوف ہو	کہ تم لوگ انصاف نہیں کرو گے	یتیم (لڑکیوں) میں	تو تم لوگ نکاح کرو

مَا	طَابَ	لَكُمْ	مِّنَ النِّسَآءِ	مَثْنٰى	وَثُلٰثَ	وَرُبٰعَ
ان سے جو	پسندیدہ ہوں	تمہارے لیے	عورتوں میں سے	دو دو	اور تین تین	اور چار چار

فَاِنْ	خِفْتُمْ	اَلَّا تَعْدِلُوْا	فَوَاحِدَةً	اَوْ مَا
پھر اگر	تمہیں خوف ہو	کہ تم لوگ برابری نہیں کرو گے	تو پھر (نکاح کرو) ایک سے	یا اس سے جس کے

مَلَكَتْ	اَيْمَانُكُمْ	ذٰلِكَ	اَدْنٰٓى	اَلَّا تَعُوْلُوْا
مالک ہوئے	تمہارے داہنے ہاتھ	یہ	زیادہ قریب ہے	کہ تم لوگ ناانصافی نہ کرو

وَاٰتُوا	النِّسَآءَ	صَدُقٰتِهِنَّ	نِحْلَةً	فَاِنْ	طِبْنَ
اور تم لوگ ادا کرو	عورتوں کو	ان کے حق مہر	خوش دلی سے	پھر اگر	وہ (خواتین) پسند کریں

لَكُمْ	عَنْ شَيْءٍ	مِّنْهُ	نَفْسًا	فَكُلُوْهُ	هَنِيْٓئًا
تمہارے لیے	کوئی چیز (دینا)	اس میں سے	اپنے آپ	تو تم لوگ کھاؤ اس کو	خوشگوار ہوتے ہوئے

مَّرِيْٓئًا	وَلَا تُؤْتُوا	السُّفَهَآءَ	اَمْوَالَكُمْ	الَّتِيْ	جَعَلَ	اللّٰهُ	لَكُمْ
مفید ہوتے ہوئے	اور تم لوگ مت دو	نادانوں کو	اپنے مال	جس کو	بنایا	اللہ نے	تمہارے لیے

قِيٰمًا	وَّارْزُقُوْهُمْ	فِيْهَا	وَاكْسُوْهُمْ	وَقُوْلُوْا
کھڑے ہونے کا ذریعہ (معیشت میں)	اور رزق دو ان کو	اس میں سے	اور پہناؤ ان کو	اور کہو

لَهُمْ	قَوْلًا مَّعْرُوْفًا 633
ان سے	بھلی بات

نوٹ۔1

مادہ ''ص دق'' کی لغت ایت نمبر 2/23 میں دی گئی ہے۔ وہاں لفظ صَدُقَةٌ رہ گیا تھا۔ اس کے معنی ہیں بیوی کا حق مہر۔ اس کی جمع صَدُقَاتٌ ہے۔ اسی طرح مادہ ''ق وم'' کی لغت آیت نمبر ۱/۵ میں دی گئی ہے۔ وہاں لفظ قِيَامٌ رہ گیا تھا۔ یہ مصدر بھی ہے اور اسم الفاعل قَائِمٌ کی جمع بھی قِيَامٌ آتی ہے۔ جیسے سُجَّدًا وَّ قِيَامًا (25/64)۔ سجدے کرنے والے ہوتے ہوئے اور کھڑے ہونے والے ہوتے ہوئے۔ اس کے علاوہ قِيَامٌ اسم ذات بھی ہے۔ اس کے معنی ہیں وہ چیز جس پر کھڑا ہوا جائے۔ جیسے کِتَابٌ وہ چیز جس پر لکھا جائے۔ یہاں مال کے حوالے سے قِيَامًا آیا ہے۔ اس کا مطلب ہے معاشی لحاظ سے جس پر کھڑا ہو یعنی معیشت کا ذریعہ۔

نوٹ۔2

زیرِ مطالعہ آیت نمبر۔3 میں بہ یک وقت چار تک شادیاں کرنے کی اجازت دی گئی ہے، لیکن ایک سے زیادہ شادی کی مخالفت کرنے والے جدید تعلیم یافتہ لوگ بھی اسی آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ یہ اجازت مخصوص حالات میں مخصوص لوگوں کے لیے ہے اور چار شادیاں کرنے کی عام اجازت اسلام میں کہیں نہیں ہے۔ اس مسئلہ کو ایک مثال کی مدد سے آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔

روزوں کے متعلق جب یہ آیت اُتری کہ تم لوگ کھاؤ پیئو یہاں تک کہ سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے واضح ہو جائے (2/187) تو ایک صحابہ سحری کے وقت سیاہ اور سفید دھاگے کو دیکھا کرتے۔ جب رنگوں کا فرق واضح ہو جاتا تو کھانا پینا بند کر دیتے۔ تو حضور ﷺ نے انہیں سمجھایا کہ صاحبِ کلام یعنی اللہ تعالیٰ کی اس آیت سے یہ مراد نہیں ہے۔ اس مثال کے حوالے سے یہ اصول ذہن نشین کر لیں کہ قرآن مجید کی کسی آیت کے اور خاص طور پر عمل ہدایات والی آیات کے جو معانی مراد رسول ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے بیان کیے ہیں، وہ ہمارے لیے حرفِ آخر ہیں۔ جب اہل زبان کے لیے ممکن نہیں تھا کہ صرف آیات کے الفاظ سے وہ اللہ تعالیٰ کی منشاء اور مرضی معلوم کر لیں، تو پھر ہم کس گنتی میں۔ چہ پدی چہ پدی کا شوربہ۔

متعدد احادیث اور اقوال صحابہؓ سے اس آیت کے معنی مراد کا علم ہوتا ہے۔ اُس وقت نہ صرف عرب بلکہ پوری دنیا میں کثرتِ ازواج کا رواج تھا۔ اس آیت میں اس کی حد بندی کی گئی ہے۔ چار سے زیادہ شادیاں کرنے پر پابندی عائد کی گئی ہے اور چار تک شادیاں کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔

کہتے ہیں کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ چوتھی اور تیسری کو چھوڑ دیں، ہم لوگ تو وہ ہیں جو دوسری شادی کو بھی بہت برا سمجھتے ہیں۔ اس لیے عائلی قانون میں اس پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ اس درخت کا پھل یہ سامنے آیا کہ آج اسلامی جمہوریہ پاکستان کے اسلامی معاشرے میں لیڈی سیکرٹری یا گرل فرینڈ رکھنا رواج کی بات ہے، داشتہ رکھنا تو کمال کی بات ہے، لیکن دوسری شادی کرنا معاشرتی عذاب کی بات ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ۔ حیران ہوں دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو ئیں۔

633

آیت نمبر (6)

﴿ وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰىٓ اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ۭ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝ ﴾

ب د ر

(ن) بُدُوْرًا کام میں جلدی کرنا۔

بَدْرٌ اسم علم ہے۔مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مشہور جگہ کا نام جہاں جنگِ بدر ہوئی تھی۔

(مفاعلہ) بِدَارًا کسی کام کو وقت سے پہلے کرنا۔عجلت کرنا۔آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

اٰنَسْتُمْ کا مفعول رُشْدًا ہے۔لَا تَاْكُلُوْا کا مفعول ھَا کی ضمیر ہے جب کہ اِسْرَافًا اور بِدَارًا حال ہیں۔غَنِيًّا اور فَقِيْرًا، كَانَ کی خبریں ہیں۔فَاَشْهِدُوْا کا مفعول محذوف ہے۔عَلَيْهِمْ متعلق فعل ہے اور اس میں ھُمْ کی ضمیر اَلْيَتٰمٰى کے لیے ہے۔بِاللّٰهِ كَفٰى کا فاعل ہے۔حَسِيْبًا حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہوا ہے۔

ترجمہ

وَابْتَلُوا	الْيَتٰمٰى	حَتّٰى	اِذَا	بَلَغُوا	النِّكَاحَ	فَاِنْ
اور تم لوگ آزمایا کرو	یتیموں کو	یہاں تک کہ	جب	وہ پہنچیں	نکاح (کی عمر) کو	پھر اگر

اٰنَسْتُمْ	مِّنْهُمْ	رُشْدًا	فَادْفَعُوْٓا	اِلَيْهِمْ	اَمْوَالَهُمْ	وَلَا تَاْكُلُوْهَآ
تم لوگ پاؤ	ان میں	کچھ معاملہ فہمی	تو لوٹاؤ	ان کی طرف	ان کے مال	اور مت کھاؤ اس کو

اِسْرَافًا	وَّبِدَارًا	اَنْ	يَّكْبَرُوْا	وَمَنْ	كَانَ
ضرورت سے زیادہ ہوتے ہوئے	اور عجلت کرتے ہوئے	کہ (کہیں)	وہ بڑے ہوجائیں	اور جو	ہے

غَنِيًّا	فَلْيَسْتَعْفِفْ	وَمَنْ	كَانَ	فَقِيْرًا	فَلْيَاْكُلْ	بِالْمَعْرُوْفِ
مالدار	تو اسے چاہیے کہ وہ باز رہے	اور جو	ہے	محتاج	تو اسے چاہیے کہ وہ کھائے	دستور کے مطابق

فَاِذَا	دَفَعْتُمْ	اِلَيْهِمْ	اَمْوَالَهُمْ	فَاَشْهِدُوْا	عَلَيْهِمْ	وَكَفٰى
پھر جب	تم لوگ لوٹاؤ	ان کی طرف	ان کے مال	تو تم لوگ گواہ بناؤ	ان پر	اور کافی ہے

بِاللّٰهِ	حَسِيْبًا
اللہ	حساب لینے والا ہوتے ہوئے

نوٹ۔1

پیچھے آیت نمبر۔۵ میں ہدایت ہے کہ نادانوں کو اپنے مال مت دو۔ اس میں اَلسُّفَهَاءُ کے لفظ میں عمومیت ہے۔ پھر اَمْوَالَهُمْ نہیں کہا بلکہ اَمْوَالَكُمْ کہا ہے۔ یعنی یہ نہیں کہا کہ ان کے مال مت دو، بلکہ کہا ہے کہ اپنے مال مت دو۔ اس سے معلوم ہوگیا یہ ہدایت یتیموں کے لیے مخصوص نہیں بلکہ عام ہے، خواہ وہ اپنے بچے ہوں یا یتیم ہوں۔ ہدایت یہ ہے کہ بچوں کو پیسہ دینے کے بجائے ان کی ضرورت کی اشیاء فراہم کرو۔

اس آیت سے بچوں کو جیب خرچ دینے کی ممانعت کا جواز پیدا کرنا میرے خیال میں درست نہیں ہے۔ کیونکہ اس طرح بچوں کی مالی معاملات میں تربیت کرنے اوران میں معاملہ فہمی پیدا کرنے کا عمل رُک جائے گا۔ البتہ اس آیت سے یہ راہنمائی ضرور حاصل ہوتی ہے کہ ضروریات فراہم کرنے کے ساتھ جیب خرچ دینے میں احتیاط کی جائے اور کھلا جیب خرچ نہ دیا جائے۔ نیز اس بات کی نگرانی ضرور کی جائے کہ بچے اپنا جیب خرچ کہاں اور کیسے خرچ کرتے ہیں۔ اس طرح جیب خرچ کو ان کی مالی تربیت کا ذریعہ بنایا جائے۔

نوٹ۔2

اپنے بچوں کی تربیت کے لیے عموماً ہر شخص فکر مند ہوتا ہے۔ اس لیے آیت نمبر۔۶ میں یتیموں کا خصوصیت سے ذکر کر کے ہدایت دی کہ بچوں کے بالغ ہونے سے پہلے تک ان کو آزماتے رہو۔ کیونکہ آزمائش تربیت کا جزو لاینفک ہے۔ مالی تربیت میں آزمائش کا مطلب یہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے خرید وفروخت کے معاملات ان کے سپرد کر کے ان کی صلاحیت کا امتحان لیتے رہو اور ان کی ذہنی بلوغت کا اندازہ کرتے رہو۔

نوٹ۔3

یتیموں کا مال ان کے حوالے کرنے کے لیے دو شرطیں عائد کی گئی ہیں۔ ایک بلوغت دوسرے رشد۔ رُشْدًا کا لفظ نکرہ لا کر اس کی طرف اشارہ کر دیا ہے کہ مکمل دانشمندی شرط نہیں ہے، بلکہ کسی قدر ہوشیاری بھی اس کے لیے کافی ہے کہ یتیموں کے مال ان کے حوالے کر دیئے جائیں۔

دوسری شرط کے متعلق امام ابوحنیفہؒ کی رائے ہے کہ سنِ بلوغ کو پہنچنے پر اگر یتیم میں رشد نہ پایا جائے تو اس کے ولی کو زیادہ سے زیادہ سات سال اور انتظار کرنا چاہیے۔ پھر خواہ رشد پایا جائے یا نہ پایا جائے، اس کا مال اس کے حوالے کر دینا چاہیے۔ امام شافعیؒ کی رائے ہے کہ مال حوالے کرنے کے لیے بہر حال رشد کا پایا جانا ناگزیر ہے۔ مولانا مودودیؒ کی رائے ہے کہ ایسی صورت میں قاضی سے رجوع کیا جائے اور اگر قاضی پر ثابت ہو جائے کہ اس میں رشد نہیں پایا جاتا تو وہ اس کے معاملات کی نگرانی کے لیے کوئی مناسب انتظام کر دے۔

آیت نمبر (7 تا 10)

﴿ لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ ۖ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا
قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ ۚ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ۝٧ وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينُ
فَارْزُقُوهُم مِّنْهُ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۝٨ وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوا
عَلَيْهِمْ ۖ فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝٩ إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ
فِي بُطُونِهِمْ نَارًا ۖ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا ۝١٠ ﴾

ق س م

633

باب	لفظ	معنی
(ض)	قَسْمًا	کسی چیز کے حصے کرنا اور بانٹ دینا۔ تقسیم کرنا۔ ﴿ اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ؕ ﴾ (43/الزخرف:32) ''کیا یہ لوگ بانٹتے ہیں تیرے رب کی رحمت کو۔''
	مَقْسُوْمٌ	اسم المفعول ہے۔ تقسیم کیا ہوا۔ بٹا ہوا۔ ﴿ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ﴾ (15/الحجر:44) ''ان میں سے ہر ایک دروازے کے لیے ایک بٹا ہوا حصہ ہے۔''
	قِسْمَةٌ	اسم فعل ہے۔ بانٹ۔ تقسیم۔ آیت زیر مطالعہ۔
	قَسَمٌ	اسم ذات۔ اولیاءِ مقتول پر تقسیم کیا جانے والا حلف۔ پھر ہر حلف اور قسم کے لیے آتا ہے۔ ﴿ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ﴾ (56/الواقعہ:76) ''اور یقیناً یہ ایک عظیم قسم ہے، اگر تم سمجھو۔''
(افعال)	اِقْسَامًا	حلف اٹھانا۔ قسم کھانا۔ ﴿ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ﴾ (6/الانعام:109) ''اور انہوں نے قسم کھائی اللہ کی اپنے حلف کی کوشش کرتے ہوئے۔''
(تفعیل)	تَقْسِيْمًا	بتدریج بانٹنا۔
	مُقَسِّمٌ	اسم الفاعل ہے۔ بانٹنے والا۔ ﴿ فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ﴾ (51/الذریت:4) ''پھر کام کو تقسیم کرنے والیاں۔''
(مفاعلہ)	مُقَاسَمَةً	دوسرے کو قسم دینا۔ ﴿ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴾ (7/الاعراف:21) ''اور اس نے قسم دی ان دونوں کو کہ یقیناً میں تم دونوں کے لیے بیشک نصیحت کرنے والوں میں سے ہوں۔''
(تفاعل)	تَقَاسُمًا	ایک دوسرے سے قسم لینا۔
	تَقَاسَمْ	فعل امر ہے۔ ایک دوسرے سے قسم لو۔ ﴿ قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ﴾ (27/النمل:49) ''انہوں نے کہا تم لوگ ایک دوسرے سے حلف لو کہ ہم لازماً شب خوں ماریں گے اس پر (صالح علیہ السلام پر) اور اس کے گھر والوں پر۔''
(افتعال)	اِقْتِسَامًا	اہتمام سے بانٹنا۔
	مُقْتَسِمٌ	اسم الفاعل ہے۔ اہتمام سے بانٹنے والا۔ ﴿ كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ ﴾ (15/الحجر:90) ''جیسا کہ ہم نے اتارا اہتمام سے تقسیم کرنے والوں پر۔''
(استفعال)	اِسْتِقْسَامًا	بانٹ چاہنا۔ تقسیم کرنے کی کوشش کرنا۔ ﴿ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ؕ ﴾ (5/المائدہ:3) ''اور وہ جو ذبح کیا گیا آستانوں پر اور یہ کہ تم لوگ تقسیم کرو فال کے تیروں سے۔''

س د د

باب	لفظ	معنی
(ن)	سَدًّا	کوئی رخنہ بند کرنا۔ درست کرنا۔ دیوار یا آڑ کھڑی کرنا۔
	سَدٌّ	اسم ذات بھی ہے۔ دیوار۔ آڑ۔ ﴿ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا ﴾ (36/یٰسین:9) ''اور ہم نے بنائی ان کے سامنے ایک آڑ۔''
	سَدِيْدٌ	فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ درست۔ ٹھیک۔ آیت زیر مطالعہ۔

ص ل ی

باب	لفظ	معنی
(ض)	صَلْيًا	کسی چیز کو آگ پر بھوننا۔ آگ میں ڈالنا۔

633

(س)	صِلِيًّا	آگ کی تپش جھیلنا۔آگ میں گرنا۔آیت زیر مطالعہ۔
	اِصْلَ	فعل امر ہے۔تو جل۔﴿ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴾ (36/ یٰسین:64) ’’تم لوگ جلو اس میں آج بسبب اس کے جو تم انکار کیا کرتے تھے۔‘‘
	صَالٍ	اسم الفاعل ہے۔جلنے والا۔﴿ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ﴾ (38/ صٓ:59) ’’بیشک یہ لوگ آگ میں جلنے والے ہیں۔‘‘
(افعال)	اِصْلَاءً	کسی کو آگ میں داخل کرنا۔گرانا۔﴿ فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ﴾ (4/النساء:30) ’’تو عنقریب ہم داخل کریں گے اس کو آگ میں۔‘‘
	نُصْلِ	مضارع مجزوم میں جمع متکلم کا صیغہ ہے۔﴿ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ﴾ (4/النساء:115) ’’اور ہم داخل کریں گے اس کو دوزخ میں۔‘‘
(تفعیل)	تَصْلِيَةً	کسی کو آگ میں بھوننا۔
	صَلِّ	فعل امر ہے۔تو بھون ۔تو جلا۔﴿ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ﴾ (69/ الحاقۃ:30،31) ’’تم لوگ اس کو پکڑو پھر اسے طوق ڈالو پھر بھڑکتی آگ میں اس کو بھونو۔‘‘
(افتعال)	اِصْطِلَاءً	اہتمام سے جلنا۔آگ تاپنا۔سینکنا۔﴿ اَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ﴾ (27/النمل:7) ’’یا میں لاؤں تمہارے پاس ایک سلگتا انگارہ شائد تم لوگ آگ تاپو۔‘‘

س ع ر

(ف)	سَعْرًا	(۱) کسی کو اشتعال دلانا۔بھڑکانا۔(۲) آگ جلانا۔
	سَعِيْرٌ	فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ہمیشہ جلنے والی آگ۔شعلوں والی آگ۔آیت زیر مطالعہ۔
	سُعُرٌ	دیوانگی۔پاگل پن۔جنون۔﴿ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ﴾ (54/القمر:47) ’’یقیناً مجرم لوگ گمراہی اور جنون میں ہیں۔‘‘
(تفعیل)	تَسْعِيْرًا	کثرت سے آگ جلانا۔آگ کو خوب بھڑکانا۔﴿ وَ اِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ ﴾ (81/التکویر:12) ’’اور جب بھڑکتی آگ خوب بھڑکائی جائے گی۔‘‘

ترکیب

تَرَكَ کا فاعل اَلْوَالِدٰنِ اور اَلْاَقْرَبُوْنَ ہیں اور اَلْاَقْرَبُوْنَ افعل تفضیل ہے۔تَرَكَ کا مفعول مِمَّا (مِنْ مَا) کا مَا ہے۔ نَصِيْبًا مَفْرُوْضًا حال ہے۔حَضَرَ کے فاعل اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ ہیں۔اَلْقِسْمَةَ ظرف ہونے کی وجہ سے حالتِ نصبی میں ہے۔مِنْهُ کی ضمیر مِمَّا کے مَا کے لیے ہے۔لَوْ تَرَكُوْا کا لَوْ شرطیہ ہے، خَافُوْا اس کا جواب ہے۔ ذُرِّيَّةً اسم جمع ہے اس لیے اس کی صفت جمع مکسر آئی ہے۔ضِعٰفًا حال ہے۔

ترجمہ

لِلرِّجَالِ	نَصِيْبٌ	مِّمَّا	تَرَكَ	الْوَالِدٰنِ	وَالْاَقْرَبُوْنَ
مردوں کے لیے ہے	ایک حصہ	اس میں سے جو	چھوڑا	ماں باپ نے	اور قریبی رشتہ داروں نے

وَلِلنِّسَآءِ	نَصِيْبٌ	مِّمَّا	تَرَكَ	الْوَالِدٰنِ	وَالْاَقْرَبُوْنَ
اور عورتوں کے لیے ہے	ایک حصہ	اس میں سے جو	چھوڑا	ماں باپ نے	اور قریبی رشتہ داروں نے

مِمَّا	قَلَّ	مِنْهُ	اَوْ	كَثُرَ	نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا	وَاِذَا 633	حَضَرَ
اس میں سے جو	کم ہو	اس سے	یا	زیادہ ہو	فرض کیا ہوا حصہ ہوتے ہوئے	اور جب	حاضر ہوں

الْقِسْمَةَ	اُولُوا الْقُرْبٰى	وَالْيَتٰمٰى	وَالْمَسٰكِيْنُ	فَارْزُقُوْهُمْ	مِّنْهُ
تقسیم کے وقت	قرابت والے	اور یتیم	اور ضرورت مند لوگ	تو تم لوگ دو ان کو	اس میں سے

وَقُوْلُوْا	لَهُمْ	قَوْلًا مَّعْرُوْفًا	وَلْيَخْشَ	الَّذِيْنَ	لَوْ	تَرَكُوْا	مِنْ خَلْفِهِمْ
اور تم لوگ کہو	ان سے	بھلی بات	اور چاہیے کہ ڈریں	وہ لوگ جو	اگر	چھوڑیں	اپنے پیچھے

ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا	خَافُوْا	عَلَيْهِمْ	فَلْيَتَّقُوا	اللّٰهَ	وَلْيَقُوْلُوْا
کمزور اولاد	تو وہ خوف کریں	ان کے بارے میں	پس چاہیے کہ تقویٰ کریں	اللہ کا	اور چاہیے کہ کہیں

قَوْلًا سَدِيْدًا	اِنَّ الَّذِيْنَ	يَاْكُلُوْنَ	اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى	ظُلْمًا	اِنَّمَا
ٹھیک بات	بیشک وہ لوگ جو	کھاتے ہیں	یتیموں کا مال	ظلم کرتے ہوئے	تو کچھ نہیں سوائے اس کے کہ

يَاْكُلُوْنَ	فِيْ بُطُوْنِهِمْ	نَارًا	وَسَيَصْلَوْنَ	سَعِيْرًا
وہ کھاتے (یعنی بھرتے) ہیں	اپنے پیٹوں میں	ایک آگ	اور وہ گریں گے	شعلوں والی آگ میں

نوٹ۔1

مادہ ''ص ل و'' سے باب تفعیل کا فعل امر اصلاً صَلِّوْ بنتا ہے، جو قاعدے کے مطابق تبدیل ہو کر صَلِّ استعمال ہوتا ہے جس کے معنی ہیں تو نماز پڑھ۔ مادہ ''ص ل ی'' سے باب تفعیل کا فعل امر اصلاً صَلِّیْ بنتا ہے اور قاعدے کے مطابق تبدیل ہو کر یہ بھی صَلِّ استعمال ہوتا ہے جس کے معنی ہیں تو آگ میں بھون۔ اس طرح دونوں ہم شکل ہو جاتے ہیں، لیکن عبارت کے سیاق و سباق میں ان کی تمیز آسانی سے ہو جاتی ہے۔

آیت نمبر (4/ النساء: 11)

﴿ يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۖ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ
ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۭ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ
كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ
مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۭ اٰبَاۗؤُكُمْ وَاَبْنَاۗؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۭ
فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿١١﴾ ﴾

ث ل ث

(ن) ثُلُثَا — کسی چیز کا تیسرا حصہ لینا۔ ایک تہائی لینا۔

ثَلَاثٌ — اسماء العدد میں سے ہے۔ تین۔ ﴿ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ۭ ﴾ (39/ الزمر: 6) ''پیدائش کے بعد پیدائش تین اندھیروں میں۔'' ﴿ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ ﴾ (2/ البقرہ: 196) ''تو تین دن کے روزے ہیں حج میں۔''

ثَلَاثُوْنَ — تیس۔ ﴿ وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً ﴾ (7/ الاعراف: 142) ''اور ہم نے وعدہ کیا موسیٰ
633
علیہ السلام سے تیس راتوں کا۔''

ثُلُثٌ — کسی چیز کا تیسرا حصہ۔ ایک تہائی۔ آیت زیر مطالعہ۔

ثَالِثٌ — ترتیب میں تیسرا ﴿ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ﴾ (5/ المائدہ: 73) ''انہوں نے کہا کہ اللہ تین کا تیسرا ہے۔''

ثُلَاثُ — تکرار کا عدد ہے۔ تین تین۔ پیچھے آیت نمبر۔ (4/ النساء: 3) دیکھیں۔

| ث | ن | ی |

(ض) — ثَنْيًا — کسی چیز کو تہہ کرنا۔ دوہرا کرنا۔ ﴿ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ ﴾ (11/ ھود: 5) ''بیشک وہ لوگ دہرا کرتے ہیں اپنے سینوں کو۔''

ثَانٍ — فَاعِلٌ کا وزن ہے۔ (۱) دُہرا کرنے والا۔ (۲) ترتیب میں دوسرا۔ ﴿ ثَانِيَ عِطْفِهٖ ﴾ (22/ الحج: 9) ''اپنی گردن کو دُہرا کرنے والا ہوتے ہوئے۔'' ﴿ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ ﴾ (9/ التوبۃ: 40) ''جب نکالا ان (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ان لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا، دو کا دوسرا ہوتے ہوئے۔''

اِثْنَانِ — نصب اور جر اِثْنَيْنِ (ان میں ہمزۃ الوصل ہے)۔ اسماء العدد میں سے ہے۔ دو۔ ﴿ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ﴾ (16/ النحل: 51) ''تم لوگ مت بناؤ دو اِلٰہ۔''

مَثْنٰى — مَفْعَلٌ کا وزن ہے اور تکرار کا عدد ہے۔ دو دو۔ پیچھے آیت (4/ المائدہ: 3) دیکھیں۔

مَثَانِيْ — مَفَاعِلُ کے وزن پر یہ مَثْنٰى کی جمع ہے۔ بار بار دُہرانا۔ پھر اسم المفعول کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ بار بار دُہرایا جانے والا۔ ﴿ وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ ﴾ (15/ الحجر: 87) ''اور بے شک ہم نے دیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سات یعنی سات آیتیں بار بار دُہرائی جانے والی میں سے۔''

(استفعال) — اِسْتِثْنَاءً — کسی اصول سے کسی کو الگ کرنا۔ مستثنیٰ کرنا۔ ﴿ اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ ۝ وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ ۝ ﴾ (68/ القلم: 17۔18) ''جب ان لوگوں نے قسم کھائی کہ وہ لازماً کاٹیں گے اس کو یعنی کھیت کو صبح ہوتے ہی اور انہوں نے استثناء نہیں کیا یعنی ان شاء اللہ نہیں کہا۔''

| ن | ص | ف |

(ن۔ض) — نَصْفًا — کسی چیز کا برابر دو حصوں میں ہونا۔ (۱) آدھا ہونا۔ (۲) برابر ہونا۔

نِصْفٌ — آدھا حصہ۔ آیت زیر مطالعہ۔

(افعال) — اِنْصَافًا — کسی چیز کے برابر دو حصے کرنا۔ (۱) آدھا کرنا۔ (۲) برابر کرنا۔ انصاف کرنا۔ اس باب سے کوئی لفظ قرآن مجید میں استعمال نہیں ہوا۔

| س | د | س |

(ن۔ض) — سَدْسًا — چھٹا ہونا۔ چھٹا حصہ لینا۔

سُدُسٌ — چھٹا حصہ۔ (یعنی کسی چیز کے برابر چھ حصّے کیے جائیں تو ایک حصہ پوری چیز کا چھٹا حصہ ہوگا۔'' آیت زیر مطالعہ ہے۔

سَادِسٌ — ترتیب میں چھٹا ﴿ وَيَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ ﴾ (18/ الکھف: 22) ''وہ لوگ کہیں گے پانچ ہیں، ان کا چھٹا ان کا کتا ہے۔''

ء خ و

633

(ن)	اُخُوَّۃٌ	(1) ماں، باپ یا کسی ایک کی طرف سے نسبی بھائی ہونا۔ (2) دودھ شریک بھائی ہونا۔ (3) معنی کے لحاظ سے بھائی ہونا۔ ہم عقیدہ یا ساتھی ہونا۔
﴿﴾ (/:)''	اَخٌ	یہ دراصل اَخَوٌ ہے جو قاعدے کے مطابق تبدیل ہو کر اَخٌ استعمال ہوتا ہے۔ (آسان عربی گرامر، حصہ سوم، پیراگراف 77:13)۔ بھائی۔ نسبی، دودھ شریک اور معنوی، ہر طرح کے بھائی کے لیے آتا ہے۔ جب یہ مضاف بنتا ہے تو اس کی رفع، نصب اور جرّ اَخُوْ، اَخَا اور اَخِیْ ہوتی ہے۔ ﴿اِنۡ یَّسۡرِقۡ فَقَدۡ سَرَقَ اَخٌ لَّہٗ مِنۡ قَبۡلُ ۚ﴾ (12/یوسف:77) ''اگر اس نے چوری کر چکا ہے اس کا بھائی اس سے پہلے۔'' ﴿اِذۡ قَالَ لَہُمۡ اَخُوۡہُمۡ نُوۡحٌ﴾ (26/الشعراء:106) ''جب کہا ان سے ان کے بھائی نوحؑ نے۔'' ﴿قَالُوۡۤا اَرۡجِہۡ وَ اَخَاہُ﴾ (7/الاعراف: 111) ''انہوں نے کہا کہ ٹال دو اس کو اور اس کے بھائی کو۔'' ﴿فَمَنۡ عُفِیَ لَہٗ مِنۡ اَخِیۡہِ شَیۡءٌ﴾ (2/البقرہ:178) ''تو وہ، معاف کیا گیا جس کے لیے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ بھی۔''
	اَخَوَانِ	یہ اَخٌ کا تثنیہ ہے۔ ﴿فَاَصۡلِحُوۡا بَیۡنَ اَخَوَیۡکُمۡ﴾ (49/الحجرات:10) ''پس تم لوگ صلح کراؤ اپنے دونوں بھائیوں کے مابین۔''
	اَخْوَانٌ	یہ اَخٌ کی جمع ہے۔ ﴿اِنَّ الۡمُبَذِّرِیۡنَ کَانُوۡۤا اِخۡوَانَ الشَّیٰطِیۡنِ ؕ﴾ (17/بنی اسرائیل:27) ''یقیناً بے جا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔''
	اِخْوَۃٌ	اسم الجمع ہے۔ اس میں بھائی بہن سب شامل ہیں۔ ﴿اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ اِخۡوَۃٌ﴾ (49/الحجرات:10) ''کچھ نہیں سوائے اس کے کہ تمام مومن آپس میں بھائی بہن ہیں۔''
	اُخْتٌ	ج اَخَوَاتٌ۔ بہن۔ ﴿یٰۤاُخۡتَ ہٰرُوۡنَ﴾ (19/مریم:28) ''اے ہارون کی بہن۔'' ﴿اَوۡ بُیُوۡتِ اِخۡوَانِکُمۡ اَوۡ بُیُوۡتِ اَخَوٰتِکُمۡ﴾ (24/النور:61) ''یا اپنے بھائیوں کے گھروں میں یا اپنی بہنوں کے گھروں میں۔''

د ر ی

(ض)	دِرَایَۃً	کسی چیز کا عرفان حاصل کرنا۔ جاننا۔ سمجھنا۔ آیت زیر مطالعہ۔
(افعال)	اِدْرَاءً	کسی کو کسی چیز کا عرفان دینا۔ ﴿لَّوۡ شَآءَ اللّٰہُ مَا تَلَوۡتُہٗ عَلَیۡکُمۡ وَ لَاۤ اَدۡرٰىکُمۡ بِہٖ ۫ۖ﴾ (10/یونس:16) ''اگر اللہ چاہتا تو میں اسے پڑھ کر نہ سناتا تم لوگوں کو اور نہ وہ باخبر کرتا تم کو اس سے۔'' وَمَاۤ اَدۡرٰکَ اور وَمَا یُدۡرِیۡکَ عربی محاورے ہیں۔ ان کا لفظی ترجمہ ہے۔ ''اور اس نے کیا بتایا تم کو۔ اور وہ کیا بتاتا ہے تم کو۔'' لیکن اس میں ان کا مفہوم ہے ''اور تم کیا جانو۔ اور تم کیا جانتے ہو۔''

ترکیب

مِثۡلُ حَظِّ الۡاُنۡثَیَیۡنِ مرکب اضافی ہے اور مبتداء موخر ہے، اس کی خبر محذوف ہے، جب کہ لِلذَّکَرِ قائم مقام خبر مقدم ہے۔ ثُلُثَا مَا بھی مرکب اضافی ہے اس لیے ثُلُثَانِ کا نون اعرابی گرا ہوا ہے۔ وَرِثَ کا فاعل اَبَوٰہُ ہے۔ دَیۡنٍ کی جرّ بتا رہی ہے کہ یہ

مِنْ بَعْدِ پر عطف ہے۔ اٰبَآءُكُمْ وَاَبْنَآءُكُمْ مبتداء ہیں اور آگے پورا جملہ اس کی خبر ہے۔ نَفْعًا تمیز ہے اور فَرِيْضَةً حال ہے۔
633

ترجمہ

يُوْصِيْكُمُ	اللّٰهُ	فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ	لِلذَّكَرِ	مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ
تاکید کرتا ہے تم لوگوں کو	اللہ	تمہاری اولاد (کے بارے) میں	مذکر کے لیے ہے	دو مؤنث کے حصے کی مانند

فَاِنْ كُنَّ	نِسَآءً	فَوْقَ اثْنَتَيْنِ	فَلَهُنَّ	ثُلُثَا مَا	تَرَكَ
پھر اگر ہوں	کچھ عورتیں	دو کے اوپر	تو ان کے لیے ہے	اس کا دو تہائی جو	اس نے چھوڑا

وَاِنْ كَانَتْ	وَاحِدَةً	فَلَهَا	النِّصْفُ	وَلِاَبَوَيْهِ	لِكُلِّ وَاحِدٍ
اور اگر ہو	ایک (مؤنث)	تو اس کے لیے ہے	آدھا	اور اس کے ماں باپ کے لیے	ہر ایک کے لیے

مِّنْهُمَا	السُّدُسُ	مِمَّا	تَرَكَ	اِنْ كَانَ	لَهٗ	وَلَدٌ
ان دونوں میں سے	چھٹا حصہ ہے	اس میں سے جو	اس نے چھوڑا	اگر ہو	اس کی	کوئی اولاد

فَاِنْ	لَّمْ يَكُنْ	لَّهٗ	وَلَدٌ	وَّوَرِثَهٗٓ	اَبَوٰهُ	فَلِاُمِّهِ
پھر اگر	نہ ہو	اس کی	کوئی اولاد	اور وارث ہوں اس کے	اس کے ماں باپ	تو اس کی ماں کے لیے ہے

الثُّلُثُ ج	فَاِنْ كَانَ	لَهٗٓ	اِخْوَةٌ	فَلِاُمِّهِ	السُّدُسُ	مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ
ایک تہائی	پھر اگر ہوں	اس کے	بھائی بہن	تو اس کے ماں کے لیے ہے	چھٹا حصہ	اس وصیت کے بعد

يُّوْصِيْ	بِهَآ	اَوْ دَيْنٍ ط	اٰبَآؤُكُمْ	وَاَبْنَآؤُكُمْ	لَا تَدْرُوْنَ
اس نے وصیت کی	جس کی	یا کسی قرضے کے بعد	تمہارے ماں باپ	اور تمہارے بیٹے	تم نہیں جانتے

اَيُّهُمْ	اَقْرَبُ	لَكُمْ	نَفْعًا	فَرِيْضَةً	مِّنَ اللّٰهِ
ان میں سے کون	زیادہ قریب ہے	تمہارے لیے	بلحاظ نفع کے	فرض ہوتے ہوئے	اللہ (کی طرف) سے

اِنَّ اللّٰهَ	كَانَ عَلِيْمًا	حَكِيْمًا
بیشک اللہ	علیم ہے	حکیم ہے

نوٹ۔1

آیت زیرِ مطالعہ میں گنتی کے کچھ الفاظ آئے ہیں۔ ان کو اَسْمَاءُ الْعَدَدِ کہتے ہیں۔ ان کے استعمال کے کچھ قواعد ہیں جن کی تفصیل کتاب ”عربی کا معلم“ حصہ چہارم میں دی ہوئی ہے۔ ان میں سے چند ابتدائی باتیں درج ذیل ہیں:

1۔ پہلے یہ سمجھ لیں کہ آج کل عربی میں گنتی لکھنے کے جو ہندسے ہیں یعنی ١۔٢۔٣ وغیرہ، ان کو ارقام ھندیہ کہتے ہیں۔ عربی کے اصل ہندسے 1۔2۔3 وغیرہ ہیں اور ان کو ارقام عربیہ کہتے ہیں۔ اہل یورپ نے اُندلس کے مسلمانوں سے یہ ہندسے سیکھے تھے۔

2۔ ایک اور دو کی گنتی کے لیے اسم العدد اور معدود مرکب توصیفی کی طرح آتے ہیں اس لیے جنس کے لحاظ سے بھی ایک دوسرے کے مطابق ہوتے ہیں جیسے قَلَمٌ وَاحِدٌ۔ وَرَقَةٌ وَاحِدَةٌ اور قَلَمَانِ اثْنَانِ۔ وَرَقَتَانِ اثْنَتَانِ۔

3۔ تین سے دس تک کی گنتی کے لیے اسم العدد مضاف اور معدود مضاف الیہ کی طرح آتے ہیں اور جنس میں ایک دوسرے کے برعکس ہوتے ہیں۔ جیسے تِسۡعَةُ مُعَلِّمِیۡنَ اور تِسۡعُ مُعَلِّمَاتٍ۔
633

4۔ اگر ہم کہیں کہ ''گھوڑے سوار دو دو، تین تین، چار چار ہو کر آئے'' اور اس کا عربی ترجمہ اس طرح کریں جَاءَتِ الۡفُرۡسَانُ اِثۡنَیۡنِ اِثۡنَیۡنِ ثَلٰثَةً ثَلٰثَةً اَرۡبَعَةً اَرۡبَعَةً، تو یہ ترجمہ درست ہوگا لیکن عربی میں اس کا رواج نہیں ہے۔ نوٹ کریں کہ اس ترجمے میں اسماء العدد حال ہونے کی وجہ سے حالت نصبی میں آئے ہیں۔ عدد کے تکرار کے لیے ایک ایک کا مفہوم ادا کرنے کے لیے عام طور پر فُرَادَ آتا ہے۔ دو دو کے لیے اِثۡنَانِ کو مَفۡعَلُ کے وزن پر مَثۡنٰی لاتے ہیں۔ جب کہ تین تین سے نو نو کے لیے اسم العدد کو فُعَالُ کے وزن پر استعمال کرتے ہیں۔ جیسے ثُلَاثُ اور رُبَاعُ وغیرہ۔

نوٹ۔2

اس سورہ میں مختلف مقامات پر وراثت کے متعلق متعدد آیات آئی ہیں۔ ان کے حوالے سے اسلام کے قانون وراثت کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ایسی تمام آیات کو یکجا کر کے متعلقہ احادیث اور فقہاء کے اقوال کی روشنی میں ان کا مطالعہ کیا جائے۔ کسی ایک آیت یا چند آیات کے حوالے سے قانون وراثت کو سمجھنے کی کوشش ایک سعی لاحاصل ہے۔ اس لیے ان اسباق میں قانون وراثت کی وضاحت شامل نہیں ہوگی۔

آیت نمبر (12)

﴿ وَلَكُمۡ نِصۡفُ مَا تَرَكَ اَزۡوَاجُكُمۡ اِنۡ لَّمۡ يَكُنۡ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنۡ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكۡنَ مِنۡۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ يُّوۡصِيۡنَ بِهَاۤ اَوۡ دَيۡنٍ ؕ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكۡتُمۡ اِنۡ لَّمۡ يَكُنۡ لَّكُمۡ وَلَدٌ ۚ فَاِنۡ كَانَ لَكُمۡ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكۡتُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ تُوۡصُوۡنَ بِهَاۤ اَوۡ دَيۡنٍ ؕ وَاِنۡ كَانَ رَجُلٌ يُّوۡرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امۡرَاَةٌ وَّلَهٗۤ اَخٌ اَوۡ اُخۡتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنۡهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنۡ كَانُوۡۤا اَكۡثَرَ مِنۡ ذٰلِكَ فَهُمۡ شُرَكَآءُ فِى الثُّلُثِ مِنۡۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ يُّوۡصٰى بِهَاۤ اَوۡ دَيۡنٍ ۙ غَيۡرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَلِيۡمٌ ؕ ﴿۱۲﴾ ﴾

ر ب ع

(ن) رَبۡعًا: کسی چیز کا چوتھا حصہ لینا۔ ایک چوتھائی لینا۔

اَرۡبَعٌ: اسماء العدد میں سے ہے۔ چار۔ ﴿ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّمۡشِىۡ عَلٰٓى اَرۡبَعٍ ؕ ﴾ (24/النور:45) ''اور ان میں سے وہ بھی ہے جو چلتا ہے چار پر یعنی چار ٹانگوں پر۔''

اَرۡبَعِیۡنَ: چالیس۔ ﴿ وَاِذۡ وٰعَدۡنَا مُوۡسٰۤى اَرۡبَعِيۡنَ لَيۡلَةً ﴾ (2/البقرہ:51) ''اور جب ہم نے وعدہ کیا موسیٰؑ سے چالیس راتوں کا۔''

رُبُعٌ: کسی چیز کا چوتھا حصہ۔ ایک چوتھائی۔ آیت زیر مطالعہ۔

رَابِعٌ: ترتیب میں چوتھا۔ ﴿ سَيَقُوۡلُوۡنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمۡ كَلۡبُهُمۡ ۚ ﴾ (18/الکہف:22) ''وہ لوگ کہیں گے تین ہیں اور چوتھا ان کا کتا ہے۔''

رُبَاعُ: تکرار کا عدد ہے۔ چار چار۔ پیچھے آیت نمبر ۴/۳ دیکھیں۔

ترکیب

تَرَكَ کا فاعل اَزۡوَاجُكُمۡ عاقل کی جمع مکسر ہے، جس کا فعل واحد مذکر اور واحد مؤنث، دونوں طرح آ سکتا ہے۔ البتہ آگے يَكُنۡ اور لَّهُنَّ آیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہاں اَزۡوَاجُكُمۡ (تمہارے جوڑے) سے مراد تمہاری بیویاں ہیں۔ دَيۡنٍ کی جرّ بتارہی ہے کہ یہ وَصِيَّةٍ پر عطف ہے۔ وَاِنۡ كَانَ میں كَانَ تامّہ ہے۔ رَجُلٌ اور اَوِ امۡرَاَةٌ اس کے فاعل ہیں اور نکرہ موصوفہ ہیں۔ يُّوۡرَثُ كَلٰلَةً صفت ہے۔ ثلاثی مجرد میں وَرِثَ لازم ہے، جس کا مجہول نہیں بن سکتا۔ اس لیے يُوۡرَثُ باب افعال کا مجہول ہے۔ اس کا نائب فاعل اس میں شامل هُوَ کی ضمیر ہے جو رَجُلٌ اور اِمۡرَاَةٌ کے لیے ہے۔ كَلٰلَةً ان کا حال ہے۔ كَانُوۡٓا کا اسم اس میں شامل هُمۡ کی ضمیر ہے جو اَخٌ اور اُخۡتٌ کے لیے ہے اور اس کی خبر اَكۡثَرَ ہے۔ وَصِيَّةٍ کا حال ہونے کی وجہ سے غَيۡرَ مُضَآرٍّ حالت نصبی میں آیا ہے۔

ترجمہ

وَلَكُمۡ	نِصۡفُ مَا	تَرَكَ	اَزۡوَاجُكُمۡ	اِنۡ	لَّمۡ يَكُنۡ	لَّهُنَّ	وَلَدٌ
اور تمہارے لیے	اس کا آدھا ہے	چھوڑا	تمہاری بیویوں نے	اگر	نہ ہو	ان کا	کوئی بچہ

فَاِنۡ	كَانَ	لَهُنَّ	وَلَدٌ	فَلَكُمُ	الرُّبُعُ مِمَّا	تَرَكۡنَ
پھر اگر	ہو	ان کا	کوئی بچہ	تو تمہارے لیے	اس میں سے چوتھائی حصہ ہے جو	انہوں نے چھوڑا

مِنۡۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ	يُّوۡصِيۡنَ	بِهَآ	اَوۡ دَيۡنٍ	وَلَهُنَّ
اس وصیت کے بعد	انہوں نے وصیت کی	جس کی	یا کسی قرضے کے بعد	اور ان کے لیے

الرُّبُعُ مِمَّا	تَرَكۡتُمۡ	اِنۡ	لَّمۡ يَكُنۡ	لَّكُمۡ	وَلَدٌ	فَاِنۡ	كَانَ	لَكُمۡ	وَلَدٌ
اس میں سے چوتھائی حصہ ہے جو	تم نے چھوڑا	اگر	نہ ہو	تمہارا	کوئی بچہ	پھر اگر	ہو	تمہارا	کوئی بچہ

فَلَهُنَّ	الثُّمُنُ مِمَّا	تَرَكۡتُمۡ	مِّنۡۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ	تُوۡصُوۡنَ	بِهَآ
تو ان کے لیے	اس میں سے آٹھواں حصہ ہے جو	تم نے چھوڑا	اس وصیت کے بعد	تم نے وصیت کی	جس کی

اَوۡ دَيۡنٍ	وَاِنۡ	كَانَ	رَجُلٌ	يُّوۡرَثُ	كَلٰلَةً
یا کسی قرضے کے بعد	اور اگر	ہو	کوئی ایسا مرد	جس کا وارث بنایا جاتا ہے	اس حال میں کہ وہ کلالہ تھا

اَوِ امۡرَاَةٌ	وَّلَهٗۤ	اَخٌ	اَوۡ	اُخۡتٌ	فَلِكُلِّ وَاحِدٍ	مِّنۡهُمَا
یا کوئی ایسی عورت ہو	اور اس کا	ایک بھائی	یا	ایک بہن ہے	تو ہر ایک کے لیے	ان دونوں میں سے

السُّدُسُ	فَاِنۡ	كَانُوۡۤا	اَكۡثَرَ مِنۡ ذٰلِكَ	فَهُمۡ	شُرَكَآءُ	فِى الثُّلُثِ
چھٹا حصہ ہے	پھر اگر	وہ لوگ ہوں	اس سے زیادہ	تو وہ لوگ	شریک ہیں	ایک تہائی میں

مِنۡۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ	يُّوۡصٰى	بِهَآ	اَوۡ دَيۡنٍ	غَيۡرَ مُضَآرٍّ

اس وصیت کے بعد	وصیت کی گئی	جس کی	یا کسی قرضے کے بعد	بغیر نقصان دینے والی ہوتے ہوئے

633

وَصِيَّةً	مِّنَ اللّٰهِ	وَاللّٰهُ	عَلِيْمٌ	حَلِيْمٌ
تاکید ہوتے ہوئے	اللہ (کی طرف) سے	اور اللہ	جاننے والا ہے	بردبار ہے

نوٹ۔1

لغوی اعتبار سے ایسی میت کو بھی کلالہ کہتے ہیں جس کا والد اور اولاد نہ ہو، اور میت کے والد اور اولاد کے علاوہ جو وارث ہوں، ان کو بھی کلالہ کہتے ہیں۔ لیکن اس آیت کا اور آخری آیت نمبر۔176 کا، دونوں کا سیاق وسباق بتا رہا ہے کہ ان میں کلالہ کا لفظ میت کے لیے آیا ہے۔ اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ سے کَلٰلَةً کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''وہ، جو مرا اس حال میں کہ نہیں ہے اس کی کوئی اولاد اور نہ ہی والد۔'' (مفردات القرآن)۔

آیت نمبر (4/ النساء: 13 تا 14)

﴿ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۳﴾ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۪ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۴﴾ ع ﴾

ترکیب

مَنْ شرطیہ ہے۔ شرط ہونے کی وجہ سے يُطِيْعُ کے بجائے مضارع مجزوم يُطِعْ آیا ہے۔ پھر اسے اگلے لفظ یعنی اللہ سے ملانے کے لیے قاعدے کے مطابق زیر دی گئی ہے۔ يُدْخِلْهُ جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہوا۔ جَنّٰتٍ اس کا مفعول ثانی ہے۔ اس لیے حالت نصب میں آیا ہے اور نکرہ مخصوصہ ہے۔ خٰلِدِيْنَ حال ہے۔ اَلْفَوْزُ الْعَظِيْمُ خبر معرفہ ہے اور اس کی ضمیر فاصل محذوف ہے۔ يَعْصِ اور يَتَعَدَّ شرط ہونے کی وجہ سے حالت جزم میں ہیں۔ يُدْخِلْهُ کا مفعول ثانی نَارًا ہے اور خَالِدًا حال ہے۔ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ مبتدا مؤخر نکرہ ہے اور اس کی خبر محذوف ہے۔

ترجمہ

تِلْكَ	حُدُوْدُ اللّٰهِ	وَمَنْ	يُّطِعِ	اللّٰهَ	وَرَسُوْلَهٗ	يُدْخِلْهُ
یہ	اللہ کی حدیں ہیں	اور جو	اطاعت کرے گا	اللہ کی	اور اس کے رسول کی	تو وہ داخل کرے ان کو

جَنّٰتٍ	تَجْرِيْ	مِنْ تَحْتِهَا	الْاَنْهٰرُ	خٰلِدِيْنَ	فِيْهَا	وَذٰلِكَ
ایسے باغات میں	بہتی ہیں	نیچے سے جن کے	نہریں	ہمیشہ رہنے والے ہیں	جن میں	اور یہ

الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ	وَمَنْ	يَّعْصِ	اللّٰهَ	وَرَسُوْلَهٗ	وَيَتَعَدَّ
ہی شاندار کامیابی ہے	اور جو	نافرمانی کرے گا	اللہ کی	اور اس کے رسول کی	اور تجاوز کرے گا

فِيهَا	خَالِدًا	نَارًا	يُدْخِلْهُ	حُدُودَهٗ
جس میں	ہمیشہ رہنے والا ہے	ایک ایسی آگ میں	تو وہ داخل کرے گا اس کو	اس کی حدوں سے

عَذَابٌ مُّهِينٌ	وَلَهٗ
ایک رسوا کرنے والا عذاب ہے	اور اس کے لیے ہی

السلام وعلیکم رحمۃ اللہ وبرکاۃ

اللہ تعالیٰ ہم سب کی یہ سعی قبول فرمائے اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے۔ جس جس نے بھی اس کار خیر میں مال، جان اور صلاحیتوں کو لگایا اللہ قبول ومنظور فرمائے

انجمن خدام القرآن فیصل آباد میں اس کے فوٹو کاپی بھی دستیاب ہیں اور محترم ڈاکٹر جہاں زیب صاحب کے اس کتاب میں اضافہ جات کے ساتھ مطالعہ قرآن حکیم کے نام سے دستیاب ہیں

رابطہ کے لئے: www.khuddam-ul-quran.com, info@khuddam-ul-quran.com

03217805614,0412437618,0412437781

قرآن اکیڈمی سعید کالونی نمبر 2 کینال روڈ فیصل آباد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ النساء (۴)

آیت نمبر (15 تا 16)

﴿وَالّٰتِیۡ یَاۡتِیۡنَ الۡفَاحِشَۃَ مِنۡ نِّسَآئِکُمۡ فَاسۡتَشۡہِدُوۡا عَلَیۡہِنَّ اَرۡبَعَۃً مِّنۡکُمۡ ۚ فَاِنۡ شَہِدُوۡا
فَاَمۡسِکُوۡہُنَّ فِی الۡبُیُوۡتِ حَتّٰی یَتَوَفّٰہُنَّ الۡمَوۡتُ اَوۡ یَجۡعَلَ اللّٰہُ لَہُنَّ سَبِیۡلًا ﴿۱۵﴾ وَالَّذٰنِ یَاۡتِیٰنِہَا مِنۡکُمۡ
فَاٰذُوۡہُمَا ۚ فَاِنۡ تَابَا وَاَصۡلَحَا فَاَعۡرِضُوۡا عَنۡہُمَا ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ تَوَّابًا رَّحِیۡمًا ﴿۱۶﴾﴾

ترکیب

یَاۡتِیۡنَ مضارع میں جمع مؤنث غائب کا صیغہ ہے، اَلۡفَاحِشَۃَ اس کا مفعول ہے (دیکھیں آیت نمبر 2/23 کا نوٹ۔ 2) اَرۡبَعَۃً تمیز ہے۔ یَتَوَفّٰی کا فاعل اَلۡمَوۡتُ ہے۔ یَاۡتِیٰنِہَا میں ھَا کی ضمیر مفعولی اَلۡفَاحِشَۃَ کے لیے ہے۔

ترجمہ

وَالّٰتِیۡ	یَاۡتِیۡنَ	الۡفَاحِشَۃَ	مِنۡ نِّسَآئِکُمۡ	فَاسۡتَشۡہِدُوۡا	عَلَیۡہِنَّ	اَرۡبَعَۃً
اور جو عورتیں	کرتی ہیں	بے حیائی	تمہاری عورتوں میں سے	تو گواہ طلب کرو	ان پر	چار

مِّنۡکُمۡ	فَاِنۡ	شَہِدُوۡا	فَاَمۡسِکُوۡہُنَّ	فِی الۡبُیُوۡتِ	حَتّٰی
تم میں سے	پھر اگر	وہ لوگ گواہی دیں	تو تم لوگ روکو ان کو	گھروں میں	یہاں تک کہ

یَتَوَفّٰہُنَّ	الۡمَوۡتُ	اَوۡ	یَجۡعَلَ	اللّٰہُ	لَہُنَّ	سَبِیۡلًا	وَالَّذٰنِ	یَاۡتِیٰنِہَا
پورا پورا لے ان کو	موت	یا	بنائے	اللہ	ان کے لیے	کوئی راہ	اور جو دو مرد	کرتے ہیں وہی

مِنۡکُمۡ	فَاٰذُوۡہُمَا	فَاِنۡ	تَابَا	وَاَصۡلَحَا
تم میں سے	تو اذیت دو ان دونوں کو	پھر اگر	دونوں توبہ کریں	اور دونوں اصلاح کریں

فَاَعۡرِضُوۡا	عَنۡہُمَا	اِنَّ اللّٰہَ	کَانَ تَوَّابًا	رَّحِیۡمًا
تو تم لوگ درگزر کرو	دونوں سے	یقیناً اللہ	توبہ قبول کرنے والا ہے	رحم کرنے والا ہے

نوٹ۔1

ان آیات میں ایسے مردوں اور عورتوں کے بارے میں سزا تجویز کی گئی ہے جن سے فاحشہ یعنی زنا کا صدور ہو جائے۔ اس کے ثبوت کے لیے چار گواہ طلب کئے جائیں گے۔ اگر چار سے کم لوگ گواہی دیں تو ان کی گواہی نامعتبر ہے۔ ایسی صورت میں مدعی اور گواہ جھوٹے قرار دیئے جاتے ہیں اور ایک مسلمان پر الزام لگانے کی وجہ سے ان پر حدِ قذف جاری کردی جاتی ہے۔ ان دون آیتوں میں زنا کے لیے کوئی حد بیان نہیں کی گئی بلکہ صرف اتنا کہا گیا کہ ان کو تکلیف پہنچاؤ اور زنا کار عورتوں کو گھروں میں بند کردو۔ آیت کے آخر میں فرمایا کہ اگر وہ دونوں توبہ کریں اور اپنی اصلاح کرلیں تو ان سے تعرض مت کرو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سزا کے بعد اگر توبہ کرلیں تو پھر انہیں ملامت نہ کرو اور مزید سزا مت دو۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ توبہ سے سزا بھی معاف ہوگئی کیونکہ آیت میں توبہ سزا کے بعد مذکور ہے۔

نزول کے اعتبار سے قرآن کریم کی ان دو آیتوں کی ترتیب یہ ہے کہ شروع میں تو ان کو ایذاء کا حکم نازل ہوا اور اس کے بعد عورتوں کے لیے یہ حکم نازل ہوا کہ ان کو گھروں میں بند رکھا جائے یہاں تک کہ ان کو موت آجائے یا ان کی زندگی میں کوئی حکم آجائے۔ چنانچہ بعد میں وہ ''سبیل'' بیان کردی گئی جس کا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں وعدہ فرمایا تھا۔ (معارف القرآن سے ماخوذ)۔ مذکورہ حکم سورۂ نور کی آیت نمبر ۲ میں ہے جس کا مفہوم (ترجمہ نہیں) یہ ہے کہ ''زانی عورت اور زانی مرد میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو۔ اور اللہ کے دین کے معاملے میں تمہیں ان پر ترس نہ آئے اگر تمہارا اللہ اور آخرت پر ایمان ہے اور ان دونوں کو سزا دیتے وقت مومنوں میں ایک گروہ موقع پر موجود ہونا ضروری ہے۔'' یعنی مرد اور عورت دونوں کو برسرِ عام سزا دینا ضروری ہے خواہ ہم مغربی طاغوت کو منہ دکھانے کے قابل رہیں یا نہ رہیں۔ جس کا اللہ اور آخرت پر ایمان ہے اس کا مسئلہ یہ ہے کہ اس نے اللہ کو منہ دکھانا ہے۔ دنیا کو منہ دکھانا اس کا مسئلہ ہے جو زبان سے اللہ اور آخرت کا اقرار کرے لیکن دل یقین سے حالی ہو۔

نوٹ۔2

شادی شدہ زانی کے لئے رجم کی سزا کا قرآن مجید میں کہیں ذکر نہیں ہے۔ اس کا ثبوت ہمیں احادیث میں ملتا ہے۔ اس وجہ سے ہمارے جدید تعلیم یافتہ طبقہ کے اکثر لوگوں کے ذہن الجھن کا شکار ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسے لوگ حدیث کو اگر مانتے بھی ہیں تو اسے قرآن مجید سے کمتر درجہ کی چیز سمجھتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ یہ بات بالکل غلط ہے اور کسی درجے میں بھی قابل قبول نہیں ہے۔ ایسے لوگوں کو مخلصانہ مشورہ ہے کہ وہ سنی سنائی بات پر کوئی رائے قائم کرنے کے بجائے حدیث کی ضرورت واہمیت اور ثقاہت یعنی قابل اعتبار ہونے کے متعلق خود تحقیق کر کے کوئی رائے قائم کریں۔ اگر انہوں نے غیر متعصب ذہن کے ساتھ یہ تحقیق کی ان شاء اللہ سوا نیزے پر دمکتے ہوئے سورج کی طرح یہ حقیقت عیاں ہوجائے گی کہ قرآن اور حدیث الگ الگ دو چیزیں نہیں ہیں بلکہ یہ ایک ہی سکّہ رائج الوقت کے دو رخ ہیں۔ اس سلسلہ میں فاؤنڈیشن کے ''حدیث کا جائزہ'' کورس کا مطالعہ بھی ان شاء اللہ مفید ہوگا۔

اس ذہنی الجھن کی دوسری وجہ بھی لاعلمی پر مبنی ہے۔ عام خیال یہ ہے کہ اسلامی قوانین کے ماخذ قرآن اور حدیث ہیں۔ یہ بات اس حد تک تو درست ہے کہ اسلامی قوانین کی غالب اکثریت کے یہی دو ماخذ ہیں، لیکن صرف یہی دو نہیں ہیں۔ سلامی قوانین کے کچھ اور ماخذ بھی ہی جن کی وضاحت ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے اپنے ''خطبات بہاولپور'' میں کی ہے۔ ان میں سے ایک تورات ہے۔ اصول یہ ہے کہ تورات میں درج اللہ کے جن احکام کی قرآن وحدیث میں توثیق کردی گئی وہ اب اسلامی قوانین کا حصہ ہیں۔

اب نوٹ کرلیں کہ رجم کی سزا تورات میں درج ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اس پر عمل کرکے اس کے اسلامی قانون ہونے کی حیثیت کو ہر قسم کے شک وشبہ سے بالاتر کردیا ہے۔

آیت نمبر (17 تا 18)

﴿ اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷﴾ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۸﴾ ﴾

649

ع	ت	د

(ک) عَتَادًا — تیار ہونا۔ آمادہ ہونا۔

عَتِیْدٌ — فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ تیار۔ ﴿مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْہِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ ﴿۱۸﴾﴾ ''وہ منہ سے نہیں نکالتا کوئی بات مگر یہ کہ اس کے پاس ہوتا ہے ایک تیار محافظ'' (50/قٓ:18)

(افعال) اِعْتَادًا — تیار کرنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

اَلتَّوْبَۃُ مبتداء ہے۔ اس کی خبر محذوف ہے جو کہ ثَابِتٌ ہوسکتی ہے۔ عَلَی اللّٰہِ اور لِلَّذِیْنَ، دونوں متعلق خبر ہیں۔ اَلسُّوْءَ صفت ہے اس کا موصوف اَلْفِعْلَ یا اَلْعَمَلَ محذوف ہے۔ اَلتَّوْبَۃُ اسم ہے لَیْسَ کا، اس کی خبر بھی محذوف ہے اور یہاں عَلَی اللّٰہِ بھی محذوف ہے۔ لِلَّذِیْنَ اور وَلَا الَّذِیْنَ دونوں متعلق خبر ہیں۔

ترجمہ

اِنَّمَا	التَّوْبَۃُ	عَلَی اللّٰہِ	لِلَّذِیْنَ	یَعْمَلُوْنَ
کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	توبہ (تو ثابت) ہے	اللہ پر	ان لوگوں کے لیے جو	کرتے ہیں

السُّوْٓءَ	بِجَھَالَۃٍ	ثُمَّ	یَتُوْبُوْنَ	مِنْ قَرِیْبٍ	فَاُولٰٓئِکَ
بُرا (کام)	نادانی میں	پھر	وہ لوگ توبہ کرتے ہیں	قریب (یعنی جلدی) سے	تو یہ لوگ ہیں

یَتُوْبُ	اللّٰہُ	عَلَیْھِمْ	وَکَانَ اللّٰہُ	عَلِیْمًا	حَکِیْمًا	وَلَیْسَتِ
توبہ قبول کرتا ہے	اللہ	جن کی	اور اللہ ہے	جاننے والا	حکمت والا	اور (ثابت) نہیں ہے

التَّوْبَۃُ	لِلَّذِیْنَ	یَعْمَلُوْنَ	السَّیِّاٰتِ	حَتّٰٓی	اِذَا	حَضَرَ
توبہ (اللہ پر)	ان لوگوں کے لیے جو	عمل کرتے رہتے ہیں	برائیوں کا	یہاں تک کہ	جب	سامنے آتی ہے

اَحَدَھُمُ	الْمَوْتُ	قَالَ	اِنِّیْ تُبْتُ	الْئٰنَ	وَلَا الَّذِیْنَ
ان کے کسی ایک کے	موت	تو وہ کہتا ہے	بے شک میں توبہ کرتا ہوں	اب	اور نہ ہی ان کے لیے جو

یَمُوْتُوْنَ	وَ	ھُمْ	کُفَّارٌ	اُولٰٓئِکَ	اَعْتَدْنَا	لَھُمْ
مرتے ہیں	اس حال میں کہ	وہ	کفر کرنے والے ہیں	یہ لوگ ہیں	ہم نے تیار کیا	جن کے لیے

عَذَابًا اَلِیْمًا
ایک دردناک عذاب

نوٹ۔1

پہلے یہ سمجھ لیں کہ توبہ کسے کہتے ہیں۔ کیونکہ قبول ہونے یا قبول نہ ہونے کا سوال صرف سچی توبہ سے متعلق ہے۔ جھوٹی توبہ کا اس سوال سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ سچی توبہ کے تین اجزا ہیں۔ پہلی شرط یہ ہے کہ اپنے کیے پر ندامت ہو۔ ایک حدیث میں ہے کہ توبہ نام ہی ندامت کا ہے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ آئندہ وہ کام نہ کرنے کا پختہ ارادہ عزم

کرے۔ تیسری شرط یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو اپنے کیے کی تلافی کرے، مثلاً نماز، روزہ اور زکوٰۃ کی قضا کرے، کسی کا حق مارا ہے تو اسے ادا کرے، کسی کو تکلیف پہنچائی ہے تو اس سے معافی مانگے، کوئی ایسا شخص وفات پا چکا ہے تو اس کے لیے دعا649ئے مغفرت کرے وغیرہ۔

یہ بھی سمجھ لیں کہ خطا کا صدور، پھر اس پر ندامت اور اعتراف، انسانیت کا عطر ہے۔ اگر کبھی خطا نہ کرے تو انسان فرشتہ ہو جائے گا، یعنی مسجود کے بجائے ساجد ہو جائے گا۔ اگر خطا پر نادم نہ ہو اور اس کا اعتراف نہ کرے تو انسان شیطان ہو جائے گا (معارف القرآن سے ماخوذ)۔ اس حوالے سے اب یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ غلطی کرنا اتنی بری بات نہیں ہے۔ برائی کی اصل جڑ یہ ہے کہ انسان اپنی غلطی کو تسلیم نہ کرے۔

نوٹ۔2

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر انسان سچی توبہ کرے تو اس کی قبولیت کا کیا امکان ہے۔ آیت نمبر۔۱۷ میں اس کے لیے پہلی شرط ''بِجَهَالَةٍ'' ہے۔ اس کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ انجانے میں گناہ کرے تب توبہ قبول ہوگی۔ صحابہ کرام رضی اللّٰہ عنہم نے اس کا یہ مطلب لیا ہے کہ گناہ کے انجام اور عذاب سے غفلت اس کا سبب بن گئی ہو خواہ وہ اسے گناہ جانتا ہو اور قصداً کیا ہو۔ جیسے یوسف علیہ السلام سے ان کے بھائیوں نے جو کیا قصداً کیا تھا پھر بھی قران مجید میں اسے جہالت کہا گیا ہے (۱۲/ ۸۹)۔ اس لیے امت کا اس پر اجماع ہے کہ جو شخص قصداً گناہ کرے تو اس کی بھی توبہ قبول ہو سکتی ہے اگر وہ سچی توبہ کرے۔

اسی آیت میں توبہ کی قبولیت کے لیے دوسری شرط ''مِنْ قَرِيْبٍ'' ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ قریب کا کیا مطلب ہے؟ اس کی وضاحت ایک حدیث سے ہوتی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ اس وقت تک قبول فرماتا ہے جب تک بندے پر غرغرہ طاری ہو جائے۔ اس طرح مِنْ قَرِيْبٍ کا مطلب ہے کہ انسان کا عرصۂ حیات قلیل ہے اور موت اس کے بالکل قریب ہے۔ (معارف القرآن سے ماخوذ)۔

آیت نمبر (19 تا 22)

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ
اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ
تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ﴿١٩﴾ وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّ اٰتَيْتُمْ
اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿٢٠﴾ وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَ
قَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّ اَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿٢١﴾ وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ
النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّ مَقْتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿٢٢﴾ ع ﴾

ع ش ر

(ض۔ن)　عَشَرًا　نو میں شامل ہو کر دسواں ہونا۔

عَشْرٌ　اسم العدد ہے۔ دس۔ ﴿ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ ﴾ (6/الانعام:160)
''جو آیا نیکی کے ساتھ تو اس کے لیے اس کی جیسی دس ہیں۔''

مِعْشَارٌ — دسواں حصہ یعنی 10/1۔﴿ وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ اٰتَيْنٰهُمْ ﴾ (34/ سبا:45)''اور وہ لوگ نہیں پہنچے اس کے دسویں حصے کو جو ہم نے دیا ان کو۔''

649

عُشَرَاءُ — ج عِشَارٌ۔ دس ماہ کی حاملہ اونٹنی جس کا وضع حمل کا وقت قریب ہو۔﴿ وَ اِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ﴾ (81/ التکویر:4)''اور جب حاملہ اونٹنیاں چھوڑ دی جائیں گی۔''

عِشْرُوْنَ — بیس۔﴿ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ﴾ (8/ الانفال:65) ''اگر ہوں تم لوگوں میں بیس ثابت قدم لوگ تو وہ غالب ہوں گے دو سو پر۔''

عَشِيْرٌ — فَعِيْلٌ کا وزن اسم الفاعل کے معنی میں ہے۔ شامل ہونے والا یعنی ساتھی۔ رفیق۔﴿ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ﴾ (22/ الحج:13)''یقیناً بہت ہی برا کارساز ہے اور یقیناً بہت ہی برا رفیق ہے۔''

عَشِيْرَةٌ — قبیلہ۔ برادری۔ رشتہ دار۔﴿ وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴾ (26/ الشعرآء:214)''اور آپ خبردار کر دیں اپنے قریبی رشتہ داروں کو۔''

مَعْشَرٌ — جماعت۔ گروہ۔﴿ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ﴾ (6/ الانعام:128) ''اے جنوں کے گروہ! تم نے بہت گھیر لیے انسانوں میں سے۔''

(مفاعلہ) **مُعَاشَرَةٌ** — باہم مل جل کر رہنا۔

عَاشِرْ — فعل امر ہے۔ تو مل جل کر رہ۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ف	ض	و

(ن) **فَضَاءٌ** — کسی چیز یا جگہ کا کشادہ ہونا۔

(افعال) **اِفْضَاءٌ** — کشادہ کرنا۔ صحبت کرنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

م	ق	ت

(ن) **مَقْتًا** — نفرت کرنا۔ بیزار ہونا۔

مَقْتٌ — اسم ذات ہے۔ نفرت۔ بیزاری۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

لَا يَحِلُّ میں لام کی ضمہ بتا رہی ہے کہ یہ مضارع مجزوم نہیں ہو سکتا۔ اس لیے اس سے پہلے لائے نفی ہے۔ اس کو لائے نہی ماننا ممکن نہیں ہے۔ اس کے آگے اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا پورا جملہ لَا يَحِلُّ کا فاعل ہے۔ اس جملے میں تَرِثُوْا کا فاعل اس میں اَنْتُمْ کی ضمیر ہے، اَلنِّسَاءَ اس کا مفعول ہے اور كَرْهًا حال ہے۔ لَا تَعْضُلُوْا فعل نہی ہے۔ يَجْعَلَ کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ عَسٰى اَنْ پر عطف ہے۔ اَتَاْخُذُوْنَ کا مفعول ہٗ کی ضمیر ہے جو قِنْطَارًا کے لیے ہے، جب کہ بُهْتَانًا اور مرکب توصیفی اِثْمًا مُّبِيْنًا، دونوں حال ہیں۔ فَاحِشَةً اور مَقْتًا، كَانَ کی خبر ہیں۔ سَاءَ فعل ماضی ہے لیکن اس کا ترجمہ حال میں ہوگا (آیت نمبر ۴۹/۲۔ نوٹ۔۲) سَبِيْلًا تمیز ہے۔

ترجمہ

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	لَا يَحِلُّ	لَكُمْ	اَنْ	تَرِثُوْا	النِّسَآءَ
اے لوگوں جو ایمان لائے ہو	حلال نہیں ہوتا	تمہارے لیے	کہ	تم لوگ وارث بنو	عورتوں کے

كَرْهًا	وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ	لِتَذْهَبُوْا	بِبَعْضِ مَآ	اٰتَيْتُمُوْهُنَّ
زبردستی	اور تم لوگ مت روکو ان کو	تاکہ تم لوگ لے جاؤ	اس کے بعض کو جو	تم لوگوں نے دیا ان کو

اِلَّاۤ اَنۡ	یَّاۡتِیۡنَ	بِفَاحِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ	وَعَاشِرُوۡھُنَّ	649 بِالۡمَعۡرُوۡفِ
سوائے اس کے کہ	وہ کریں	کوئی کھلی بے حیائی	اور تم لوگ مل جل کر رہو ان سے	بھلے طریقے سے

فَاِنۡ	کَرِھۡتُمُوۡھُنَّ	فَعَسٰۤی	اَنۡ	تَکۡرَھُوۡا	شَیۡـًٔا	وَّ
پھر اگر	تم لوگ ناپسند کرو ان کو	تو ہوسکتا ہے	کہ	تم لوگ ناپسند کرو	کسی چیز کو	حالانکہ

یَجۡعَلَ	اللّٰہُ	فِیۡہِ	خَیۡرًا کَثِیۡرًا	وَاِنۡ	اَرَدۡتُّمُ
(ہوسکتا ہے کہ) پیدا کرے	اللہ	اس میں	بہت زیادہ بھلائی	اور اگر	تم لوگ ارادہ کرو

اسۡتِبۡدَالَ زَوۡجٍ	مَّکَانَ زَوۡجٍ	وَّاٰتَیۡتُمۡ	اِحۡدٰىھُنَّ	قِنۡطَارًا
بیوی بدلنے کا	کسی دوسری بیوی کی جگہ	اور تم نے دیا	ان کی کسی ایک کو	ایک ڈھیر (مال)

فَلَا تَاۡخُذُوۡا مِنۡہُ	شَیۡـًٔا	اَتَاۡخُذُوۡنَہٗ	بُھۡتَانًا
تو تم لوگ مت لو اس میں سے	کوئی چیز	کیا تم لوگ لیتے ہو اس کو	جھوٹا الزام لگاتے ہوئے

وَّاِثۡمًا مُّبِیۡنًا	وَکَیۡفَ	تَاۡخُذُوۡنَہٗ	وَ	قَدۡ اَفۡضٰی
اور کھلا گناہ ہوتے ہوئے	اور کیسے	تم لوگ لوگے اس کو	حالانکہ	صحبت کر چکا ہے

بَعۡضُکُمۡ	اِلٰی بَعۡضٍ	وَّاَخَذۡنَ	مِنۡکُمۡ	مِّیۡثَاقًا غَلِیۡظًا
تم میں کا کوئی	کسی سے	اور انہوں نے لیا	تم سے	ایک پکا وعدہ

وَلَا تَنۡکِحُوۡا	مَا	نَکَحَ	اٰبَآؤُکُمۡ	مِّنَ النِّسَآءِ
اور تم لوگ نکاح مت کرو	اس سے، جس سے	نکاح کیا	تمہارے اجداد نے	عورتوں میں سے

اِلَّا	مَا	قَدۡ سَلَفَ	اِنَّہٗ	کَانَ	فَاحِشَۃً	وَّمَقۡتًا	وَسَآءَ
سوائے اس کے کہ	جو	گزر گیا ہے	یقیناً یہ	ہے	بے حیائی	اور بیزاری	اور برا ہے

سَبِیۡلًا
بلحاظ راستے کے

نوٹ۔1

ان آیات میں ان غلط رسوم کی ممانعت ہے جو اسلام سے پہلے خواتین کے ضمن میں عام تھیں۔ عورت کی جان اور مال کو مرد کی ملکیت تسلیم کیا جاتا تھا۔ شوہر کے انتقال کے بعد اس کے ترکہ کی طرح اس کی بیوہ کے بھی مالک بن جاتے تھے۔ اُس سے اگر خود نکاح کرتے تو مہر نہیں ادا کرتے تھے اور اگر کسی دوسرے سے نکاح کراتے تو مہر خود رکھ لیتے تھے۔ بیوی کو اگر میکے یا کہیں اور سے کوئی چیز ملتی تو شوہر اس کا مالک ہوتا تھا۔ اس طرح کی اور رسومات کی نفی کرتے ہوئے ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے عورت کی شخصیت کے حق کو اور اس کے حق ملکیت کو تسلیم کرنے کا حکم دیا ہے۔

آیت نمبر (23 تا 24)

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَ بَنٰتُكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ وَ عَمّٰتُكُمْ وَ خٰلٰتُكُمْ وَ بَنٰتُ الْاَخِ وَ بَنٰتُ الْاُخْتِ وَ
اُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَ اُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَ رَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ
مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَ حَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ
الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ وَ اَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٢٣﴾ ۙ وَّ
الْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ
تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ؕ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ؕ وَ لَا
جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿٢٤﴾

ع م م

(ن) عُمُوْمًا: کسی چیز کا عام ہونا

عَمٌّ: ج اَعْمَامٌ۔ چچا۔ ﴿وَبَنٰتِ عَمِّكَ﴾ (33/ الاحزاب: 50) ''اور تمہارے چچا کی بیٹیاں۔'' ﴿اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ﴾ (24/ النور: 61) ''یا تمہارے چچاؤں کے گھر۔''

عَمَّةٌ: ﴿عَمّٰتٌ﴾ ''پھوپھی۔'' آیت زیر مطالعہ۔

عَمَّ: اس کا مادہ ''ع م م'' نہیں ہے بلکہ یہ عَنْ مَا کی ادغام شدہ شکل ہے۔ ﴿عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۚ ①﴾ (78/ النباء: 1) ''کس کے بارے میں یہ لوگ باہم پوچھتے ہیں۔''

خ و ل

(ف) خَوْلًا: غلاموں والا ہونا۔ مالک۔

خَالٌ: ج اَخْوَالٌ۔ ماموں۔ ﴿وَبَنٰتِ خَالِكَ﴾ (33/ الاحزاب: 50) ''اور تمہارے ماموں کی بیٹیاں) ﴿اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ﴾ (24/ النور: 61) ''یا تمہارے ماموؤں کے گھر۔''

خَالَةٌ: ج خَلَاتٌ۔ خالہ۔ آیت زیر مطالعہ۔

(تفعیل) تَخْوِيْلًا: مالک بنانا۔ عطا کرنا۔ ﴾ (6/ الانعام: 94) ''اور تم لوگ چھوڑ آئے اس کو جو ہم نے عطا کیا تم کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے۔''

ص ل ب

(ن) صَلْبًا: ہڈیوں سے گودا نکالنا۔ سولی پر چڑھانا (قتل کرنے کے لئے) ﴿وَ مَا قَتَلُوْهُ وَ مَا صَلَبُوْهُ﴾ (4/ النساء: 157) ''ان لوگوں نے قتل نہیں کیا اسؑ کو اور نہ ان لوگوں نے سولی پر چڑھایا اسؑ کو''

صُلْبٌ: ج اَصْلَابٌ۔ ریڑھ کی ہڈی۔ پیٹھ ﴿يَخْرُجُ مِنْۢ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ﴾ (86/ الطارق: 7) ''وہ نکلتا ہے سینوں اور پیٹھ کے درمیان سے۔''

(تفعیل) تَصْلِيْبًا: سولی چڑھانا۔ پھانسی دینا۔ ﴿وَلَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ﴾ (20/ طٰہٰ: 71) ''اور میں لازماً سولی چڑھاؤں گا تم لوگوں کو کھجور کے تنوں پر۔''

649

ح ص ن

(ک)	حَصَانَةً	مضبوط و مستحکم ہونا۔محفوظ ہونا۔
	حِصْنٌ	ج حُصُوْنٌ۔ مضبوط جگہ۔ قلعہ۔ ﴿وَ ظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ﴾ (59/الحشر:2) ''اور ان لوگوں نے گمان کیا کہ بچانے والے ہیں کو ان کے قلعے اللہ سے۔''
(افعال)	اِحْصَانًا	حفاظت کرنا۔محفوظ کرنا﴿وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْ بَاْسِكُمْ﴾ (21/الانبیاء:80)''اور ہم نے سکھایا اس کو ایک لباس بنانا تمہارے لئے تاکہ وہ تمہاری حفاظت کرے تمہاری جنگ میں۔''
	مُحْصِنٌ	اسم الفاعل ہے۔حفاظت کرنے والا۔آیت زیرِ مطالعہ۔
	مُحْصَنَةٌ	اسم المفعول ہے۔محفوظ کی ہوئی۔اس بنیادی مفہوم کے ساتھ قرآن مجید میں متعدد مفاہیم میں آیا ہے۔ (۱) شادی شدہ خاتون۔آیت زیرِ مطالعہ۔ (۲) آزاد خاتون یعنی جو کنیز نہ ہو۔ خاندانی لڑکی۔﴿اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ﴾ (4/النساء:25)''کہ وہ نکاح کرے خاندانی مسلمان عورت سے۔'' (۳) پارسا۔ پاکدامن۔﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ﴾ (24/النور:4)''اور وہ لوگ جو تہمت لگاتے ہیں پاکدامن عورتوں پر''
(تفعیل)	تَحْصِيْنًا	بہت مضبوط کرنا۔خوب پختہ کرنا
	مُحَصَّنَةٌ	اسم المفعول ہے۔بہت مضبوط کی ہوئی ﴿لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ﴾ (59/الحشر:14)''وہ لوگ جنگ نہیں کریں گے تم لوگوں سے سب مل کر مگر کسی قلعہ بند بستی میں۔''
(تفعّل)	تَحَصُّنًا	خود کو محفوظ کرنا۔بچنا۔﴿اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا﴾ (24/النور:33)''اگر وہ عورتیں ارادہ کریں خود کو بچانے کا۔''

س ف ح

(ف)	سَفْحًا	خون یا آنسو وغیرہ بہانا
	مَسْفُوْحٌ	اسم المفعول ہے۔بہایا ہوا﴿اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا﴾ (6/الانعام:145)''یا بہایا ہوا خون۔''
(مفاعلہ)	سِفَاحًا	ایک دوسرے سے بڑھ کر بہنا۔پھر بدکاری کرنے کے معنی میں آتا ہے۔
	مُسَافِحٌ	اسم الفاعل ہے۔بدکاری کرنے والا۔آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

حُرِّمَتْ ماضی مجہول ہے۔اس کے آگے جو رشتے مذکورہ ہیں وہ سب اس کے نائب فاعل ہیں اس لئے ان کے مضاف حالت رفع میں آئے ہیں۔اَنْ تَجْمَعُوْا سے پہلے حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ محذوف ہے۔كِتٰبَ اللّٰهِ کو فعل محذوف کا مفعول مطلق بھی مانا جاسکتا ہے۔لیکن بہتر ہے کہ اس کو حال مانا جائے۔اَنْ تَبْتَغُوْا کا مفعول هُنَّ محذوف ہے۔مُحْصِنِيْنَ حال ہونے کی وجہ سے حالت نصبی میں ہے۔غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ میں غَيْرَ کی نصب حال ہونے کی وجہ سے ہے جبکہ مُسٰفِحِيْنَ اس کا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہوا ہے۔

ترجمہ

حُرِّمَتْ	عَلَيْكُمْ	اُمَّهٰتُكُمْ	وَبَنٰتُكُمْ	وَاَخَوٰتُكُمْ	وَعَمّٰتُكُمْ
حرام کی گئیں	تم لوگوں پر	تمہاری مائیں	اور تمہاری بیٹیاں	اور تمہاری بہنیں	649 اور تمہاری پھوپھیاں

وَخٰلٰتُكُمْ	وَبَنٰتُ الْاَخِ	وَبَنٰتُ الْاُخْتِ	وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ
اور تمہاری خالائیں	اور بھائی کی بیٹیاں	اور بہن کی بیٹیاں	اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے

اَرْضَعْنَكُمْ	وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ	وَاُمَّهٰتُ نِسَآىِٕكُمْ	وَرَبَآىِٕبُكُمُ
دودھ پلایا تم کو	اور تمہاری دودھ شریک بہنیں	اور تمہاری عورتوں کی مائیں	اور تمہاری زیر تربیت بیٹیاں

الّٰتِيْ	فِيْ حُجُوْرِكُمْ	مِّنْ نِّسَآىِٕكُمُ الّٰتِيْ	دَخَلْتُمْ	بِهِنَّ	فَاِنْ
جو	تمہاری گودوں میں ہیں	تمہاری ان عورتوں سے	تم داخل ہوئے	جن میں	پھر اگر

لَّمْ تَكُوْنُوْا	دَخَلْتُمْ	بِهِنَّ	فَلَا جُنَاحَ	عَلَيْكُمْ	وَحَلَآىِٕلُ اَبْنَآىِٕكُمُ
تم نہیں ہوئے	داخل	ان میں	تو کوئی گناہ نہیں ہے	تم پر	اور تمہارے بیٹوں کی بیویاں

الَّذِيْنَ	مِنْ اَصْلَابِكُمْ	وَاَنْ	تَجْمَعُوْا	بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ
جو	تمہاری پیٹھوں سے ہیں	اور (حرام کیا گیا تم پر) کہ	تم جمع کرو	دو بہنوں کو

اِلَّا	مَا	قَدْ سَلَفَ ؕ	اِنَّ اللّٰهَ	كَانَ	غَفُوْرًا	رَّحِيْمًا ۙ﴿۲۳﴾
سوائے اس کے کہ	جو	گزر گیا ہے	یقیناً اللہ	ہے	بے انتہا بخشنے والا	ہر حال میں رحم کرنے والا

وَّالْمُحْصَنٰتُ	مِنَ النِّسَآءِ	اِلَّا	مَا	مَلَكَتْ	اَيْمَانُكُمْ ۚ
اور شادی شدہ خواتین (بھی)	عورتوں میں سے	سوائے اس کے کہ	جن کے	مالک ہوئے	تمہارے داہنے ہاتھ

كِتٰبَ اللّٰهِ	عَلَيْكُمْ ۚ	وَاُحِلَّ	لَكُمْ	مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ	اَنْ
فرض کیا اللہ نے	تم پر	اور حلال کیا گیا	تمہارے لئے	جو اس کے علاوہ ہے	کہ

تَبْتَغُوْا	بِاَمْوَالِكُمْ	مُّحْصِنِيْنَ	غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ؕ
تم لوگ چاہو (ان کو)	اپنے مال سے	حفاظت کرنے والے ہوتے ہوئے	بدکاری نہ کرنے والے ہوتے ہوئے

فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ	بِهٖ	مِنْهُنَّ	فَاٰتُوْهُنَّ	اُجُوْرَهُنَّ	فَرِيْضَةً ؕ
پھر جو تم نے فائدہ حاصل کیا	جس سے	ان میں سے	تو تم لوگ دو ان کو	ان کے حقوق	فرض ہوتے ہوئے

وَلَا جُنَاحَ	عَلَيْكُمْ	فِيْمَا	تَرٰضَيْتُمْ	بِهٖ	مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ؕ
اور کوئی گناہ نہیں ہے	تم پر	اس میں	تم لوگ باہم راضی ہوئے	جس پر	فرض کے بعد

اِنَّ اللّٰهَ	كَانَ	عَلِيْمًا	حَكِيْمًا ﴿۲۴﴾
یقیناً اللہ	ہے	جاننے والا	حکمت والا

آیت نمبر (25)

649

﴿وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ
فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ؕ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَ
اٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَاۤ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ
بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ؕ وَاَنْ تَصْبِرُوْا
خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۲۵ ع﴾

ط و ل

باب	لفظ	معنی
(ن)	طَوْلًا	(۱) دراز ہونا۔ لمبا ہونا۔ (۲) خیرات دینا۔ بخشش کرنا۔ (یعنی دولت میں لمبا ہونا) ﴿فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ﴾ (57/الحدید:16) ’’پھر دراز ہوئی ان پر مدت تو سخت ہوئے ان کے دل۔‘‘
	طُوْلٌ	اسم ذات ہے۔ لمبائی۔ ﴿وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ۝۳۷﴾ (17/بنی اسرائیل:37) ’’اور تو ہرگز نہیں پہنچے گا پہاڑ کو بلحاظ لمبائی کے۔‘‘
	طَوِيْلٌ	فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ لمبا۔ ﴿اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ۝۷ؕ﴾ (73/المزمل:7) ’’بیشک آپؐ کے لئے دن میں ایک لمبی مصروفیت ہے۔‘‘
	طَوْلٌ	اسم ذات ہے۔ سخاوت۔ مال۔ دولت۔ ﴿شَدِيْدِ الْعِقَابِ ۙ ذِي الطَّوْلِ ؕ﴾ (40/المومن:7) ’’پکڑنے کا سخت، انعام اور فضل کرنے والا۔‘‘ ﴿اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ﴾ (9/التوبہ:86) ’’اجازت چاہتے ہیں آپؐ سے دولت والے۔‘‘
(تفاعل)	تَطَاوُلًا	دور کی چیز کی طرف گردن بلند کر کے دیکھنا۔ لمبائی ظاہر کرنا۔ ﴿فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ﴾ (28/القصص:45) ’’پھر لمبائی ظاہر کی ان پر عمر نے، یعنی جن پر لمبی مدتیں گزر گئیں۔‘‘

ف ت ی

باب	لفظ	معنی
(س)	فَتًى	نوجوان ہونا۔ خادم ہونا (زیادہ تر نوعمر لڑکے نوکر رکھے جاتے ہیں)۔
	فَتًى	تثنیہ فَتَيَانِ ج فِتْيَانٌ اور فِتْيَةٌ نوجوان خادم یا غلام۔ ﴿قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗۤ اِبْرٰهِيْمُ﴾ (21/الانبیاء:60) ’’انہوں نے کہا کہ ہم نے سنا ایک نوجوان کو، وہ ذکر کرتا ہے ان کا یعنی بتوں کو برا کہتا ہے، جس کو کہا جاتا ہے۔ ابراہیم۔‘‘ ﴿وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ؕ﴾ (12/یوسف:36) ’’اور داخل ہوئے اس کے ساتھ قید خانے میں دو نوجوان۔‘‘ ﴿وَقَالَ لِفِتْيٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ﴾ (12/یوسف:62) ’’اور انہوں نے کہا اپنے خادموں سے کہ تم لوگ رکھ دو ان کی پونجی۔‘‘ ﴿اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ﴾ (18/الکہف:13) ’’بیشک وہ لوگ کچھ نوجوان تھے جو ایمان لائے اپنے رب پر۔‘‘
	فَتَاةٌ	ج فَتَيَاتٌ۔ نوجوان لڑکی۔ خادمہ۔ کنیز۔ آیت زیر مطالعہ۔
(افعال)	اِفْتَاءً	مسئلے کا حل بتانا۔ فتویٰ دینا۔ (ذہنی صلاحیت کے لحاظ سے کسی کو نوجوان کرنا۔ علمی خدمت کرنا) ﴿قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ؕ﴾ (4/النساء:176) ’’آپؐ کہیے کہ اللہ بتاتا ہے تم کو کلالہ کے بارے میں۔‘‘

	اَفْتِ	فعل امر ہے۔ تو بتا۔ تو فتویٰ دے۔ ﴿ اَفْتِنَا فِیْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ ﴾ (12/یوسف:46) ''تو بتا ہمیں سات موٹی گایوں کے بارے میں۔'' 649
(استفعال)	اِسْتِفْتَاءً	مسئلے کا حل پوچھنا۔ ﴿وَ یَسْتَفْتُوْنَكَ فِی النِّسَآءِ﴾ (4/النساء:127) ''اور یہ لوگ پوچھتے ہیں آپؐ سے عورتوں کے بارے میں۔''
	اِسْتَفْتِ	فعل امر ہے۔ تو پوچھ۔ تو فتویٰ مانگ۔ ﴿ فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَ لَهُمُ الْبَنُوْنَ ﴾ (37/الصّٰفّٰت:149) ''تو آپؐ ان لوگوں سے پوچھیں کیا آپؐ کے رب کے لئے بیٹیاں ہیں اور ان کے لیے بیٹے ہیں۔''

خ د ن

(x)	(x)	ثلاثی مجرد سے فعل نہیں آتا۔
(مفاعلہ)	مُخَادَنَةً	ایک دوسرے سے دوستی کرنا۔ یاری کرنا۔
	خِدْنٌ	ج اَخْدَانٌ۔ م (مذکر و مونث دونوں کے لئے آتا ہے)۔ دوست۔ یار۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

مَنْ شرطیہ ہے۔ طَوْلًا تمیز ہے۔ یَسْتَطِعْ کی۔ فَمِنْ مَّامَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ جواب شرط ہے اور مِنْ فَتَیٰتِكُمْ اس کا بدل ہے۔ اَعْلَمُ تفصیل کل ہے اور وَاللّٰهُ کی خبر ہے۔ مُحْصَنٰتٍ، غَیْرَ مُسٰفِحٰتٍ اور لَا مُتَّخِذٰتِ، یہ سب حال ہیں۔ ذٰلِكَ کا اشارہ فَانْكِحُوْهُنَّ کی طرف ہے۔

ترجمہ

وَمَنْ	لَّمْ یَسْتَطِعْ	مِنْكُمْ	طَوْلًا	اَنْ	یَّنْكِحَ	الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ
اور جو	صلاحیت نہیں رکھتا	تم میں سے	بلحاظ دولت کے	کہ	وہ نکاح کرے	مسلمان خاندانی عورت سے

فَمِنْ مَّا	مَلَكَتْ	اَیْمَانُكُمْ	مِّنْ فَتَیٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ	وَاللّٰهُ
تو وہ جن کے	مالک ہوئے	تمہارے داہنے ہاتھ	تمہاری مسلمان خادماؤں میں سے	اور اللہ

اَعْلَمُ	بِاِیْمَانِكُمْ	بَعْضُكُمْ	مِّنْ بَعْضٍ	فَانْكِحُوْهُنَّ
خوب جانتا ہے	تم لوگوں کے ایمان کو	تم میں کا کوئی	کسی سے ہے	پس تم لوگ نکاح کروان سے

بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ	وَاٰتُوْهُنَّ	اُجُوْرَهُنَّ	بِالْمَعْرُوْفِ	مُحْصَنٰتٍ
ان کے گھر والوں کی اجازت سے	اور تم لوگ دو ان کو	ان کے حقوق	بھلے طریقے سے	محفوظ کی ہوئیں ہوتے ہوئے

غَیْرَ مُسٰفِحٰتٍ	وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ	فَاِذَآ	اُحْصِنَّ
بدکاری نہ کرنے والیاں ہوتے ہوئے	اور کچھ دوست نہ بنانے والیاں ہوتے ہوئے	پس جب	وہ محفوظ کردی جائیں

فَاِنْ	اَتَیْنَ	بِفَاحِشَةٍ	فَعَلَیْهِنَّ	نِصْفُ	مَا عَلَی الْمُحْصَنٰتِ
پھر اگر	وہ کریں	کوئی بے حیائی	تو ان پر ہے	اس کا آدھا جو	خاندانی خواتین پر ہے

مِنَ الۡعَذَابِ	ذٰلِكَ	لِمَنۡ	خَشِیَ	الۡعَنَتَ 649
سزا میں سے	وہ (یعنی کنیز سے شادی کرنا)	اس کے لئے ہے جو	ڈرے	مشکل میں پڑنے سے

مِنۡكُمۡ	وَاَنۡ	تَصۡبِرُوۡا	خَيۡرٌ	لَّكُمۡ	وَاللّٰهُ	غَفُوۡرٌ
تم میں سے	اور (یہ) کہ	تم لوگ صبر کرو	(تو یہ) زیادہ بہتر ہے	تمہارے لئے	اور اللہ	بے انتہا بخشنے والا ہے

رَّحِيۡمٌ ﴿۲۵﴾ ع
ہر حال میں رحم کرنے والا ہے۔

نوٹ۔1 کوئی آزاد یعنی خاندانی شادی شدہ مرد یا عورت زنا کرے تو اس کی سزا رجم ہے۔ اگر کوئی غیر شادی شدہ یہی جرم کرے تو اس کی سزا ایک سو کوڑے ہیں، لیکن یہی جرم اگر کسی غلام یا کنیز سے ہوتا ہے تو خواہ وہ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ دونوں صورتوں میں اس کی سزا پچاس کوڑے ہیں۔

آیت نمبر (26 تا 28)

﴿يُرِيۡدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمۡ وَ يَهۡدِيَكُمۡ سُنَنَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ وَ يَتُوۡبَ عَلَيۡكُمۡ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيۡمٌ
حَكِيۡمٌ ﴿۲۶﴾ وَ اللّٰهُ يُرِيۡدُ اَنۡ يَّتُوۡبَ عَلَيۡكُمۡ ۟ وَ يُرِيۡدُ الَّذِيۡنَ يَتَّبِعُوۡنَ الشَّهَوٰتِ اَنۡ تَمِيۡلُوۡا مَيۡلًا
عَظِيۡمًا ﴿۲۷﴾ يُرِيۡدُ اللّٰهُ اَنۡ يُّخَفِّفَ عَنۡكُمۡ ۚ وَخُلِقَ الۡاِنۡسَانُ ضَعِيۡفًا ﴿۲۸﴾﴾

م ی ل

(ض) **مَيۡلًا** درست سمت چھوڑ کر غلط سمت میں جھکنا۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ متعدد معانی میں آتا ہے۔

(۱) بھٹک جانا۔ آیت زیر مطالعہ۔

(۲) جھک جانا۔ ایک طرف کا ہو رہنا۔ ﴿فَلَا تَمِيۡلُوۡا كُلَّ الۡمَيۡلِ فَتَذَرُوۡهَا كَالۡمُعَلَّقَةِ ؕ﴾ (4/النساء: 129) ''پس تم لوگ ایک کے مت ہو رہو، بالکل ایک طرف ہونا، پھر تم چھوڑ دو اس کو یعنی دوسری بیوی کو لٹکائی ہوئی کی مانند۔''

(۳) کسی پر حملہ کرنا۔ ﴿فَيَمِيۡلُوۡنَ عَلَيۡكُمۡ مَّيۡلَةً وَّاحِدَةً ؕ﴾ (4/النساء: 102) ''تو وہ لوگ حملہ کردیں تم پر، یکبارگی حملہ کرتے ہوئے۔''

ترکیب يَهۡدِيَ اور يَتُوۡبَ کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ لِيُبَيِّنَ کی لام پر عطف ہیں۔ جبکہ سُنَنَ الَّذِيۡنَ میں سُنَنَ کی نصب مفعول ہونے کی وجہ سے ہے۔ جو يُبَيِّنَ اور يَهۡدِيَ دونوں کا مفعول ہے۔ اَنۡ يُّخَفِّفَ کا مفعول محذوف ہے جو اَلۡعَنُوۡتَ (دشواری) ہوسکتا ہے۔

ترجمہ

يُرِيۡدُ	اللّٰهُ	لِيُبَيِّنَ	لَكُمۡ	وَيَهۡدِيَكُمۡ
چاہتا ہے	اللہ	کہ وہ خوب واضح کرے	تمہارے لئے	اور یہ کہ وہ ہدایت دے تم لوگوں کو

سُنَنَ الَّذِيْنَ	مِنْ قَبْلِكُمْ	649 وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ
ان لوگوں کے طریقوں کی جو	تم سے پہلے (گزرے) ہیں	اور یہ کہ وہ تمہاری توبہ قبول کرے

وَاللّٰهُ	عَلِيْمٌ	حَكِيْمٌ	وَاللّٰهُ	يُرِيْدُ	اَنْ	يَّتُوْبَ
اور اللہ	جاننے والا ہے	حکمت والا ہے	اور اللہ	چاہتا ہے	کہ	وہ (رحمت کے ساتھ) متوجہ ہو

عَلَيْكُمْ	وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ	يَتَّبِعُوْنَ	الشَّهَوٰتِ	اَنْ	تَمِيْلُوْا
تم لوگوں پر	اور چاہتے ہیں وہ لوگ جو	پیروی کرتے ہیں	خواہشات کی	کہ	تم لوگ بھٹک جاؤ

مَيْلًا عَظِيْمًا	يُرِيْدُ	اللّٰهُ	اَنْ	يُّخَفِّفَ	عَنْكُمْ	وَخُلِقَ
بہت زیادہ بھٹکنا	چاہتا ہے	اللہ	کہ	وہ ہلکا کرے (دشواری کو)	تم سے	اور پیدا کیا گیا

الْاِنْسَانُ	ضَعِيْفًا
انسان کو	کمزور

آیت نمبر 29 تا 32)

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۣ وَلَا
تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿٢٩﴾ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ۭ وَ
كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿٣٠﴾ اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَاۗىِٕرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ
مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ﴿٣١﴾ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰي بَعْضٍ ۭ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ۭ وَ
لِلنِّسَاۗءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ۭ وَسْـَٔـلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿٣٢﴾ ﴾

ترکیب

تَكُوْنَ کا اسم اس میں شامل هِيَ کی ضمیر ہے جو اَموال کے لئے ہے۔ تِجَارَةً اس کی خبر ہے۔ يَفْعَلْ کا مفعول ذٰلِكَ ہے۔ عُدْوَانًا اور ظُلْمًا حال ہے۔ نُدْخِلْ کا مفعول كُمْ کی ضمیر ہے۔ مُدْخَلًا ظرف ہے اور كَرِيْمًا اس کی صفت ہے۔ نَصِيْبٌ مبتداء موخر نکرہ ہے، اس کی خبر محذوف ہے اور لِلرِّجَالِ قائم مقام خبر مقدم ہے۔

ترجمہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	لَا تَاْكُلُوْٓا	اَمْوَالَكُمْ	بَيْنَكُمْ	بِالْبَاطِلِ	اِلَّآ اَنْ
اے لوگوں جو	ایمان لائے	تم لوگ مت کھاؤ	اپنے مال	آپس میں	ناحق	سوائے اس کے کہ

تَكُوْنَ	تِجَارَةً	عَنْ تَرَاضٍ	مِّنْكُمْ	وَلَا تَقْتُلُوْٓا	اَنْفُسَكُمْ	اِنَّ اللّٰهَ
وہ ہو	کوئی تجارت	باہمی رضامندی سے	تم لوگوں میں	اور مت قتل کرو	اپنوں کو	یقیناً اللہ

كَانَ	بِكُمْ	رَحِيْمًا ﴿٢٩﴾	وَمَنْ	يَّفْعَلْ	ذٰلِكَ	عُدْوَانًا	وَّظُلْمًا	فَسَوْفَ
ہے	تم پر	رحم کرنے والا	اور جو	کرے گا	یہ	زیادتی کرتے ہوئے	اور ظلم کرتے ہوئے	تو عنقریب

نُصۡلِيۡهِ	نَارًا	وَ كَانَ	ذٰلِكَ	عَلَى اللّٰهِ	يَسِيۡرًا	اِنۡ 649	تَجۡتَنِبُوۡا
ہم ڈالیں گے اس کو	ایک آگ میں	اور ہے	یہ	اللہ پر	آسان	اگر	تم لوگ بچو

كَبَآئِرَ مَا	تُنۡهَوۡنَ	عَنۡهُ	نُكَفِّرۡ	عَنۡكُمۡ	سَيِّاٰتِكُمۡ
اس کے بڑوں سے	تم کو منع کیا گیا	جس سے	تو ہم دور کردیں گے	تم سے	تمہاری برائیوں کو

وَنُدۡخِلۡكُمۡ	مُّدۡخَلًا كَرِيۡمًا	وَلَا تَتَمَنَّوۡا	مَا
اور ہم داخل کریں گے تم کو	داخل کرنے کی باعزت جگہ میں	اور تم لوگ تمنا مت کرو	اُس کی

فَضَّلَ	اللّٰهُ	بِهٖ	بَعۡضَكُمۡ	عَلٰى بَعۡضٍ ؕ	لِلرِّجَالِ	نَصِيۡبٌ
فضیلت دی	اللہ نے	جس سے	تمہاری کسی کو	کسی پر	مردوں کے لئے	ایک حصہ ہے

مِّمَّا	اكۡتَسَبُوۡا	وَلِلنِّسَآءِ	نَصِيۡبٌ	مِّمَّا	اكۡتَسَبۡنَ
اس میں سے جو	انہوں نے کمایا	اور عورتوں کے لئے ہے	ایک حصہ	اس میں سے جو	انہوں نے کمایا

وَسۡـَٔلُوا	اللّٰهَ	مِنۡ فَضۡلِهٖ	اِنَّ اللّٰهَ	كَانَ	بِكُلِّ شَىۡءٍ	عَلِيۡمًا ﴿۳۲﴾
اور تم لوگ مانگو	اللہ سے	اس کے فضل میں سے	یقیناً اللہ	ہے	تمام چیزوں کو	جاننے والا

نوٹ ۔1

اُردو میں ہم کہتے ہیں کہ فلاں شخص میرے پیسے کھا گیا۔ حالانکہ پیسہ کھایا نہیں جاتا۔ اس سے دراصل مراد یہ ہے کہ پیسے پر تصرف حاصل کرلیا یا استعمال کرلیا۔ اسی طرح عربی میں لَا تَاۡكُلُوۡۤا کا مطلب ہے کہ تم لوگ تصرف مت کرو یا استعمال مت کرو۔ باطل یعنی ناحق میں وہ تمام طریقے شامل ہیں جو شرعاً ممنوع اور ناجائز ہیں۔ تجارت میں خرید وفروخت کے علاوہ ملازمت ومزدوری اور کرایہ کے معاملات بھی شامل ہیں (معارف القرآن)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے کہ سب سے زیادہ پاک کمائی تاجروں کی کمائی ہے، بشرطیکہ وہ جب بات کریں تو جھوٹ نہ بولیں، اور جب وعدہ کریں تو وعدہ خلافی نہ کریں اور جب ان کے پاس کوئی امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت نہ کریں، اور جب کوئی سامان خریدیں تو اُس سامان کو (بلاوجہ) برا اور خراب نہ بتائیں، اور جب اپنا سامان فروخت کریں تو (خلافِ واقعہ) اس کی تعریف نہ کریں، اور ان کے ذمہ کسی کا قرض ہو تو ٹال مٹول نہ کریں اور جب ان کا قرض کسی کے ذمہ ہو تو اس کو تنگ نہ کریں۔ (منقول از معارف القرآن)

نوٹ ۔2

وَلَا تَقۡتُلُوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ پچھلے فقرے کا تتمہ بھی ہوسکتا ہے اور خود ایک مستقل فقرہ بھی۔ اگر پچھلے فقرے کا تتمہ سمجھا جائے اس کا مطلب یہ ہے کہ دوسروں کا مال ناجائز طور پر کھانا خود اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ کیونکہ اس کی وجہ سے نظام تمدن خراب ہوتا ہے اور اس کے برے نتائج سے حرام خور آدمی خود بھی نہیں بچ سکتا۔ اور اس کی وجہ سے آخرت میں عذاب کا مستحق بن جاتا ہے اور اگر اسے مستقل فقرہ سمجھا جائے تو اس کے دو معنی ہیں۔ ایک یہ کہ ایک دوسرے کو قتل مت کرو۔ دوسرے یہ کہ خودکشی مت کرو۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے جامع الفاظ استعمال کئے ہیں اور ترتیب کلام ایسی رکھی ہے کہ اس سے یہ تینوں مفہوم نکلتے ہیں اور تینوں حق ہیں۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ۔3

کبیرہ گناہوں سے بچنے میں یہ بھی داخل ہے کہ تمام فرائض وواجبات کو ادا کرے، کیونکہ فرض اورواجب کا ترک کرنا،خودایک کبیرہ گناہ ہے۔تو حاصل یہ ہوا کہ جوشخص فرائض اورواجبات ادا کرتے ہوئے تمام کبیرہ گناہوں سے اپنے آپ کو بچالے،تو اللہ تعالیٰ اس کے صعیرہ گناہوں کا کفارہ کردیں گے یعنی اس کے اعمالِ صالحہ کو صغیرہ گناہوں کا کفارہ کردیں گے۔

649

وضو کرنے سے، مسجد جاتے ہوئے ہر قدم پر، نماز اور دوسرے اعمالِ صالحہ سے گناہ معاف ہونے کا جو ذکر احادیث میں آتا ہے ان سے مراد صغیرہ گناہ ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ کبیرہ گناہ سچی توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔(متعارف القرآن)

نوٹ۔4

جن فضائل کی تمنا کرنے سے انسان کو اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے ان کا تعلق ایسی چیزوں سے ہے جن پر انسان کا کوئی اختیار نہیں ہے اور جن میں انسان کو کوشش کا کوئی دخل نہیں ہے، مثلاً کسی کا مرد یا عورت ہونا، کسی خاندان میں پیدا ہونا، خوش شکل ہونا، خوش آواز ہونا وغیرہ۔ یہ تقدیری معاملات ہیں۔جبکہ کچھ فضائل انسان کے اختیار میں ہیں، جیسے علمی، عملی اور اخلاقی کمالات حاصل کرنا۔ان کے لئے اسی آیت میں ارشاد فرمایا کہ مرد اور عورت دونوں کو ان کی کوشش میں سے ایک حصہ ملے گا۔اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اپنی کم ہمتی اور بے عملی پر پردہ ڈالنے کے لئے تقدیر کا بہانہ بنانا غلط ہے۔(معارف القرآن)

آیت نمبر (33 تا 35)

﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ۭ وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْھُمْ نَصِيْبَھُمْ ۭ
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ۝ؑ33 اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَي النِّسَاۗءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَھُمْ عَلٰي بَعْضٍ وَّ
بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ۭ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ۭ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ
نُشُوْزَھُنَّ فَعِظُوْھُنَّ وَاهْجُرُوْھُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْھُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ۭ
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ۝34 وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَھْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَھْلِهَا ۚ
اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ۝35﴾

و ف ق

(ح)	وَفْقًا	کسی چیز کا کسی کے ہم آہنگ ہونا۔مطابق ہونا۔
(مفاعلہ)	وِفَاقًا	کسی کو کسی کے مطابق پانا۔﴿جَزَاۗءً وِّفَاقًا﴾ (78/النبا:26)''جیسے کا تیسا بدلہ ہوتے ہوئے۔''
(تفعیل)	تَوْفِيْقًا	کسی کو کسی کے ہم آہنگ یا مطابق کرنا۔ہم آہنگی دینا۔آیت زیرِ مطالعہ

ترکیب

مَوْلٰی کی جمع مَوَالِیٍ ہے۔ جَعَلْنَا کا مفعول ہونے کی وجہ سے یہ مَوَالِيًا تھا، پھر مضاف ہونے کی وجہ سے تنوین ختم ہوئی تو مَوَالِيَ استعمال ہوا۔ اس کا مضاف الیہ مِمَّا ہے۔ عَقَدَتْ کا مفعول وَالَّذِيْنَ ہے اور اس کا فاعل اَيْمَانُكُمْ ہے۔ فَالصّٰلِحٰتُ مبتداء ہے۔قٰنِتٰتٌ اور حٰفِظٰتٌ اس کی خبریں ہیں۔خِفْتُمْ کا مفعول مرکب اضافی شِقَاقَ بَيْنِهِمَا ہے۔

ترجمہ

وَلِكُلٍّ	جَعَلْنَا	مَوَالِيَ مِمَّا	تَرَكَ	الْوَالِدٰنِ	وَالْاَقْرَبُوْنَ
اور سب کے لئے	ہم نے بنائے	اس کے وارث جو	چھوڑا	والدین نے	اور قرابت داروں نے

وَالَّذِيْنَ	عَقَدَتْ	اَيْمَانُكُمْ	فَاٰتُوْهُمْ	نَصِيْبَهُمْ	اِنَّ اللّٰهَ	كَانَ
اوران کوجن کو	باندھا	تمہاری قسموں نے	توتم لوگ دوان کو	ان کا حصہ	یقیناًاللہ	ہے

عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ	شَهِيْدًا	اَلرِّجَالُ	قَوّٰمُوْنَ	عَلَى النِّسَآءِ	بِمَا
ہرچیز پر	گواہ	مرد	ذمہ دارکفیل ہیں	عورتوں پر	بسبب اس کے جو

فَضَّلَ	اللّٰهُ	بَعْضَهُمْ	عَلٰى بَعْضٍ	وَّبِمَآ	اَنْفَقُوْا	مِنْ اَمْوَالِهِمْ
فضیلت دی	اللہ نے	ان کے کسی کو	کسی پر	اور بسبب اس کے جو	انہوں نے خرچ کیا	اپنے مال میں سے

فَالصّٰلِحٰتُ	قٰنِتٰتٌ	حٰفِظٰتٌ	لِّلْغَيْبِ	بِمَا
پس نیک عورتیں	فرمانبرداری کرنے والیاں ہیں	حفاظت کرنے والیاں ہیں	پیٹھ پیچھے	اس کی جس کی

حَفِظَ	اللّٰهُ ط	وَالّٰتِىْ	تَخَافُوْنَ	نُشُوْزَهُنَّ	فَعِظُوْهُنَّ
حفاظت کی (یعنی حکم دیا)	اللہ نے	اورجن عورتوں سے	جولوگ خوف کرتے ہو	ان کی زیادتی کا	تونصیحت کروان کو

وَاهْجُرُوْهُنَّ	فِى الْمَضَاجِعِ	وَاضْرِبُوْهُنَّ	فَاِنْ	اَطَعْنَكُمْ
اور قطع تعلق کروان سے	بستروں میں	اور ماروان کو	پھراگر	وہ اطاعت کریں تمہاری

فَلَا تَبْغُوْا	عَلَيْهِنَّ	سَبِيْلًا	اِنَّ اللّٰهَ	كَانَ	عَلِيًّا	كَبِيْرًا	وَاِنْ	خِفْتُمْ
تومت تلاش کرو	ان پر	کوئی الزام	یقیناًاللہ	ہے	بلند	بڑا	اوراگر	تمہیں خوف ہو

شِقَاقَ بَيْنِهِمَا	فَابْعَثُوْا	حَكَمًا	مِّنْ اَهْلِهٖ
ان دونوں کے درمیان باہمی مخالفت کا	توکھڑاکرو	ایک منصف	اس (مرد) کے گھروالوں سے

وَحَكَمًا	مِّنْ اَهْلِهَا	اِنْ يُّرِيْدَآ	اِصْلَاحًا
اورایک منصف	اس (عورت) کے گھروالوں سے	اگروہ دونوں ارادہ کریں گے	اصلاح کرنے کا

يُّوَفِّقِ	اللّٰهُ	بَيْنَهُمَا	اِنَّ اللّٰهَ	كَانَ	عَلِيْمًا	خَبِيْرًا
تومطابقت پیدا کرے گا	اللہ	ان کے درمیان	یقیناًاللہ	ہے	جاننے والا	باخبر

نوٹ۔1

عرب میں رواج تھا کہ کچھ لوگ آپس میں باپ بیٹے اور بھائی بھائی کے رشتے قائم کرلیتے تھے۔اسی کے تحت رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی چارہ کرایا تھا۔اس رواج میں یہ بھی شامل تھا کہ منہ بولے رشتے دار بھی حقیقی رشتہ داروں کے ساتھ ترکہ میں حصہ لیتے تھے۔آیت نمبر۔33 میں اسی کی ہدایت ہے کہ منہ بولے رشتہ داروں کو بھی ان کا حصہ دو۔بعد میں آیت نمبر 8/75 نازل ہونے سے یہ حکم منسوخ ہوگیا۔کیونکہ یہ ایک عبوری حکم تھا۔اللہ تعالیٰ کے عبوری احکام کی حکمت اوران کے اختتام کی وضاحت آیت نمبر 2/102 کے نوٹ نمبر۔1میں کی جاچکی ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

681

سورۃ النساء (4)

آیت نمبر (36 تا 37)

﴿ وَ اعۡبُدُوا اللّٰہَ وَ لَا تُشۡرِکُوۡا بِہٖ شَیۡئًا وَّ بِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا وَّ بِذِی الۡقُرۡبٰی وَ الۡیَتٰمٰی وَ الۡمَسٰکِیۡنِ وَ الۡجَارِ ذِی الۡقُرۡبٰی وَ الۡجَارِ الۡجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالۡجَنۡۢبِ وَ ابۡنِ السَّبِیۡلِ ۙ وَ مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنۡ کَانَ مُخۡتَالًا فَخُوۡرَا ﴿ۙ۳۶﴾ الَّذِیۡنَ یَبۡخَلُوۡنَ وَ یَاۡمُرُوۡنَ النَّاسَ بِالۡبُخۡلِ وَ یَکۡتُمُوۡنَ مَاۤ اٰتٰہُمُ اللّٰہُ مِنۡ فَضۡلِہٖ ؕ وَ اَعۡتَدۡنَا لِلۡکٰفِرِیۡنَ عَذَابًا مُّہِیۡنًا ﴿ۚ۳۷﴾ ﴾

ج و ر

(ن) جَوۡرًا: (1) کسی چیز سے ہٹ جانا۔ گمراہ ہونا۔ بھٹک جانا۔
(2) کسی چیز کے قریب ہونا۔ پڑوسی ہونا۔ حمایتی ہونا۔

جَائِرٌ: اسم الفاعل ہے۔ بھٹکنے والا۔ ﴿ وَ عَلَی اللّٰہِ قَصۡدُ السَّبِیۡلِ وَ مِنۡہَا جَآئِرٌ ؕ ﴾ (16/النحل:9) ”اور اللہ پر یعنی اُس تک معتدل راہ ہے اور کوئی اس سے بھٹکنے والا ہے۔“

جَارٌ: اسم صفت ہے۔ پڑوسی۔ حمایتی۔ ﴿ لَا غَالِبَ لَکُمُ الۡیَوۡمَ مِنَ النَّاسِ وَ اِنِّیۡ جَارٌ لَّکُمۡ ۚ ﴾ (8/الانفال:48) ”کوئی غالب آنے والا نہیں تم پر آج کے دن لوگوں میں سے اور میں تمہارا حمایتی ہوں۔“

(افعال) اِجَارَۃً: (1) کسی کو کسی سے دور کرنا۔ بچانا۔ (2) قریب کرنا۔ پناہ دینا۔ ﴿ فَمَنۡ یُّجِیۡرُ الۡکٰفِرِیۡنَ مِنۡ عَذَابٍ اَلِیۡمٍ ﴿۲۸﴾ ﴾ (67/الملک:28) ”تو کون بچائے گا کافروں کو ایک دردناک عذاب سے۔“

(مفاعلہ) جِوَارًا: کسی کے پڑوس میں رہنا۔ ﴿ ثُمَّ لَا یُجَاوِرُوۡنَکَ فِیۡہَاۤ اِلَّا قَلِیۡلًا ﴿ۚۛ۶۰﴾ ﴾ (33/الاحزاب:60) ”پھر وہ لوگ تمہارے پاس نہیں رہیں گے اس میں یعنی مدینہ میں مگر تھوڑے دن۔“

(تفاعل) تَجَاوُرًا: ایک دوسرے کے قریب ہونا۔ متصل ہونا۔

مُتَجَاوِرٌ: اسم الفاعل ہے۔ ایک دوسرے کے قریب ہونے والا۔ ﴿ وَ فِی الۡاَرۡضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ ﴾ (13/الرعد:4) ”اور زمین میں ایک دوسرے کے قریب قطعات ہیں۔“

(استفعال) اِسۡتِجَارَۃً: پناہ مانگنا۔ ﴿ وَ اِنۡ اَحَدٌ مِّنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ اسۡتَجَارَکَ فَاَجِرۡہُ حَتّٰی یَسۡمَعَ کَلٰمَ اللّٰہِ ثُمَّ اَبۡلِغۡہُ مَاۡمَنَہٗ ؕ ﴾ (9/التوبۃ:6) ”اور اگر مشرکوں میں سے کوئی ایک پناہ مانگے تم سے تو اس کو پناہ دو یہاں تک کہ وہ سنے اللہ کے کلام کو پھر اس کو پہنچا دو اس کے امن کی جگہ میں۔“

ف خ ر

(ن) فَخۡرًا: فخر کرنا۔

فَخُوۡرٌ: فَعُوۡلٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بے انتہا فخر کرنے والا۔ اترانے والا۔ آیت زیر مطالعہ۔

فَخَّارٌ: فَعَّالٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بہت فخر کرنے والا۔ پھر استعارۃً پانی رکھنے کے مٹکے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ﴿ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ صَلۡصَالٍ کَالۡفَخَّارِ ﴿ۙ۱۴﴾ ﴾ (55/الرحمٰن:14) ”اس نے پیدا کیا انسان کو ایسی مٹی سے جو ٹھیکرے کی طرح بجتی تھی۔“

(تفاعل) تَفَاخُرًا ایک دوسرے پر فخر کرنا۔﴿ وَتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ ﴾ (57/الحدید:20) ''اور تمہارا ایک دوسرے پر فخر کرنا۔''

ترکیب

اِحْسَانًا فعل محذوف اَحْسِنُوْا کا مفعول مطلق ہے، جبکہ بِالْوَالِدَيْنِ اور بِذِی الْقُرْبٰى سے مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ تک متعلق فعل ہیں۔ يَكْتُمُوْنَ کا مفعول مَا ہے۔

ترجمہ

وَاعْبُدُوا	اللّٰهَ	وَلَا تُشْرِكُوْا	بِهٖ	شَيْـًٔا	وَّ بِالْوَالِدَيْنِ
اور تم لوگ بندگی کرو	اللہ کی	اور شریک مت کرو	اس کے ساتھ	کچھ بھی	اور (حسن سلوک کرو) والدین سے

اِحْسَانًا	وَّبِذِی الْقُرْبٰى	وَالْيَتٰمٰى	وَالْمَسٰكِيْنِ
جیسا حسن سلوک کا حق ہے	اور قرابت داروں سے	اور یتیموں سے	اور مسکینوں سے

وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰى	وَالْجَارِ الْجُنُبِ	وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ	وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ
اور رشتہ دار پڑوسی سے	اور دوری والے پڑوسی سے	اور پہلو کے ساتھ رہنے والے سے	اور مسافروں سے

وَمَا	مَلَكَتْ	اَيْمَانُكُمْ ۭ	اِنَّ اللّٰهَ	لَا يُحِبُّ	مَنْ
اور اس سے جس کے	مالک ہوئے	تمہارے داہنے ہاتھ	یقیناً اللہ	پسند نہیں کرتا	اس کو جو

كَانَ	مُخْتَالًا	فَخُوْرَا ۙ	الَّذِيْنَ	يَبْخَلُوْنَ	وَيَاْمُرُوْنَ
ہو	تکبر کرنے والا	اِترانے والا	وہ لوگ جو	کنجوسی کرتے ہیں	اور ترغیب دیتے ہیں

النَّاسَ	بِالْبُخْلِ	وَيَكْتُمُوْنَ	مَآ	اٰتٰىهُمُ	اللّٰهُ	مِنْ فَضْلِهٖ ۭ
لوگوں کو	کنجوسی کی	اور چھپاتے ہیں	اس کو جو	دیا ان کو	اللہ نے	اپنے فضل سے

وَاَعْتَدْنَا	لِلْكٰفِرِيْنَ	عَذَابًا مُّهِيْنًا ۚ
اور ہم نے تیار کیا	کافروں کے لیے	ایک رسوا کرنے والا عذاب

نوٹ۔1

اِن آیات میں اصل ہدایت حقوق العباد کی ہے لیکن بات کی ابتداء حقوق اللہ سے کی گئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ برادری یا سوسائٹی کے دباؤ سے اور حکومت کے قوانین سے بچنے کی کوئی راہ انسان تلاش کر ہی لیتی ہے۔ کسی کو دوسروں کا حق ادا کرنے کے لئے حقیقتاً اگر کوئی چیز آمادہ کرسکتی ہے تو صرف اللہ کے سامنے جوابدہی کا خوف ہے۔ اس لئے دوسروں کا حق ادا کرنے کی تاکید سے پہلے اس احساس کو اُجاگر کیا گیا ہے۔

جس کے دل میں یہ احساس پیدا ہو گیا ہے اسے سب سے پہلے یہ فکر لاحق ہوتی ہے کہ کن لوگوں کا ہم پر حق بنتا ہے، جو ہمیں ادا کرنا ہے۔ آیت میں اس کی وضاحت کی گئی ہے۔ اس ضمن میں وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ کے الفاظ غور طلب ہیں۔ اس کے لفظی معنی ہیں، ہم پہلو ساتھی یعنی ہمنشین۔ یہ بہت ہمہ گیر لفظ ہے۔ اس میں بیوی بچے، دیگر اہل خانہ اور قریبی پڑوسی کے علاوہ وہ لوگ بھی شامل ہیں جن سے کاروبار، ملازمت، سفر اور بازار میں خرید و فروخت کے دوران ہمیں واسطہ پڑتا ہے۔ اسی طرح آج کل غلام نہیں ہوتے لیکن ان کی جگہ گھریلو ملازمین کے حقوق آجاتے ہیں کیونکہ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ کا اطلاق ان پر بھی ہوتا ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسے تمام لوگوں کے ہم پر کیا حقوق ہیں۔ اس کے لیے نبی کریم ﷺ ایک اصولی راہنمائی دے گئے ہیں جس کا مفہوم یہ ہے کہ دوسروں کے لیے بھی وہی پسند کرو جو تم اپنے لیے پسند کرتے ہو۔ اس اصول کے تحت ہر شخص آسانی سے معلوم کر سکتا ہے کہ دوسروں کے اس پر کیا حقوق ہیں؟ البتہ چند تعلقات کے کچھ پہلوؤں کی اس اصول سے پوری طرح وضاحت نہیں ہوتی۔ مثلاً ایک شوہر بیوی بن کر نہیں سوچ سکتا کہ وہ اپنے لیے کیا پسند کرتی ہے، نہ ہی بیوی شوہر بن کر سوچ سکتی ہے۔ ایک بچہ جب تک خود باپ نہ بن جائے، اس وقت تک وہ نہیں سوچ سکتا کہ ایک والد کیا پسند کرتا ہے۔ تعلقاتِ باہمی کے ایسے پہلوؤں کی وضاحت قرآن مجید اور احادیث میں کر دی گئی ہے۔

اللہ کے بعد بندوں کا حق آتا ہے لیکن ہماری آخرت کے بننے یا بگڑنے کے لحاظ سے بندوں کا حق زیادہ خطرناک ہے۔ کیونکہ اللہ کے حقوق میں کوتاہی سچی توبہ کرنے سے معاف ہو جاتی ہے۔ حد یہ ہے کہ بندہ اگر شرک سے بھی سچی توبہ کر لے تو وہ بھی معاف ہو جائے گا۔ لیکن کسی بندے کا حق اللہ بھی معاف نہیں کرے گا جب تک بندہ نہ معاف کرے۔ اور بندوں سے معاف کرانا بھی صرف اس دنیا میں ممکن ہے۔ آخرت میں کوئی کسی کو معاف نہیں کرے گا۔

بندوں میں سب سے مقدم حق والدین کا ہے، اس لیے اس کے متعلق ہدایات زیادہ ہیں۔ والدین اگر مشرک ہوں اور شرک کا حکم دیں تو ان کی بات نہیں ماننی ہے لیکن اس کے باوجود ان سے بدتمیزی کرنے کی اجازت نہیں ہے اور نہ ان کی خدمت میں کوئی کمی کر سکتے ہیں۔ (آیت نمبر۔ 31/لقمان:15)۔ رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا کہ اس کی ناک خاک آلود ہو جس نے والدین کو یا ان میں سے کسی ایک کو بوڑھا پایا اور جنتی نہ ہو گیا۔ (مسلم)۔ آپ ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ جو چاہتا ہے کہ اس کے رزق اور عمر میں برکت ہو، اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے (بخاری و مسلم)۔ والدین کی فرمانبرداری یہاں تک کہ اگر آپ نفل نماز پڑھ رہے ہیں اور ان میں سے کوئی آپ کو آواز دیتا ہے تو آپ نیت توڑ کر جائیں، ان کی بات سنیں، کوئی کام ہو تو اسے کر کے پھر نماز پڑھیں۔

ہم لوگوں میں اکثریت کا تاثر یہ ہوتا ہے کہ ہم تو لوگوں کے حقوق کا خیال کرتے ہیں اور حتی الامکان ادا بھی کرتے ہیں اور حتی الامکان ادا بھی کرتے ہیں لیکن دوسرے لوگ اس کا خیال نہیں کرتے۔ نوٹ کر لیں کہ ویسے تو صبر کرنا اچھی بات ہے لیکن اس مرحلے پر خاموشی اختیار کرنا درست نہیں ہے۔ کیونکہ آپ دوسروں کی آخرت کی خرابی کو گوارہ کر رہے ہیں۔ حالانکہ آپ کو اپنی آخرت کی خرابی گوارا نہیں ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ایسی صورت میں ہم کیا کریں؟ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے کہ تم لوگ دعوت دو اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت سے یعنی مناسب اور موزوں موقع محل دیکھ کر، اور اچھی نصیحت سے یعنی انسان کی ذہنی سطح کے مطابق دل لگتی بات کہہ کر، اور اگر کبھی بحث و مباحثہ کرنا ہی پڑ جائے تو ان لوگوں سے مباحثہ کرو خوبصورت انداز میں کیونکہ غصہ کرنے سے اور دوسروں کو برا بھلا کہنے سے تمہاری بات کی وقعت ختم ہو جاتی ہے۔ (16/النحل:125)۔ اسلیے ادائیگی حقوق میں اگر کسی کی کوتاہی ہمارے علم میں آئے تو اسے آگاہ کر دینا چاہیے۔ معاشرے میں یہ روش عام ہوگی تو کوئی ہماری کوتاہی سے ہم کو آگاہ کرے گا۔ اگر سب نے خاموشی اختیار کرنے کی روش اپنائی تو حق تلفیوں کا دائرہ وسیع ہوتا جائے گا۔ اور معاشرے کا حسن جاتا رہے گا۔

دوسروں کو ان کی کوتاہی سے آگاہ کرنے کے لیے جس احسن طریقے کی مذکورہ آیت میں ہدایت ہے، اس کی عملی تفسیر کی جانب ایک حدیث سے راہنمائی ملتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان، مسلمان کا آئینہ ہے۔ اب غور کریں کہ آئینہ کیا کرتا ہے۔ آپ کے سر یا چہرے پر، جہاں آپ کی نظر نہیں جاتی، اگر کوئی ناپسندیدہ چیز لگی ہوئی ہے، تو آئینہ آپ کو آگاہ کر دیتا ہے۔

آئینہ کا دوسرا کام یہ ہے کہ آپ کی ناپسندیدہ چیز سے وہ نہ صرف آپ کو آگاہ کرتا ہے بلکہ آپ کے علاوہ کسی اور کو کبھی نہیں بتاتا۔ آئینہ کا تیسرا کام یہ ہے کہ اس کی بتائی ہوئی چیز کو اگر آپ خود سے دور نہیں کرتے یعنی آئینہ کا مشورہ قبول نہیں کرتے تو وہ آپ سے ناراض نہیں ہوتا' نہ وہ کسی سے آپ کی شکایت کرتا ہے اور نہ ہی آپ سے قطع تعلق کرتا ہے بلکہ اپنا کام جاری رکھتا ہے۔ احسن طریقے سے دوسروں کی اصلاح کرنے کے یہ تین اصول ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو دے گئے ہیں۔ جتنا زیادہ ہم اس پر عمل کریں گے۔ اتنا ہی معاشرے کے حسن میں اضافہ ہوگا۔

دوسروں کی اصلاح اسی کو زیب دیتی ہے جس نے خود اپنی اصلاح کر لی ہو۔ اس کے لیے رسول ﷺ کا فرمان ہے کہ اپنے رویہ کو دوسرے کے رویہّ کا تابع مت بناؤ، جو تمہارا حق مارتا ہے تم اس کا حق ادا کرو، کوئی تم پر ظلم کرتا ہے تو اس کے ساتھ تم ظلم مت کرو۔ (تفہیم القرآن۔ تفسیر آیت نمبر۔ 13/الرعد:22)

آیت نمبر (38 تا 42)

﴿وَ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا ۝۳۸ وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ۝۳۹ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝۴۰ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ۝۴۱ يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ؕ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ۝۴۲﴾

ق ر ن

(س) قَرْنًا: دو یا دو سے زیادہ چیزوں کا باہم جمع ہونا۔ اکٹھا ہونا۔ جڑنا۔

قَرِيْنٌ: ج قُرَنَاءُ۔ فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ ہر وقت جڑا رہنے والا۔ ساتھی۔ ہم نشین۔ ﴿وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ﴾ (41/حٰمٓ السجدہ:25) ''اور ہم نے تعینات کیے ان کے لیے کچھ ساتھی۔''

قَرْنٌ: ج قُرُوْنٌ۔ زمانہ۔ ایک سو سال جمع ہونے کا عرصہ۔ پھر ایک زمانے میں ساتھ رہنے والے لوگوں کے لیے آتا ہے۔ امت۔ جماعت۔ ﴿وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۝۶﴾ (6/الانعام:6) ''اور ہم نے اٹھایا ان کے بعد ایک دوسری امت کو۔'' ﴿وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ﴾ (10/یونس:13) ''اور ہم ہلاک کر چکے ہیں تم سے پہلے قوموں کو جب انہوں نے ظلم کیا۔''

قَرْنَيْنِ: یہ قَرْنٌ کا تثنیہ ہے۔ ذُوالْقَرْنَيْنِ کا مطلب ہے دو زمانوں یا دو قوموں والا۔ قرآن میں یہ ایک بادشاہ کے نام (اسم علم) کے طور پر آیا ہے۔ ﴿وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ؕ﴾ (18/الکھف:83) ''یہ لوگ پوچھتے ہیں آپؐ سے ذوالقرنین کے بارے میں۔''

قَارُوْنَ: حضرت موسیٰؑ کی امت کے ایک سرمایہ دار کا نام ہے۔ ﴿اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۠﴾ (28/القصص:76) ''بیشک قارون موسیٰؑ کی قوم میں سے تھا پھر اس نے بغاوت کی ان سے یعنی قوم سے۔''

(افعال) اِقْرَانًا: دو یا زیادہ چیزوں کو اکٹھا کرنا۔ باندھنا۔

مُقْرِنٌ: اسم الفاعل ہے۔ باندھنے والا۔ ﴿سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ۝۱۳﴾

(43/الزخرف:13) ''پاک ہے وہ جس نے مسخر کیا ہمارے لیے اس کو اور ہم نہیں تھے اس کو باندھنے والے یعنی قابو پانے والے۔''

(تفعیل) تَقْرِیْنًا خوب کس کے باندھنا۔

مُقَرَّنٌ اسم المفعول ہے۔ کس کے باندھا ہوا۔ ﴿ وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴾ (14/ابراہیم:49) ''اور تو دیکھے گا اس دن مجرموں کو بندھے ہوئے بیڑیوں میں۔''

(افتعال) اِقْتِرَانًا اہتمام سے متصل ہونا۔ جُڑنا۔

مُقْتَرِنٌ اسم الفاعل ہے۔ جُڑنے والا۔ ﴿ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ ﴾ (43/الزخرف:53) ''یا آتے فرشتے اس کے ساتھ متصل ہونے والے ہوتے ہوئے یعنی ساتھ رہنے والے۔''

ث ق ل

(ن) ثَقْلًا وزن معلوم کرنے کے لیے ہاتھ میں اُٹھانا۔

ثِقْلٌ ج اَثْقَالٌ اسم ذات بھی ہے۔ وزن۔ بوجھ۔ ﴿ وَ لَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَ اَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ﴾ (29/العنکبوت:13) ''اور وہ لوگ لازماً اُٹھائیں گے اپنے بوجھ اور کچھ دوسرے بوجھ اپنے بوجھ کے ساتھ۔''

مِثْقَالٌ اسم الآلہ ہے۔ تولنے کے اوزان۔ باٹ۔ آیت زیر مطالعہ۔

(ک) ثِقَالَةً وزنی ہونا۔ بھاری ہونا۔ ﴿ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾ (7/الاعراف:8) ''پس وہ، بھاری ہوئے جس کے پلڑے تو وہ لوگ ہی مراد پانے والے ہیں۔''

ثَقِیْلٌ ج ثِقَالٌ۔ فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ وزنی۔ بھاری۔ ﴿ اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ﴾ (73/المزمل:5) ''بیشک ہم ڈالیں گے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک بھاری بات۔'' ﴿ وَ يُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴾ (13/الرعد:12) ''اور وہ اُٹھاتا ہے بھاری بدلیوں کو۔''

(افعال) اِثْقَالًا کسی کو بھاری کرنا۔ کسی پر بوجھ لادنا۔ ﴿ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ ﴾ (7/الاعراف:189) ''پھر جب اس نے بھاری کیا تو دونوں نے پکارا اللہ کو۔''

مُثْقَلٌ اسم المفعول ہے۔ لدا ہوا۔ بوجھ تلے دبا ہوا۔ ﴿ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا ﴾ (35/فاطر:18) ''اور جب پکارے گی کوئی لدی ہوئی جان اپنے بوجھ کی طرف۔''

(تفاعل) اِثَّاقُلًا بوجھ کے سبب سے کسی طرف جھک جانا۔ مائل ہونا۔ گر پڑنا۔ ﴿ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ﴾ (9/التوبۃ:38) ''جب کہا جاتا ہے تم لوگوں سے کہ کوچ کرو اللہ کی راہ میں تو تم لوگ گرے پڑتے ہو زمین کی طرف۔''

ترکیب

يُنْفِقُوْنَ کا مفعول اَمْوَالَهُمْ ہے، جبکہ رِئَآءَ النَّاسِ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہوا ہے۔ مَنْ شرطیہ ہے اس لیے يَكُنْ مجزوم ہوا ہے۔ الشَّيْطٰنُ اس کا اسم ہے اور قَرِيْنًا اس کی خبر ہے۔ فَسَآءَ میں فعل ماضی ہے لیکن یہ جواب شرط بھی ہے اور آفاقی صداقت (آیت۔2/البقرہ:49، نوٹ۔2) بھی ہے اس لیے اس کا ترجمہ حال میں ہوگا۔ قَرِيْنًا تمیز ہے۔ تَكُ کا اسم اس میں شامل هِيَ کی ضمیر ہے اور حَسَنَةً اس کی خبر ہے۔ يُضٰعِفُ کا فاعل اس میں هُوَ کی ضمیر ہے جو اللہ کے لیے ہے۔ وَجِئْنَا کا مفعول بِكَ ہے اور شَهِيْدًا تمیز ہے۔ تُسَوّٰى فعل مجہول ہے۔ اَلْاَرْضُ اس کا نائب فاعل ہے۔

ترجمہ

وَالَّذِیۡنَ	یُنۡفِقُوۡنَ	اَمۡوَالَھُمۡ	رِئَآءَ النَّاسِ	681 وَلَا یُؤۡمِنُوۡنَ
اور وہ لوگ جو	خرچ کرتے ہیں	اپنے مالوں کو	لوگوں کو دکھاتے ہوئے	اور ایمان نہیں لاتے

بِاللّٰہِ	وَلَا بِالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ	وَمَنۡ	یَّکُنِ	الشَّیۡطٰنُ	لَہٗ	قَرِیۡنًا	فَسَآءَ
اللہ پر	اور نہ ہی آخری دن پر	اور وہ	ہوا	شیطان	جس کا	ساتھی	تو وہ برا ہے

قَرِیۡنًا ۳۸	وَمَاذَا	عَلَیۡھِمۡ	لَوۡ	اٰمَنُوۡا	بِاللّٰہِ	وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ
بطور ساتھی کے	اور کیا ہے	ان پر	اگر	وہ لوگ ایمان لائیں	اللہ پر	اور آخری دن پر

وَاَنۡفَقُوۡا	مِمَّا	رَزَقَھُمُ	اللّٰہُ ؕ	وَکَانَ	اللّٰہُ	بِھِمۡ	عَلِیۡمًا ۳۹
اور خرچ کریں	اس میں سے جو	عطا کیا ان کو	اللہ نے	اور ہے	اللہ	ان کو	جاننے والا

اِنَّ اللّٰہَ	لَا یَظۡلِمُ	مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ ۚ	وَاِنۡ	تَکُ	حَسَنَۃً	یُّضٰعِفۡھَا
یقیناً اللہ	ظلم نہیں کرتا	کسی ذرے کے ہم وزن	اور اگر	وہ ہو	کوئی نیکی	تو وہ بڑھاتا ہے اس کو

وَیُؤۡتِ	مِنۡ لَّدُنۡہُ	اَجۡرًا عَظِیۡمًا ۴۰	فَکَیۡفَ	اِذَا	جِئۡنَا	مِنۡ کُلِّ اُمَّۃٍۭ
اور وہ دیتا ہے	اپنے پاس سے	ایک شاندار بدلہ	تو کیسا ہوگا	جب	ہم لائیں گے	ہر امت سے

بِشَھِیۡدٍ	وَّجِئۡنَا	بِکَ	عَلٰی ھٰۤؤُلَآءِ	شَھِیۡدًا ۴۱	یَوۡمَئِذٍ	یَّوَدُّ
ایک گواہ کو	اور ہم لائیں گے	آپ کو	ان لوگوں پر	بطور گواہ	اس دن	چاہیں گے

الَّذِیۡنَ	کَفَرُوۡا	وَعَصَوُا	الرَّسُوۡلَ	لَوۡ	تُسَوّٰی
وہ لوگ جنہوں نے	کفر کیا	اور نافرمانی کی	ان رسولؐ کی	کہ کاش	ہموار کر دیا جائے

بِھِمُ	الۡاَرۡضُ ؕ	وَلَا یَکۡتُمُوۡنَ	اللّٰہَ	حَدِیۡثًا ع ۴۲
ان پر	زمین کو	اور وہ لوگ نہیں چھپائیں گے	اللہ سے	کوئی بات

نوٹ۔1

آیت نمبر۔41 میں ھٰۤؤُلَآءِ کا اشارہ رسول اللہ ﷺ کی امت کی طرف ہے۔بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ امت کے اعمال آپ ﷺ پر پیش کیے جاتے ہیں۔اس طرح اِس آیت سے معلوم ہوا کہ گزشتہ امتوں کے انبیاء اپنی اپنی امت پر بطور گواہ پیش ہوں گے اور آپ ﷺ بھی اپنی امت کے اعمال کی گواہی دیں گے۔(معارف القرآن)

نوٹ۔2

قرآن مجید کے اس اسلوب سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے جو اپنی کسی امت کے متعلق گواہی دے، ورنہ قرآن مجید میں اس کا بھی ذکر ہوتا۔اس اعتبار سے یہ آیت ختم نبوت کی دلیل بھی ہے۔(معارف القرآن)

آیت نمبر (43)

681

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَقۡرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنۡتُمۡ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعۡلَمُوۡا مَا تَقُوۡلُوۡنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِىۡ سَبِيۡلٍ حَتّٰى تَغۡتَسِلُوۡا ؕ وَاِنۡ كُنۡتُمۡ مَّرۡضٰۤى اَوۡ عَلٰى سَفَرٍ اَوۡ جَآءَ اَحَدٌ مِّنۡكُمۡ مِّنَ الۡغَآٮِٕطِ اَوۡ لٰمَسۡتُمُ النِّسَآءَ فَلَمۡ تَجِدُوۡا مَآءً فَتَيَمَّمُوۡا صَعِيۡدًا طَيِّبًا فَامۡسَحُوۡا بِوُجُوۡهِكُمۡ وَاَيۡدِيۡكُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوۡرًا ۝۴۳ ﴾

س ک ر

(ن)	سَكۡرًا	کسی چیز کی روانی کو روک دینا جیسے دریا پر بند بنانا۔
(س)	سَكَرًا	عقل کی روانی کا رُک جانا۔ غصہ یا نشہ سے مدہوش ہونا۔
	سَكَرٌ	مدہوش کرنے والی چیز۔ نشہ آور چیز۔ ﴿ تَتَّخِذُوۡنَ مِنۡهُ سَكَرًا ﴾ (16/ النحل:67) ''تم لوگ بناتے ہو اس سے نشہ آور چیز۔''
	سَكۡرَةٌ	مدہوشی۔ نشہ ﴿ وَجَآءَتۡ سَكۡرَةُ الۡمَوۡتِ بِالۡحَقِّ ؕ ﴾ (50/ قٓ:19) ''اور آتی ہے موت کی مدہوشی حق کے ساتھ۔''
	سُكٰرٰى	مبالغہ کے وزن فَعۡلَانُ کی مؤنث فَعۡلٰى اور جمع فُعَالٰى کے وزن پر آتی ہے۔ اس طرح سَكِرَ کے مبالغہ سَكۡرٰى کی جمع سُكٰرٰى ہے جسے قرآن مجید میں سُكٰرٰى لکھا گیا ہے۔ بہت زیادہ مدہوش ہونا۔ آیت زیر مطالعہ۔
(تفعیل)	تَسۡكِيۡرًا	گلا گھونٹنا۔ روک دینا۔ ﴿ اِنَّمَا سُكِّرَتۡ اَبۡصَارُنَا ﴾ (15/ الحجر:15) ''کچھ نہیں سوائے اس کے کہ باندھ دی گئیں ہماری نگاہیں۔''

غ س ل

(ض)	غَسۡلًا	کسی چیز کو پانی سے دھونا۔ میل کچیل دور کرنا۔
	اِغۡسِلۡ	فعل امر ہے۔ تو دھو۔ ﴿ اِذَا قُمۡتُمۡ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغۡسِلُوۡا وُجُوۡهَكُمۡ ﴾ (5/ المآئدہ:6) ''جب بھی تم لوگ کھڑے ہو نماز کے لیے تو تم لوگ دھوا اپنے چہروں کو۔''
	غِسۡلِيۡنٌ	دور کیا ہوا میل کچیل۔ زخموں کا دھوون۔ ﴿ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنۡ غِسۡلِيۡنٍ ۝۳۶ ﴾ (69/ الحآقۃ:36) ''اور کوئی کھانا نہیں ہوگا۔ مگر زخموں کے دھوون میں سے۔''
(افتعال)	اِغۡتِسَالًا	اہتمام سے دھونا۔ نہانا۔ غسل کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔
	مُغۡتَسَلٌ	اسم المفعول ہے جو ظرف کے معنی میں آتا ہے۔ نہانے کی جگہ۔ غسل خانہ۔ ﴿ بِرِجۡلِكَ ۚ هٰذَا مُغۡتَسَلٌۢ بَارِدٌ ﴾ (38/ صٓ:42) ''یہ ٹھنڈا پانی ہے نہانے کا۔''

ل م س

(ن۔ض)	لَمۡسًا	(۱) کسی چیز کو چھونا۔ (۲) کسی چیز کو ڈھونڈنا۔ ﴿ وَّاَنَّا لَمَسۡنَا السَّمَآءَ ﴾ (72/ الجن:8) ''اور یہ کہ ہم نے ٹٹولا آسمان کو۔''
(مفاعلہ)	مُلَامَسَةً	ایک دوسرے کو چھونا۔ مباشرت کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔
(افتعال)	اِلۡتِمَاسًا	اہتمام سے ڈھونڈنا۔ تلاش کرنا۔

اِلْتَمِسْ — فعل امر ہے۔ تو تلاش کر۔ ﴿قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ؕ﴾ (57/الحدید:13) ''کہا جائے گا تم لوگ واپس جاؤ اپنے پیچھے پھر تلاش کرو نور کو۔''

681

غ و ط

(ن)

غَوْطًا — گڑھا کھودنا۔ کسی کو غوطہ دینا۔

غَآئِطٌ — اسم الفاعل ہے۔ غوطہ دینے والا۔ پھر استعارۃً رفع حاجت کی جگہ کے لیے بھی آتا ہے یعنی باتھ روم۔ آیت زیر مطالعہ۔

م س ح

(ف)

مَسْحًا — کسی چیز پر ہاتھ پھیرنا۔ پونچھنا۔ مسح کرنا۔

اِمْسَحْ — فعل امر ہے۔ تو مسح کر۔ آیت زیر مطالعہ۔

اَلْمَسِيْحُ — فَعِيْلٌ کا وزن ہے اور حضرت عیسیٰ کا لقب ہے کیونکہ ان کے ہاتھ پھیرنے سے مریض اچھے ہو جاتے تھے۔

ترکیب

وَلَا جُنُبًا حال ہے اور لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ پر عطف ہے۔ عَابِرِیْنَ بھی حال ہونے کی وجہ سے حالت نصبی میں ہے اور مضاف ہونے کی وجہ سے اس کا نون اعرابی گرا ہوا ہے۔ مَرْضٰى سے مَآءً تک اِنْ کی شرط ہے اور فَتَيَمَّمُوْا جواب شرط ہے، جبکہ فَامْسَحُوْا اس کی وضاحت ہے۔

ترجمہ

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	لَا تَقْرَبُوا	الصَّلٰوۃَ	وَ
اے لوگو جو	ایمان لائے	تم لوگ قریب مت جاؤ	نماز کے	اس حال میں کہ

اَنْتُمْ	سُکٰرٰی	حَتّٰی	تَعْلَمُوْا	مَا	تَقُوْلُوْنَ	وَلَا جُنُبًا
تم	مدہوش ہو	یہاں تک کہ	تم لوگ جانو	اس کو جو	تم کہتے ہو	اور نہ ہی ناپاک ہوتے ہوئے

اِلَّا	عَابِرِیْ سَبِیْلٍ	حَتّٰی	تَغْتَسِلُوْا ؕ	وَاِنْ	کُنْتُمْ
مگر	کسی راستے کے گزرنے والے ہوتے ہوئے	یہاں تک کہ	تم غسل کر لو	اور اگر	تم ہو

مَّرْضٰٓی	اَوْ عَلٰی سَفَرٍ	اَوْ جَآءَ	اَحَدٌ	مِّنْکُمْ	مِّنَ الْغَآئِطِ	اَوْ لٰمَسْتُمُ
مریض	یا کسی سفر پر	یا آئے	کوئی ایک	تم میں سے	باتھ روم سے	یا تم لوگ مباشرت کرو

النِّسَآءَ	فَلَمْ تَجِدُوْا	مَآءً	فَتَيَمَّمُوْا	صَعِیْدًا طَیِّبًا	فَامْسَحُوْا
بیوی سے	پھر تم لوگ نہ پاؤ	پانی	تو تم لوگ تیمم کرو	کسی پاک مٹی سے	تو ہاتھ پھیرو

بِوُجُوْھِکُمْ	وَاَیْدِیْکُمْ ؕ	اِنَّ اللّٰہَ	کَانَ	عَفُوًّا	غَفُوْرًا ۝
اپنے چہروں پر	اور اپنے ہاتھوں پر	بیشک اللہ	ہے	بے انتہا درگزر کرنے والا	بے انتہا بخشنے والا

آیت نمبر (44 تا 46)

681

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ یَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِیْلَ ؕ﴿۴۴﴾ وَاللّٰهُ
اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَلِیًّا ۙ وَّ كَفٰى بِاللّٰهِ نَصِیْرًا ﴿۴۵﴾ مِنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ
مَّوَاضِعِهٖ وَ یَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَ عَصَیْنَا وَ اسْمَعْ غَیْرَ مُسْمَعٍ وَّ رَاعِنَا لَیًّۢا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَ طَعْنًا فِی الدِّیْنِ ؕ وَ
لَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا وَ اسْمَعْ وَ انْظُرْنَا لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ وَ اَقْوَمَ ۙ وَ لٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ
فَلَا یُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۴۶﴾﴾

ط ع ن

(ف) طَعْنًا کسی کو نیزہ چبھونا۔ طنز کرنا۔ طعنہ دینا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

اُوْتُوْا کا نائب فاعل اس میں ھُمْ کی ضمیر ہے جو اَلَّذِیْنَ کے لیے ہے، جبکہ نَصِیْبًا مفعول ثانی ہے۔ كَفٰى بِاللّٰهِ میں با زائدہ ہے اور یہ آفاقی صداقت کا بیان ہے اس لیے ترجمہ حال میں ہوگا۔ وَلِیًّا اور نَصِیْرًا تمیز ہیں۔ كَلِمَةٌ کی جمع كَلِمٌ ہے۔ غَیْرَ مُسْمَعٍ حال ہے اس لیے اس کا مضاف غَیْرَ منصوب ہوا ہے۔ لَیًّا اور طَعْنًا بھی حال ہیں۔ اَقْوَمَ افعل تفضیل ہے اور كَانَ کی خبر ثانی ہے۔

ترجمہ

اَلَمْ تَرَ	اِلَى الَّذِیْنَ	اُوْتُوْا	نَصِیْبًا	مِّنَ الْكِتٰبِ
کیا آپؐ نے غور نہیں کیا	ان لوگوں کی (حالت کی) طرف جن کو	دیا گیا	ایک حصہ	کتاب سے

یَشْتَرُوْنَ	الضَّلٰلَةَ	وَ یُرِیْدُوْنَ	اَنْ	تَضِلُّوْا	السَّبِیْلَ ﴿۴۴﴾
اور وہ لوگ خریدتے ہیں	گمراہی کو	اور چاہتے ہیں	کہ	تم لوگ (بھی) گمراہ ہو	راستے سے

وَاللّٰهُ	اَعْلَمُ	بِاَعْدَآئِكُمْ ؕ	وَ كَفٰى	بِاللّٰهِ	وَلِیًّا ۙ
اور اللہ	خوب جانتا ہے	تمہارے دشمنوں کو	اور کافی ہے	اللہ	بطور کارساز کے

وَّ كَفٰى	بِاللّٰهِ	نَصِیْرًا ﴿۴۵﴾	مِنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا	یُحَرِّفُوْنَ
اور کافی ہے	اللہ	بطور مددگار کے	جو یہودی ہوئے ان میں وہ بھی ہیں	جو پھیرتے ہیں

الْكَلِمَ	عَنْ مَّوَاضِعِهٖ	وَیَقُوْلُوْنَ	سَمِعْنَا	وَعَصَیْنَا
کلاموں کو	ان کے رکھنے کی جگہوں سے	اور کہتے ہیں	ہم نے سنا	اور ہم نے نافرمانی کی

وَاسْمَعْ	غَیْرَ مُسْمَعٍ	وَّ رَاعِنَا	لَیًّا
اور (کہتے ہیں) تو سن	نہ سنایا ہوا ہوتے ہوئے	اور (کہتے ہیں) راعنا	مروڑتے ہوئے

بِاَلْسِنَتِهِمْ	وَطَعْنًا	فِی الدِّیْنِ ؕ	وَلَوْ اَنَّهُمْ	قَالُوْا
اپنی زبانوں کو	اور طعنہ دیتے ہوئے	دین میں	اور یہ کہ اگر وہ لوگ	کہتے

سَمِعْنَا	وَاَطَعْنَا	وَاسْمَعْ	وَانْظُرْنَا	لَكَانَ 681
ہم نے سنا	اور ہم نے اطاعت کی	اور (کہتے) آپ سنیئے	اور آپ مہلت دیں ہم کو	تو یقیناً وہ ہوتا

خَيْرًا	لَّهُمْ	وَاَقْوَمَ	وَلٰكِنْ	لَّعَنَهُمُ	اللّٰهُ	بِكُفْرِهِمْ
بہتر	ان کے لیے	اور زیادہ پائیدار	اور لیکن	لعنت کی ان پر	اللہ نے	ان کے کفر کے سبب سے

فَلَا يُؤْمِنُوْنَ	اِلَّا	قَلِيْلًا ۝٤٦
پس وہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے	مگر	تھوڑے سے

آیت نمبر (47تا50)

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا
عَلٰٓى اَدْبَارِهَآ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝٤٧ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ
يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ۝٤٨ اَلَمْ تَرَ اِلَى
الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۭ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاۗءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝٤٩ اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ
الْكَذِبَ ۭ وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا ۝٥٠ ع ﴾

ط م س

(ض) طَمْسًا: کسی چیز کا حلیہ بگاڑ دینا۔ نام ونشان مٹا دینا۔ آیت زیر مطالعہ۔

اِطْمِسْ: فعل امر ہے۔ تو بگاڑ دے۔﴿ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ ﴾ (10/یونس:88) ''اے ہمارے رب! تو برباد کر دے ان کے اموال کو۔''

ف ت ل

(ض) فَتْلًا: رسی بٹنا۔

فَتِيْلٌ: بٹی ہوئی باریک بتی۔ دھاگہ۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

مُصَدِّقًا حال ہے۔ فَنَرُدَّ کا فاسببیہ ہے اس لیے مضارع نَرُدَّ حالت نصبی میں ہے۔ فاسببیہ پر عطف ہونے کی وجہ سے اَوْنَلْعَنَهُمْ منصوب ہوا ہے۔ اور اس میں هُمْ کی ضمیر وُجُوْهًا کے لیے ہے۔ کَانَ کا اسم اَمْرُ اللّٰهِ ہے اور مَفْعُوْلًا اس کی خبر ہے اور یہ آفاقی صداقت کا بیان ہے۔ اَنْ يُّشْرَكَ کا نائب فاعل محذوف ہے جو کہ شَیْءٌ ہو سکتا ہے۔ بِهٖ کی ضمیر اللہ کے لیے ہے۔ اِثْمًا عَظِيْمًا حال ہے۔ فَتِيْلًا تمیز ہے۔ بِهٖ کی ضمیر اَلْكَذِبَ کے لیے ہے۔ اِثْمًا مُّبِيْنًا تمیز ہے۔

ترجمہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اُوْتُوا	الْكِتٰبَ	اٰمِنُوْا	بِمَا	نَزَّلْنَا
اے لوگو جن کو	دی گئی	کتاب	تم لوگ ایمان لاؤ	اس پر جو	ہم نے اُتارا

مُصَدِّقًا	لِّمَا	مَعَكُمْ	مِّنْ قَبْلِ	اَنْ	نَّطْمِسَ
تصدیق کرنے والا ہوتے ہوئے	اس کی جو	تمہارے ساتھ ہے	اس سے پہلے	کہ	ہم بگاڑ دیں

وُجُوۡهًا	فَنَرُدَّهَا	عَلٰۤى اَدۡبَارِهَاۤ	اَوۡ	681 نَلۡعَنَهُمۡ	كَمَا
کچھ چہروں کو	پس ہم لوٹا دیں ان کو	ان کی پیٹھوں پر	یا	پھر ہم لعنت کریں	جیسے کہ

لَعَنَّاۤ	اَصۡحٰبَ السَّبۡتِ ؕ	وَكَانَ	اَمۡرُ اللّٰهِ	مَفۡعُوۡلًا ﴿۴۷﴾	اِنَّ اللّٰهَ
ہم نے لعنت کی	السبت والوں پر	اور ہوتا ہے	اللہ کا حکم	کیا ہوا	یقیناً اللہ

لَا يَغۡفِرُ	اَنۡ	يُّشۡرَكَ	بِهٖ	وَيَغۡفِرُ	مَا
نہیں بخشے گا	(اس کو) کہ	شریک کیا جائے (کچھ بھی)	اس کے ساتھ	اور وہ بخش دے گا	اس کو جو

دُوۡنَ ذٰلِكَ	لِمَنۡ	يَّشَآءُ ۚ	وَمَنۡ	يُّشۡرِكۡ	بِاللّٰهِ	فَقَدِ افۡتَـرٰۤى
اس کے علاوہ ہے	جس کے لیے	وہ چاہے گا	اور جو	شرک کرتا ہے	اللہ کے ساتھ	تو اس نے جھوٹ گھڑا ہے

اِثۡمًا عَظِيۡمًا ﴿۴۸﴾	اَلَمۡ تَرَ	اِلَى الَّذِيۡنَ
ایک عظیم گناہ ہوتے ہوئے	کیا آپؐ نے غور نہیں کیا	ان (کی حالت) کی طرف جو

يُزَكُّوۡنَ	اَنۡفُسَهُمۡ ؕ	بَلِ اللّٰهُ	يُزَكِّىۡ	مَنۡ	يَّشَآءُ
تزکیہ کرتے ہیں	اپنے نفس کا	بلکہ اللہ	تزکیہ کرتا ہے	اس کا، جس کا	وہ چاہتا ہے

وَلَا يُظۡلَمُوۡنَ	فَتِيۡلًا ﴿۴۹﴾	اُنۡظُرۡ	كَيۡفَ	يَفۡتَرُوۡنَ
اوران پر ظلم نہیں کیا جائے گا	کسی دھاگے برابر بھی	تو دیکھ	کیسے	وہ لوگ گھڑتے ہیں

عَلَى اللّٰهِ	الۡـكَذِبَ ؕ	وَكَفٰى	بِهٖۤ	اِثۡمًا مُّبِيۡنًا ﴿۵۰﴾ ع
اللہ پر	جھوٹ	اور کافی ہے	وہ	بطور واضح گناہ کے

نوٹ۔1

کچھ لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ مذکورہ آیت نمبر۔47 کے نزول کے بعد بے شمار یہود و نصاریٰ ایمان نہیں لائے پھر بھی مذکورہ عذاب نازل نہیں ہوا۔ یہ سوال قران مجید کے طرزِ بیان کو نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ کا کہنا ہے کہ سرے سے یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، کیونکہ یہاں کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جس سے معلوم ہو کہ یہ عذاب ضرور واقع ہوگا، بلکہ اس کے امکان کا ذکر ہے۔ (منقول از معارف القرآن)

ہمارے چند متقدمین نے اس کو استعارۃً لیا ہے۔ مثلاً مجاہدؒ کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ حق کے راستے سے دھکیل کر گمراہی کی طرف متوجہ کر دیں۔ ابوزیدؒ کے نزدیک لوٹا دینا یہ تھا کہ ارض حجاز سے بلاد شام میں پہنچا دیا جائے (منقول از تفسیر ابن کثیر)۔ استعارے کی گنجائش اس لیے بھی نکلتی ہے کہ وُجُوْهٌ کا لفظ چہروں کے علاوہ پوری شخصیت اور توجہ وغیرہ کے معانی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

نوٹ۔2

کوئی شخص اگر مرنے سے پہلے کسی بھی گناہ سے سچی توبہ کر لے تو وہ معاف ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ شرک بھی سچی توبہ سے معاف ہو جاتا ہے۔ آیت نمبر۔48 میں ایسے لوگوں کا ذکر ہے جن کو توبہ کی توفیق نصیب نہیں ہوئی۔ ایسے لوگوں میں سے جو شرک میں ملوث

تھے، تو وہ معاف نہیں ہوگا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا قطعی فیصلہ ہے۔ اگر کوئی شرک میں ملوث نہیں تھا لیکن کچھ دوسرے گناہ تھے، تو ان کی معافی کا امکان ہے۔ اور یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ اپنے علم کامل کی بنیاد پر کرے گا کہ کس کا کون سا گناہ معاف کیے جانے کے قابل ہے۔
681

نوٹ۔3

آیت نمبر۔49 میں اَلَّذِیۡنَ یُزَکُّوۡنَ اَنۡفُسَھُمۡ کا ہم نے لفظی ترجمہ کیا ہے۔ سات مختلف ترجموں میں چیک کیا تھا اور ان سب میں اس کا مطلب یہ دیا گیا ہے کہ جو لوگ خود کو پاکیزہ سمجھتے ہیں یا اپنی پاکیزگی بیان کرتے ہیں۔ یہ دراصل تفسیری ترجمہ ہے جس کی وضاحت ضروری ہے۔

اِس آیت میں جو طرزِ بیان ہے وہ قرآن مجید میں اور بھی متعدد مقامات پر اختیار کیا گیا ہے۔ ان میں سے صرف ایک کے حوالے سے اِن شاء اللہ بات آسانی سے سمجھ میں آجائے گی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ یقیناً آپؐ ہدایت نہیں دیتے اس کو جس کو آپؐ چاہیں بلکہ اللہ ہدایت دیتا ہے اس کو جس کو وہ چاہتا ہی اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت پانے والوں کو (28/ القصص:56)۔ اس مقام پر یہ بات بہت واضح ہے کہ اس آیت میں ہدایت دینے کی کوشش کرنے کی ممانعت نہیں ہے۔ یہ نہ صرف مطلوب اور محمود ہے بلکہ بعض اوقات فرض بھی ہے۔ البتہ یہ بات سمجھانا مقصود ہے کہ ہماری اس کوشش کا نتیجہ کس کے حق میں نکلے گا، کب نکلے گا اور کتنا نکلے گا، یہ سارے فیصلے کلیتہً اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہیں اور یہ فیصلے وہ اپنے علم کامل کی بنیاد پر کرتا ہے۔ اس لیے اپنی کوشش میں لگے رہو اور نتیجہ اللہ پر چھوڑ دو۔ اسی کا نام توکل ہے۔

اِسی طرح آیت زیرِ مطالعہ میں بھی اپنے نفس کا تزکیہ کرنے کی کوشش کرنے کی ممانعت نہیں ہے۔ یہ کوشش بھی مطلوب و محمود ہے۔ البتہ یہاں ایسے لوگوں کی مذمت کی گئی ہے جو اس کوشش کے نتیجے کو یقینی سمجھ کر خود کو پاک سمجھنا شروع کر دیتے ہیں اور اپنی پاکیزگی کا دعویٰ کرنے لگتے ہیں۔ آیت کے مفہوم کے اسی پہلو کو تفسیری ترجموں میں اُجاگر کیا گیا ہے۔

نوٹ۔4

آیت نمبر۔48 میں اللہ تعالیٰ نے قطعی اعلان کر دیا ہے کہ وہ شرک معاف نہیں کرے گا۔ اس لیے ہر صاحب ایمان کا یہ فرض بنتا ہے کہ شرک کو پہچاننے کی وہ خود استعداد حاصل کرے اور دوسروں کے کہنے پر بھروسہ نہ کرے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میدانِ حشر میں یہ بات قبول نہیں کی جائے گی کہ فلاں نے ہم کو غلط بتایا تھا، اس لیے اس کو پکڑو اور ہم کو چھوڑ دو۔ وہ بھی پکڑا جائے گا اور ساتھ میں ہم بھی پکڑے جائیں گے۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اس بات کی وضاحت موجود ہے۔ مثلاً (7/ الاعراف:38)۔ (33/ الاحزاب:67) وغیرہ۔ غلط لوگوں کی پیروی کرنے والوں کا جرم یہ ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ غور و فکر اور عقل کی صلاحیتوں کو استعمال نہیں کیا اور کسی تحقیق کے بغیر دوسروں کی پیروی کی۔ (17/ بنی اسرائیل:36)۔ اسلیے کم از کم شرک کی حد تک تو یہ لازمی ہے کہ دوسروں سے فتویٰ مانگنے کے بجائے ہم خود فیصلہ کر سکیں کہ کیا شرک ہے اور کیا نہیں ہے؟ اسی مقصد سے اِس نوٹ میں شرک کے متعلق ضروری معلومات فراہم کی جا رہی ہیں۔

انسانی تاریخ کا یہ المیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں شرک ان قوموں نے کیا جو اللہ اور آخرت کو مانتے تھے۔ یہود نے حضرت عزیرؑ اور نصاریٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو اللہ کا بیٹا بنایا جبکہ بنو اسمٰعیل نے فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیا۔ اس پس منظر میں یہ ایک معجزہ ہے کہ امتِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تا حال شرک بالذات سے بچی ہوئی ہے، لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں دوسروں کو شریک کرنے کے جرم سے ہم لوگ بھی نہ بچ سکے۔ اس لیے اِس نوٹ میں ہم شرک فی الصفات کے متعلق کچھ اصولی باتیں سمجھیں گے تاکہ اس کو پہچاننے کی صلاحیت حاصل ہو جائے۔

شرک فی الصفات میں مغالطہ لاحق ہونے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہماری زبان میں جو الفاظ اللہ تعالیٰ کی صفات کے لیے
681
استعمال ہوتے ہیں وہی الفاظ مخلوق کی صفات کے لیے بھی استعمال کیے جاتے ہیں۔ مثلاً اللہ سمیع ہے تو ہم بھی سنتے ہیں، اللہ عالم ہے تو ہم بھی عالم ہیں، وغیرہ۔ اس سبب سے پیدا ہونے والے مغالطے سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اللہ اور مخلوق کی صفات میں تین بنیادی فرق کو ذہن میں رکھیں تاکہ شرک فی الصفات سے بچ سکیں۔

(1) پہلا فرق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات اس کی ذاتی ہیں، کسی نے اس کو دی نہیں، جبکہ مخلوق کی صفات ان کی ذاتی نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا کی ہیں تو ان کو ملی ہیں۔

(2) تیسرا اور بہت اہم فرق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات لامحدود ہیں جبکہ مخلوق کی صفات محدود ہیں۔ مثلاً جو آواز فاصلے پر ہو، اسے ہم نہیں سن سکتے۔ آواز اگر ہلکی ہو تو آواز کا احساس ہوتا ہے لیکن بات سمجھ میں نہیں آتی۔ اگر ہمارے سامنے کئی افراد بیک وقت ایک دوسرے سے بات (CROSS TALK) شروع کر دیں تو سب کی آواز ہمارے کان میں آئے گی لیکن بات کسی کی بھی سمجھ میں نہیں آئے گی۔ یہ سب کچھ ہماری صفت سماعت کے محدود ہونے کا ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفتِ سماعت کے لامحدود ہونے کا مطلب یہ ہے کہ فاصلے اس کے لیے بے معنی ہیں۔ بندہ چاہے قطب شمالی پر ہو یا قطب جنوبی پر، وہ سب کی سنتا ہے۔ آواز کا تیز یا ہلکا ہونا بھی اس کے لیے بے معنی ہے، وہ تو دل میں آنے والے خیال بھی سن لیتا ہے۔ اگر پوری دنیا کے انسان اسے بیک وقت پکاریں تو وہ ہر ایک کی سن لیتا ہے۔ اسی طرح ہم بقیہ صفات کے محدود اور لامحدود ہونے کا فرق سمجھ سکتے ہیں۔

یہ ایک پیمانہ (YARD STICK) ہے جس پر رکھ کر ہر شخص خود معلوم کر سکتا ہے کہ کیا شرک ہے اور کیا شرک نہیں ہے۔ اب یہ بھی نوٹ کر لیں کہ قرآن مجید میں شرک سے متعلق آیات کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ ہے اور ان میں اکثریت شرک فی الصفات سے متعلق ہیں۔ نمونے کے طور پر صرف دو آیات دیکھ لیں۔

(1) اور تم لوگ اُس کی علاوہ جن لوگوں کو پکارتے ہو وہ قطمیر (کھجور کی گٹھلی پر پائی جانے والی سفید جھلی) کے بھی مالک نہیں ہیں۔ اگر تم لوگ ان کو پکارو گے تو وہ لوگ تمہاری پکار کو نہیں سنیں گے اور اگر سنیں گے تو تم لوگوں کی حاجت روائی نہیں کر سکیں گے اور قیامت کے دن انکار کریں گے تم لوگوں کے شرک کا۔ (35/ فاطر 13۔14)

(2) اسی کو ہی یعنی اللہ کو ہی پکارنا حق ہے۔ اور یہ لوگ اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں وہ ان کے کچھ کام نہیں آتے مگر (اس طرح) جیسے کسی نے پانی کی طرف دونوں ہتھیلیاں پھیلائیں کہ وہ اس کے منھ تک آ پہنچے اور وہ اس تک پہنچنے والا نہیں ہے۔ (13/ الرعد:14)

آیت نمبر (51 تا 55)

﴿ اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ اُوۡتُوۡا نَصِیۡبًا مِّنَ الۡکِتٰبِ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡجِبۡتِ وَ الطَّاغُوۡتِ وَ یَقُوۡلُوۡنَ لِلَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا
هٰۤؤُلَآءِ اَهۡدٰی مِنَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا سَبِیۡلًا ﴿۵۱﴾ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَ مَنۡ یَّلۡعَنِ اللّٰهُ فَلَنۡ تَجِدَ لَهٗ
نَصِیۡرًا ﴿ؕ۵۲﴾ اَمۡ لَهُمۡ نَصِیۡبٌ مِّنَ الۡمُلۡکِ فَاِذًا لَّا یُؤۡتُوۡنَ النَّاسَ نَقِیۡرًا ﴿ۙ۵۳﴾ اَمۡ یَحۡسُدُوۡنَ النَّاسَ عَلٰی
مَاۤ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ ۚ فَقَدۡ اٰتَیۡنَاۤ اٰلَ اِبۡرٰهِیۡمَ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَةَ وَ اٰتَیۡنٰهُمۡ مُّلۡکًا عَظِیۡمًا ﴿۵۴﴾ فَمِنۡهُمۡ
مَّنۡ اٰمَنَ بِهٖ وَ مِنۡهُمۡ مَّنۡ صَدَّ عَنۡهُ ؕ وَ کَفٰی بِجَهَنَّمَ سَعِیۡرًا ﴿۵۵﴾ ﴾

ج ب ت

681

(x)	x	اس مادہ سے کوئی فعل استعمال نہیں ہوتا۔
	جِبْتٌ	انتہائی نکمی اور ناکارہ چیز۔ واحد اور جمع سب کے لیے ہے۔ پھر استعارۃً بتوں، جادوگروں اور نجومیوں کے لیے آتا ہے (مفردات القرآن)۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ن ق ر

(ن)	نَقْرًا	(۱) ٹھونگے مار کر کسی چیز میں سوراخ یا گڑھا کرنا۔ (۲) پھونک مار کر بانسری یا بگل بجانا۔ ﴿ فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ ﴾ (74/المدثر:8) ''پھر جب پھونکا جائے گا بگل میں یعنی صور پھونکا جائے گا۔''
	نَاقُوْرٌ	بگل۔ صور۔
	نَقِيْرٌ	کھجور کی گٹھلی کا گڑھا۔ یہ کسی انتہائی حقیر چیز کے لیے عربی محاورہ ہے جس کا اُردو متبادل ہے ''تِل بھر''۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

اُوْتُوْا کا نائب فاعل اس میں ھُمْ کی ضمیر ہے جو اِلَى الَّذِيْنَ کے لیے ہے اور نَصِيْبًا مفعول ثانی ہے۔ الطَّاغُوْتِ حرف جرّ ''بِ'' پر عطف ہونے کی وجہ سے مجرور ہوا ہے۔ هٰٓؤُلَآءِ اشارہ ہے لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا کے لیے جبکہ سَبِيْلًا تمیز ہے۔ اَمْ لَهُمْ میں اَمْ استفہام کا ہے یعنی اَ کے معنی میں ہے۔

ترجمہ

اَلَمْ تَرَ	اِلَى الَّذِيْنَ	اُوْتُوْا	نَصِيْبًا	مِّنَ الْكِتٰبِ	يُؤْمِنُوْنَ
کیا آپؐ نے غور نہیں کیا	ان کی طرف جن کو	دیا گیا	ایک حصہ	کتاب سے	وہ لوگ ایمان لاتے ہیں

بِالْجِبْتِ	وَالطَّاغُوْتِ	وَيَقُوْلُوْنَ	لِلَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	هٰٓؤُلَآءِ
توہمات پر	طاغوت پر	اور کہتے ہیں	ان کے لیے جنھوں نے	کفر کیا	کہ یہ لوگ

اَهْدٰى	مِنَ الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	سَبِيْلًا ﴿۵۱﴾	اُولٰٓئِكَ	الَّذِيْنَ
زیادہ ہدایت پر ہیں	ان سے جو	ایمان لائے	بلحاظ راستے کے	وہ لوگ	وہ ہیں

لَعَنَهُمُ	اللّٰهُ	وَمَنْ	يَّلْعَنِ	اللّٰهُ	فَلَنْ تَجِدَ	لَهٗ
لعنت کی جن پر	اللہ نے	اور جس پر	لعنت کرتا ہے	اللہ	تو، تو ہرگز نہیں پائے گا	اس کے لیے

نَصِيْرًا ﴿۵۲﴾	اَمْ	لَهُمْ	نَصِيْبٌ	مِّنَ الْمُلْكِ	فَاِذًا	لَّا يُؤْتُوْنَ	النَّاسَ
کوئی مددگار	کیا	ان کے لیے	کوئی حصہ ہے	سلطنت میں	پھر تو	وہ نہیں دیں گے	لوگوں کو

نَقِيْرًا ﴿۵۳﴾	اَمْ	يَحْسُدُوْنَ	النَّاسَ	عَلٰى مَآ	اٰتٰىهُمُ	اللّٰهُ	مِنْ فَضْلِهٖ
تِل بھر بھی	یا	وہ حسد کرتے ہیں	لوگوں سے	اس پر جو	دیا ان کو	اللہ نے	اپنے فضل سے

فَقَدْ اٰتَيْنَآ	اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ	الْكِتٰبَ	وَالْحِكْمَةَ	وَاٰتَيْنٰهُمْ
تو ہم دے چکے ہیں	ابراہیمؑ کے پیروکاروں کو	کتاب	اور حکمت	اور ہم نے دی ان کو

مُّلْكًا عَظِيْمًا ﴿۵۴﴾	فَمِنْهُمْ مَّنْ	اٰمَنَ	بِهٖ	وَمِنْهُمْ مَّنْ
ایک شاندار سلطنت	تو ان میں وہ بھی ہیں جو	ایمان لائے	اِس پر	اور ان میں وہ بھی ہیں جو

صَدَّ	عَنۡهُ ؕ	وَكَفٰى	بِجَهَنَّمَ	سَعِيۡرًا ۝٥٥
رُکے رہے	اِس سے	اور کافی ہے	جہنم	بطور شعلوں والی آگ کے

آیت نمبر (56تا58)

﴿ اِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِاٰيٰتِنَا سَوۡفَ نُصۡلِيۡهِمۡ نَارًا ؕ كُلَّمَا نَضِجَتۡ جُلُوۡدُهُمۡ بَدَّلۡنٰهُمۡ جُلُوۡدًا غَيۡرَهَا
لِيَذُوۡقُوا الۡعَذَابَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيۡزًا حَكِيۡمًا ۝٥٦ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدۡخِلُهُمۡ جَنّٰتٍ
تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَاۤ اَبَدًا ؕ لَهُمۡ فِيۡهَاۤ اَزۡوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّنُدۡخِلُهُمۡ ظِلًّا ظَلِيۡلًا ۝٥٧ اِنَّ
اللّٰهَ يَاۡمُرُكُمۡ اَنۡ تُؤَدُّوا الۡاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهۡلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمۡتُمۡ بَيۡنَ النَّاسِ اَنۡ تَحۡكُمُوۡا بِالۡعَدۡلِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
نِعِمَّا يَعِظُكُمۡ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيۡعًۢا بَصِيۡرًا ۝٥٨ ﴾

ن ض ج

(س) نَضۡجًا — پھل یا گوشت کا پکنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ج ل د

(ض) جَلۡدًا — چمڑے یا کھال پر مارنا۔

اِجۡلِدۡ — فعل امر ہے۔ تو مار ﴿ فَاجۡلِدُوۡهُمۡ ثَمٰنِيۡنَ جَلۡدَةً ﴾ (24/النور:4) ”تو تم لوگ مارو ان کو اسی کوڑے۔“

جَلۡدَةٌ — کوڑا۔

جِلۡدٌ — ج جُلُوۡدٌ۔ کھال۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

نُصۡلِيۡ کا مفعول اوّل هِمۡ کی ضمیر ہے اور نَارًا مفعول ثانی ہے۔ كُلَّمَا شرطیہ ہے اس لیے نَضِجَتۡ ماضی کا ترجمہ مستقبل میں ہو گا۔ بَدَّلۡنَا کا مفعول اوّل هُمۡ ہے اور جُلُوۡدًا مفعول ثانی ہے۔ غَيۡرَهَا میں هَا کی ضمیر جُلُوۡدٌ کے لیے ہے۔ اَنۡ تَحۡكُمُوۡا کا اَنۡ، يَاۡمُرُكُمۡ پر عطف ہے۔

ترجمہ

اِنَّ الَّذِيۡنَ	كَفَرُوۡا	بِاٰيٰتِنَا	سَوۡفَ	نُصۡلِيۡهِمۡ	نَارًا ؕ
بیشک وہ لوگ جنہوں نے	انکار کیا	ہماری نشانیوں کا	عنقریب	ہم ڈالیں گے ان کو	ایک آگ میں

كُلَّمَا	نَضِجَتۡ	جُلُوۡدُهُمۡ	بَدَّلۡنٰهُمۡ
جب کبھی بھی	پک جائیں گی	ان کی کھالیں	تو ہم تبدیل کر دیں گے ان کو (یعنی ان کے لیے)

جُلُوۡدًا	غَيۡرَهَا	لِيَذُوۡقُوا	الۡعَذَابَ ؕ	اِنَّ اللّٰهَ
کھالوں کو	ان کے (یعنی پہلی کھالوں کے) علاوہ	تاکہ وہ لوگ چکھیں	عذاب کو	یقیناً اللہ

كَانَ	عَزِيۡزًا	حَكِيۡمًا ۝٥٦	وَالَّذِيۡنَ	اٰمَنُوۡا	وَعَمِلُوا	الصّٰلِحٰتِ
ہے	بالادست	حکمت والا	اور وہ لوگ جو	ایمان لائے	اور عمل کیے	نیک

سَنُدۡخِلُهُمۡ	جَنّٰتٍ	تَجۡرِیۡ	مِنۡ تَحۡتِهَا	الۡاَنۡهٰرُ	خٰلِدِیۡنَ
ہم داخل کریں گے ان کو	ایسے باغات میں	بہتی ہیں	جن کے نیچے سے	نہریں	ایک حالت میں رہنے والے

فِیۡهَاۤ	اَبَدًا	لَهُمۡ	فِیۡهَاۤ	اَزۡوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ	وَّنُدۡخِلُهُمۡ
اس میں	ہمیشہ	ان کے لئے ہیں	ان میں	پاک کئے ہوئے جوڑے	اور ہم داخل کریں گے ان کو

ظِلًّا ظَلِیۡلًا ۝۵۷	اِنَّ اللّٰهَ	یَاۡمُرُكُمۡ	اَنۡ	تُؤَدُّوا	الۡاَمٰنٰتِ
ہمیشگی والے سائے میں	بیشک اللہ	حکم دیتا ہے تم لوگوں کو	کہ	تم لوگ لوٹا دو	امانتوں کو

اِلٰۤی اَهۡلِهَا	وَاِذَا	حَكَمۡتُمۡ	بَیۡنَ النَّاسِ	اَنۡ	تَحۡكُمُوۡا
ان کے اہل (یعنی اہلیت والوں) کی طرف	اور جب بھی	فیصلہ کرو	لوگوں کے مابین	(تو یہ) کہ	تم لوگ فیصلہ کرو

بِالۡعَدۡلِ	اِنَّ اللّٰهَ	نِعِمَّا	یَعِظُكُمۡ	بِهٖ	اِنَّ اللّٰهَ	كَانَ
عدل سے	بیشک اللہ	کیا ہی اچھی	نصیحت کرتا ہے تم لوگوں کو	اس سے	یقیناً اللہ	ہے

سَمِیۡعًا	بَصِیۡرًا ۝۵۸
سننے والا	دیکھنے والا

نوٹ۔1

جن لوگوں کے بدن پر کبھی کوئی پھوڑا یا پھنسی نکلی ہے وہ جانتے ہیں کہ جب وہ پک جاتے ہیں تو ان کی کھال گل کر الگ ہو جاتی ہے اور نیچے سے نئی کھال نکلتی ہے۔ اُس وقت وہ اتنی نازل اور حساس ہوتی ہے کہ اگر کوئی چیز اس کو چھو جائے تو آدمی بلبلا اُٹھتا ہے۔ جن لوگوں کو اس کا تجربہ ہے وہ کسی درجے میں لِیَذُوۡقُوا الۡعَذَابَ کا مفہوم سمجھ سکتے ہیں۔

نوٹ۔2

آیت نمبر۔58 میں لفظ امانات جمع کے صیغے میں آیا ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ صرف مال و دولت ہی امانت نہیں ہوتی بلکہ اس کی اور بھی قسمیں ہیں۔ مثلاً ایک حدیث کے مطابق کسی مجلس میں جو بات کہی جائے وہ اسی مجلس کی امانت ہے اور اہلِ مجلس کو اجازت کے بغیر دوسروں کو بتانا خیانت ہے۔ ایک دوسری حدیث کے مطابق جس شخص سے کوئی مشورہ طلب کیا جائے وہ امین ہوتا ہے اس لیے اس پر لازم ہے کہ مشورہ وہی دے جو مشورہ مانگنے والے کے حق میں مفید ہے۔ اگر جانتے بوجھتے غلط مشورہ دیا تو اس نے خیانت کی۔

اسی طرح خانہ کعبہ کی کنجی کی تولیت کے مسئلہ پر اس آیت کا نازل واضح کر دیتا ہے کہ.....بھی عہدے اور منصب ہیں، وہ سب اللہ کی امانتیں ہیں اور ان کے امین وہ حکام ہیں جن کو ان عہدوں پر تقرری کا اختیار حاصل ہے۔ ان کے لیے جائز نہیں کہ کوئی عہدہ کسی ایسے شخص کے سپرد کر دیں جو علم اور عمل کسی قابلیت کے لحاظ سے اس عہدے کا اہل نہیں ہے۔ حکومت کے عہدے باشندگان ملک کے حقوق نہیں ہیں جنہیں آبادی کے تناسب کے اصول پر تقسیم کیا جائے۔ بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ امانتیں ہیں جو صرف ان کے اہل لوگوں کو دیئے جا سکتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس شخص کو عام مسلمانوں کی کوئی ذمہ داری سپرد کی گئی پھر اس نے کوئی عہدہ کسی شخص کو محض دوستی و تعلق کی بنیاد پر، اہلیت معلوم کیے بغیر دے دیا تو اس پر اللہ کی لعنت ہے، نہ اس کا فرض قبول ہوگا، نہ نفل، یہاں تک کہ وہ جہنم میں داخل ہو جائے۔ (منقول از معارف القرآن)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

681

آیت نمبر (59)

﴿ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَ اُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ ۚ فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ
فَرُدُّوۡہُ اِلَی اللّٰہِ وَ الرَّسُوۡلِ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ ذٰلِکَ خَیۡرٌ وَّ اَحۡسَنُ تَاۡوِیۡلًا ﴿۵۹﴾ ع ﴾

ترکیب

اُولُوۡا کی نصب اور جرّ دونوں اُولِیۡ آتی ہے۔اس آیت میں یہ اَطِیۡعُوۡا پر عطف ہونے کی وجہ سے مفعول ہے اور حالتِ نصب میں ہے۔کُنۡتُمۡ کا اسم اس میں شامل اَنۡتُمۡ کی ضمیر ہے اور تُؤۡمِنُوۡنَ اس کی خبر ہے۔ذٰلِکَ مبتداء ہے۔ خَیۡرٌ اس کی خبر اوّل ہے اور اَحۡسَنُ خبر ثانی ہے، جبکہ تَاۡوِیۡلًا تمیز ہے۔

ترجمہ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ	اٰمَنُوۡۤا	اَطِیۡعُوا	اللّٰہَ	وَ اَطِیۡعُوا	الرَّسُوۡلَ
اے لوگو جو	ایمان لائے	تم لوگ اطاعت کرو	اللہ کی	اور اطاعت کرو	ان رسولؐ کی

وَ اُولِی الۡاَمۡرِ	مِنۡکُمۡ ۚ	فَاِنۡ	تَنَازَعۡتُمۡ	فِیۡ شَیۡءٍ
اور حکم والوں کی	تم میں سے	پھر اگر	تم لوگ تنازعہ کرو	کسی چیز میں

فَرُدُّوۡہُ	اِلَی اللّٰہِ	وَ الرَّسُوۡلِ	اِنۡ کُنۡتُمۡ	تُؤۡمِنُوۡنَ
تو لوٹا دو اس کو	اللہ کی طرف	اور ان رسولؐ کی طرف	اگر تم لوگ	ایمان رکھتے ہو

بِاللّٰہِ	وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ	ذٰلِکَ	خَیۡرٌ	وَّ اَحۡسَنُ	تَاۡوِیۡلًا ﴿۵۹﴾ ع
اللہ پر	اور آخری دن پر	یہ	سب سے بہتر ہے	اور سب سے اچھا ہے	بلحاظ انجام کار کے

نوٹ۔1

اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کے بعد جو اطاعت مسلمانوں پر واجب ہے وہ اولی الامر کی اطاعت ہے، مسلمانوں کی فکری راہنمائی کرنے والے علم، سیاسی راہنمائی کرنے والے لیڈر، ملکی انتظام کرنے والے حکام، عدالتی فیصلے کرنے والے جج وغیرہ سب اولی الامر میں شامل ہیں۔ جو شخص جس حیثیت سے بھی مسلمانوں کا صاحب امر ہے اس کی اطاعت لازمی ہے۔اس سے تنازعہ کر کے مسلمانوں کی اجتماعی زندگی میں خلل درست نہیں ہے البتہ اولی الامر کی اطاعت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کے تحت ہوگی۔ایک حدیث میں ہے کہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اپنے اولی الامر کی بات سنے اور مانے، خواہ سے پسند ہو یا ناپسند، تاوقتیکہ اسے معصیت کا حکم دیا جائے اور جب اسے معصیت کا حکم دیا جائے تو پھر نہ سننا ہے نہ ماننا ہے۔(تفہیم القرآن بحوالہ بخاری و مسلم)

بہت سے معاملات ایسے ہیں جن میں قرآن وسنت کی رو سے کوئی پابندی عائد نہیں ہے۔نہ وہ واجب ہیں نہ حرام ہیں بلکہ اختیاری ہیں۔ان کو اصطلاح میں مباحات کہا جاتا ہے۔ایسے معاملات میں عملی انتظام اولی الامر کے سپرد ہے۔(معارف القرآن)

نوٹ۔2

ہندوستان پر انگریزوں کے دورِ حکومت میں مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے جیسے کچھ علماءِ سوء نے اس آیت کے حوالے سے کہا تھا کہ مسلمانوں پر اولی الامر کی اطاعت بھی فرض ہے لیکن اسی آیت میں لفظ اولی الامر کے آگے مِنۡكُمۡ کا اضافہ کر کے واضح کر دیا گیا ہے کہ یہ اطاعت کا حکم ایسے اولی الامر کے لیے ہے جو خود مسلمانوں میں سے ہو۔

681

آیت نمبر (60 تا 63)

﴿ اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ يَزۡعُمُوۡنَ اَنَّهُمۡ اٰمَنُوۡا بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ وَمَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِكَ يُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ يَّتَحَاكَمُوۡۤا
اِلَى الطَّاغُوۡتِ وَقَدۡ اُمِرُوۡۤا اَنۡ يَّكۡفُرُوۡا بِهٖ ؕ وَيُرِيۡدُ الشَّيۡطٰنُ اَنۡ يُّضِلَّهُمۡ ضَلٰلًا ۢ بَعِيۡدًا ﴿۶۰﴾ وَاِذَا قِيۡلَ لَهُمۡ
تَعَالَوۡا اِلٰى مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوۡلِ رَاَيۡتَ الۡمُنٰفِقِيۡنَ يَصُدُّوۡنَ عَنۡكَ صُدُوۡدًا ۚ ﴿۶۱﴾ فَكَيۡفَ اِذَاۤ
اَصَابَتۡهُمۡ مُّصِيۡبَةٌ ۢ بِمَا قَدَّمَتۡ اَيۡدِيۡهِمۡ ثُمَّ جَآءُوۡكَ يَحۡلِفُوۡنَ ۖۗ بِاللّٰهِ اِنۡ اَرَدۡنَاۤ اِلَّاۤ اِحۡسَانًا وَّ
تَوۡفِيۡقًا ﴿۶۲﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ يَعۡلَمُ اللّٰهُ مَا فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ ۚ فَاَعۡرِضۡ عَنۡهُمۡ وَعِظۡهُمۡ وَقُلۡ لَّهُمۡ فِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ
قَوۡلًاۢ بَلِيۡغًا ﴿۶۳﴾ ﴾

ز ع م

(ن)

زُعۡمًا — کسی غلط یا غیر یقینی بات کو یقینی سمجھنا یا جتانا۔ آیت زیر مطالعہ۔

زَعَامَةً — کسی چیز کا ذمہ دار اور جواب دِہ ہونا۔ ضامن ہونا۔

زَعۡمٌ — اسم ذات ہے۔ گمان۔ خیال۔ ﴿ هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعۡمِهِمۡ ﴾ (6/الانعام:136) ''یہ اللہ کے لیے ہے ان کے خیال میں۔''

زَعِيۡمٌ — فَعِيۡلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ جواب دِہ۔ ضامن۔ ﴿ سَلۡهُمۡ اَيُّهُمۡ بِذٰلِكَ زَعِيۡمٌ ﴿۴۰﴾ ﴾ (68/القلم:40) ''آپ ان سے پوچھیں کہ ان میں سے کون اس کا ضامن ہے۔''

ح ل ف

(ض)

حَلۡفًا — قسم کھا کر عہد و پیمان کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

حَلَّافٌ — فَعَّالٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بار بار اور کثرت سے قسم کھانے والا۔ ﴿ وَلَا تُطِعۡ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيۡنٍ ﴿۱۰﴾ ﴾ (68/القلم:10) ''اور کہنا مت مان ہر ایک بے وقعت قسمیں کھانے والے کا۔''

ترکیب

يَتَحَاكَمُوۡۤا کا مفعول محذوف ہے۔ اِلَى الطَّاغُوۡتِ متعلق فعل ہے۔ بِهٖ کی ضمیر طاغوت کے لیے ہے۔ اِذَا شرطیہ ہے۔ قِيۡلَ شرط اور رَاَيۡتَ اس کا جواب شرط ہے۔ اس لیے دونوں کا ترجمہ حال میں ہوگا۔ يَحۡلِفُوۡنَ حال ہے۔

ترجمہ

اَلَمۡ تَرَ	اِلَى الَّذِيۡنَ	يَزۡعُمُوۡنَ	اَنَّهُمۡ	اٰمَنُوۡا	بِمَاۤ
کیا آپ نے غور نہیں کیا	ان لوگوں کی طرف جو	جتاتے ہیں	کہ وہ لوگ	ایمان لائے	اس پر جو

اُنۡزِلَ	اِلَيۡكَ	وَمَاۤ	اُنۡزِلَ	مِنۡ قَبۡلِكَ	يُرِيۡدُوۡنَ	اَنۡ يَّتَحَاكَمُوۡۤا
اتارا گیا	آپ کی طرف	اور جو	اتارا گیا	آپ سے پہلے	وہ لوگ چاہتے ہیں	کہ فیصلے کے لیے جائیں (جھگڑے کو)

اِلَى الطَّاغُوۡتِ	وَ	قَدۡ اُمِرُوۡۤا	اَنۡ يَّكۡفُرُوۡا	بِهٖ ؕ	وَيُرِيۡدُ
سرکشوں کی طرف	حالانکہ	حکم دیا گیا ہے ان کو	کہ وہ انکار کریں	اس کا	اور چاہتا ہے

الشَّيْطٰنُ	اَنْ يُّضِلَّهُمْ	ضَلٰلًا بَعِيْدًا ۝٦٠	وَاِذَا	قِيْلَ 681
شیطان	کہ وہ گمراہ کرے ان کو	دور کی گمراہی میں	اور جب بھی	کہا جاتا ہے

لَهُمْ	تَعَالَوْا	اِلٰى مَآ	اَنْزَلَ	اللّٰهُ	وَاِلَى الرَّسُوْلِ	رَاَيْتَ
ان سے	تم لوگ آؤ	اس کی طرف جو	اُتارا	اللہ نے	ان رسولﷺ کی طرف	تو آپﷺ دیکھتے ہیں

الْمُنٰفِقِيْنَ	يَصُدُّوْنَ	عَنْكَ	صُدُوْدًا ۝٦١ج	فَكَيْفَ	اِذَآ
منافقوں کو	(کہ) وہ لوگ رُکتے ہیں	آپﷺ سے	جیسے کہ رُکا جاتا ہے	تو کیسا ہوگا	جب

اَصَابَتْهُمْ	مُّصِيْبَةٌۢ	بِمَا	قَدَّمَتْ	اَيْدِيْهِمْ	ثُمَّ
آن لگے گی ان کو	کوئی مصیبت	اس کے سبب سے جو	آگے بھیجا	ان کے ہاتھوں نے	پھر

جَآءُوْكَ	يَحْلِفُوْنَ ۖ	بِاللّٰهِ	اِنْ	اَرَدْنَآ
وہ لوگ آئیں گے آپﷺ کے پاس	قسم کھاتے ہوئے	اللہ کی	(کہ) نہیں	ارادہ کیا ہم نے

اِلَّآ	اِحْسَانًا	وَّتَوْفِيْقًا ۝٦٢	اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ	يَعْلَمُ	اللّٰهُ	مَا
مگر	بھلائی کا	اور ہم آہنگ کرنے کا	وہ لوگ ہیں کہ	جانتا ہے	اللہ	اس کو جو

فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۙ	فَاَعْرِضْ	عَنْهُمْ	وَ	عِظْهُمْ	وَقُلْ
ان کے دلوں میں ہے	تو آپﷺ اعراض کریں	ان سے	اور	آپﷺ نصیحت کریں ان کو	اور آپﷺ کہیں

لَّهُمْ	فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ	قَوْلًا بَلِيْغًا ۝٦٣
ان سے	ان کے جی (یعنی دل) میں	ایک پہنچنے (یعنی اُترنے) والی بات

نوٹ۔1 آیت نمبر۔60 اپنے حکم اور الفاظ کے اعتبار سے عام ہے، ہر اس شخص کی مذمت اور برائی کا اظہار کرتی ہے جو کتاب وسنت سے ہٹ کر کسی اور باطل کی طرف اپنا فیصلہ لے جائے اور یہاں طاغوت سے یہی مراد ہے (ابن کثیر)

آیت نمبر (64تا65)

﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا
اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝٦٤ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا
شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝٦٥﴾

ح ر ج

(س) **حَرَجًا**: کسی چیز کا تنگ ہونا۔ پھر استعارۃً گناہ ہونے کے لیے آتا ہے کیونکہ احساسِ گناہ انسان کے دل کو تنگ کرتا ہے۔

حَرَجٌ: اسم ذات بھی ہے۔ تنگی۔ گناہ۔ ﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ۭ﴾ (22/الحج:78) ”اور اس نے نہیں بنائی تم پر دین میں کوئی تنگی۔“ ﴿لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ﴾ (24/النور:61) ”اندھے پر کوئی گناہ نہیں۔“

ترکیب

لِيُطَاعَ مضارع مجہول ہے اور اس کا نائب فاعل اس میں ھُوَ کی ضمیر ہے جو رسول کے لیے ہے۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ کا لَوْ شرطیہ ہے اور لَوَجَدُوا پر لام جواب شرط کا ہے اس لیے ترجمہ اسی لحاظ سے ہوگا۔ وَرَبِّكَ میں رَبِّ کی جرّ بتا رہی ہے کہ اس سے پہلے واو قسمیہ ہے۔

ترجمہ

بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ	لِيُطَاعَ	اِلَّا	مِنْ رَّسُوْلٍ	وَمَآ اَرْسَلْنَا
اللہ کے حکم سے	(اس لیے) کہ اس کی اطاعت کی جائے	مگر	کوئی رسول	اور ہم نے نہیں بھیجا

جَآءُوْكَ	اَنْفُسَهُمْ	اِذْ ظَّلَمُوْٓا	اَنَّهُمْ	وَلَوْ
آتے آپؐ کے پاس	اپنے آپ پر،	جب انہوں نے ظلم کیا	یہ (ہوتا) کہ وہ لوگ،	اور اگر

لَوَجَدُوا	الرَّسُوْلُ	وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ	اللّٰهَ	فَاسْتَغْفَرُوا
تو وہ لوگ پاتے	رسولؐ	اور استغفار کرتے ان کے لیے	اللہ سے	پھر استغفار کرتے

وَرَبِّكَ	فَلَا	رَّحِيْمًا ۝٦٤	تَوَّابًا	اللّٰهَ
آپؐ کے رب کی قسم	پس نہیں!	ہر حال میں رحم کرنے والا	بار بار توبہ قبول کرنے والا	اللہ کو

فِيْمَا	يُحَكِّمُوْكَ	حَتّٰى	لَا يُؤْمِنُوْنَ
اس میں، جس میں	وہ حاکم تسلیم کریں آپؐ کو	یہاں تک کہ	وہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے

مِّمَّا	حَرَجًا	فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ	لَا يَجِدُوْا	ثُمَّ	بَيْنَهُمْ	شَجَرَ
اس سے، جو	کوئی تنگی	اپنے جی میں	وہ نہ پائیں	پھر	آپس میں	اختلاف کیا

تَسْلِيْمًا ۝٦٥	وَيُسَلِّمُوْا	قَضَيْتَ
جیسے تسلیم کرتے ہیں	اور وہ لوگ تسلیم کریں	آپؐ نے فیصلہ کیا

نوٹ۔1

اِس آیت کا حکم قیامت تک کے لیے ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ قیامت تک کے لیے نبی وقت ہیں۔ اس لیے آپؐ کی ہدایات ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مسلمانوں کے درمیان فیصلہ کن سند ہیں۔ ان کو ماننے یا نہ ماننے ہی پر آدمی کے مومن ہونے یا نہ ہونے کا انحصار ہے۔ اسی بات کو رسول اللہ ﷺ نے ان الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی خواہشِ نفس اس طریقہ کی تابع نہ ہو جائے جسے میں لے کر آیا ہوں (تفہیم القرآن سے ماخوذ)۔

آیت نمبر (66 تا 70)

﴿وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ؕ وَلَوْ
اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ۝٦٦ۙ وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا
عَظِيْمًا ۝٦٧ۙ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝٦٨ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ
عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝٦٩ؕ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ
اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۝٧٠ ع﴾

ر ف ق

681

(ک) رَفَاقَةٌ ساتھی ہونا۔نرمی سے پیش آنا۔

رَفِيْقٌ فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ساتھی۔آیت زیرِ مطالعہ۔

(ن) رَفْقًا مدد کرنا۔سہارا دینا۔

مِرْفَقٌ ج مَرَافِقُ۔ مِفْعَلٌ کے وزن پر اسم الآلہ ہے۔ مدد کرنے یا سہارا دینے کا ذریعہ۔کہنی۔﴿وَ يُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا﴾ (18/الکھف:16)''اور وہ اسباب پیدا کرے گا تمہارے لیے تمہارے کام میں مدد کرنے کے ذریعے کے طور پر۔''﴿فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ﴾ (5/المآئدہ:6)''توتم لوگ دھوؤ اپنے چہروں کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک۔''

(افتعال) اِرْتِفَاقًا مدد یا سہارا لینا۔

مُرْتَفَقٌ اسم المفعول ہے جو ظرف کے معنی میں آتا ہے۔سہارا لینے یعنی آرام کرنے کی جگہ۔﴿وَ حَسُنَتْ مُرْتَفَقًا﴾ (18/الکھف:31)''اور کیا ہی اچھی ہوئی بطور آرام کرنے کی جگہ کے۔''

ترکیب

مَا فَعَلُوْهُ کی ضمیر مفعولی كَتَبْنَا کے حکم کے لیے ہے جس کی وضاحت اَنِ کے ساتھ آگے آئی ہے۔ خَيْرًا اور اَشَدَّ کی نصب كَانَ کی خبر ہونے کی وجہ سے ہے، جبکہ تَثْبِيْتًا تمیز ہے۔ الصِّدِّيْقِيْنَ، الشُّهَدَاءِ اور الصّٰلِحِيْنَ، یہ سب مِنْ پر عطف ہونے کی وجہ سے حالتِ جرّ میں آئے ہیں اور یہ مِنْ بیانیہ ہے۔ جواب شرط ہونے کی وجہ سے اَنْعَمَ کا ترجمہ مستقبل میں ہوگا۔ حَسُنَ فعل لازم ہے۔ اُولٰٓئِكَ فاعل ہے اور رَفِيْقًا تمیز ہے۔

ترجمہ

وَلَوْ	اَنَّا كَتَبْنَا	عَلَيْهِمْ	اَنِ	اقْتُلُوْٓا	اَنْفُسَكُمْ	اَوِ	اخْرُجُوْا
اور اگر	ہم لکھتے	ان پر	کہ	تم لوگ قتل کرو	اپنے آپ کو	یا	تم لوگ نکلو

مِنْ دِيَارِكُمْ	مَّا فَعَلُوْهُ	اِلَّا	قَلِيْلٌ	مِّنْهُمْ	وَلَوْ
اپنے گھروں سے	تو وہ لوگ نہ کرتے اس کو	مگر	تھوڑے سے	ان میں سے	اور اگر

اَنَّهُمْ	فَعَلُوْا	مَا	يُوْعَظُوْنَ	بِهٖ	لَكَانَ	خَيْرًا
یہ (ہوتا) کہ وہ لوگ	کرتے	اس کو	نصیحت کی جاتی ہے ان کو	جس کی	تو ہوتا	بہتر

لَّهُمْ	وَاَشَدَّ	تَثْبِيْتًا	وَّاِذًا	لَّاٰتَيْنٰهُمْ
ان کے لیے	اور (ہوتا) زیادہ سخت	بلحاظ جما دینے کے	اور تب تو	ہم ضرور دیتے ان کو

مِّنْ لَّدُنَّآ	اَجْرًا عَظِيْمًا	وَّلَهَدَيْنٰهُمْ	صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا
اپنے پاس سے	ایک عظیم بدلہ	اور ہم ضرور ہدایت دیتے ان کو	ایک سیدھے راستے کی

وَمَنْ	يُّطِعِ	اللّٰهَ	وَالرَّسُوْلَ	فَاُولٰٓئِكَ	مَعَ الَّذِيْنَ
اور جو	اطاعت کرے گا	اللہ کی	اور اِن رسول کی	تو وہ لوگ	ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے

اَنْعَمَ	اللّٰهُ	عَلَيْهِمْ	مِّنَ النَّبِيّٖنَ	وَالصِّدِّيْقِيْنَ	وَالشُّهَدَآءِ
انعام کرے گا	اللہ	جن پر	نبیوں میں سے	اور کامل سچوں میں سے	اور شہیدوں میں سے

وَالصّٰلِحِيْنَ ج	وَحَسُنَ	اُولٰٓئِكَ	رَفِيْقًا ۝	ذٰلِكَ الْفَضْلُ
اور نیک لوگوں میں سے	اور اچھے ہوئے	وہ لوگ	بطور رفیق کے	یہ فضل

مِنَ اللّٰهِ ط	وَكَفٰى بِاللّٰهِ	عَلِيْمًا ۝
اللہ (کے پاس) سے ہے	اور کافی ہے اللہ	بطور جاننے والے کے

نوٹ۔1 پیچھے آیت نمبر۔60 سے منافقین کے طرزِ عمل کے متعلق سلسلۂ کلام کا آغاز ہوا تھا۔ زیرِ مطالعہ آیت نمبر۔66 میں انہی کے متعلق ایک امکانی بات کہی گئی ہے کہ ان سے شریعت پر ہی عمل نہیں ہوتا، تو اگر ان سے دین کے لیے کسی بڑی قربانی کا مطالبہ کیا جاتا تو اس کے پورا ہونے کا کیا امکان ہے۔

نوٹ۔2 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ میں شہادت دے چکا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ آپؐ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ اور میں پانچ وقت کی نماز کا بھی پابند ہوں، زکوٰۃ بھی ادا کرتا ہوں اور رمضان کے روزے بھی رکھتا ہوں۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس حالت میں مرجائے وہ انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا بشرطیکہ اپنے ماں باپ کی نافرمانی نہ کرے (معارف القرآن)۔

آیت نمبر (71 تا 74)

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ۝ وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ج فَاِنْ
اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ۝ وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ
لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ فَلْيُقَاتِلْ فِيْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ط وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ
نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝﴾

ن ف ر

(ض) **نَفْرًا**: (۱) کسی اہم کام کے لیے نکلنا جیسے سفر یا جنگ کے لیے۔ ﴿وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ط قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ط﴾ (9/التوبۃ:81) ''اور انہوں نے کہا مت نکلو گرمی میں۔ آپؐ کہہ دیجیے جہنم زیادہ سخت ہے بلحاظ گرمی کے۔''

(۲) نَفَرَ عَنْهُ۔ کسی چیز سے دور بھاگنا۔ نفرت کرنا۔ بدکنا۔

اِنْفِرْ: فعل امر ہے تو نکل۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

نُفُوْرٌ: فُعُوْلٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ انتہائی بیزاری۔ نفرت۔ ﴿وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ۝﴾ (17/بنی اسرائیل:41) ''اور یہ زیادہ نہیں کرتا ان کو مگر نفرت میں۔''

نَفَرٌ کسی کام کے لیے نکلنے والی چھوٹی جماعت۔ پھر ہر چھوٹی جماعت کے لیے عام ہے۔ ﴿ وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ ﴾ (46/الاحقاف:29) ''اور جب ہم نے پھیرا آپؐ کی طرف جنوں میں سے ایک جماعت کو۔'' 681

نَفِيْرٌ مستقل جماعت۔ جتھا۔ ﴿ وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا ۝ ﴾ (17/بنی اسرائیل:6) ''اور ہم نے مدد کی تمہاری مال سے اور بیٹوں سے اور ہم نے کر دیا تم کو سب سے زیادہ بطور جتھے کے۔''

(استفعال) **اِسْتِنْفَارًا** ڈر کر بھاگ جانا۔ بدکنا۔

مُسْتَنْفِرٌ اسم الفاعل ہے۔ بدکنے والا۔ ﴿ كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ۝ ﴾ (74/المدثر:50) ''گویا کہ وہ بدکنے والے گدھے ہیں۔''

ث ب ی

(ض) **ثَبْيًا** جمع کرنا۔ اکٹھا کرنا۔

ثُبَةٌ ج ثُبَاتٌ۔ اکٹھا کیا ہوا گروہ۔ جماعت۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ب ط ء

(ک) **بِطَاءً** سست ہونا۔ دیر لگانا۔

(تفعیل) **تَبْطِيْئًا** (1) جان بوجھ کر دیر لگانا۔ (2) دوسروں کو سست کرنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

ثُبَاتٍ اور جَمِيْعًا دونوں حال ہونے کی وجہ سے حالتِ نصب میں ہیں۔ شَهِيْدًا، كَانَ کی خبر ہے۔ لَيَقُوْلَنَّ کا مقولہ يٰلَيْتَنِيْ سے فَوْزًا عَظِيْمًا تک ہے۔ درمیان میں كَاَنْ لَّمْ سے مَوَدَّةٌ تک جملہ معترضہ ہے۔ مَوَدَّةٌ مبتداء مؤخر نکرہ ہے اور تَكُنْ کا اسم ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوا ہے، جبکہ اس کی خبر مَوْجُوْدًا محذوف ہے۔ فَاَفُوْزَ کا فا سببیہ ہے جس نے مضارع کو نصب دی ہے۔ فَلْيُقَاتِلْ فعل امر غائب ہے اور اس کا فاعل اَلَّذِيْنَ ہے۔ وَمَنْ يُّقَاتِلْ کا مَنْ شرطیہ ہے اور يُقَاتِلْ شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہوا ہے۔ نُؤْتِيْهِ جواب شرط ہے لیکن سَوْفَ آجانے کی وجہ سے مجزوم نہیں ہوا۔ اگر سَوْفَ نہ آتا تو پھر یہ مجزوم ہو کر نُؤْتِهٖ آتا ہے۔

ترجمہ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	خُذُوْا	حِذْرَكُمْ	فَانْفِرُوْا
اے لوگو جو	ایمان لائے	تم لوگ پکڑو	اپنے بچاؤ کے ہتھیار کو	پھر تم لوگ نکلو

ثُبَاتٍ	اَوِ	انْفِرُوْا	جَمِيْعًا ۝	وَاِنَّ	مِنْكُمْ	لَمَنْ
گروہ در گروہ	یا	تم لوگ نکلو	سب اکٹھا	اور یقیناً	تم میں سے	وہ بھی ضرور ہے جو

لَّيُبَطِّئَنَّ ج	فَاِنْ	اَصَابَتْكُمْ	مُّصِيْبَةٌ	قَالَ
لازماً دیر لگائے گا	پھر اگر	آن لگی تم کو	کوئی مصیبت	تو وہ کہے گا

قَدْ اَنْعَمَ	اللّٰهُ	عَلَيَّ	اِذْ	لَمْ اَكُنْ	مَّعَهُمْ	شَهِيْدًا ۝
انعام کیا ہے	اللہ نے	مجھ پر	جب	میں نہیں تھا	ان کے ساتھ	موقع پر موجود

وَلَئِنۡ	اَصَابَكُمۡ	فَضۡلٌ	مِّنَ اللّٰهِ	لَيَقُوۡلَنَّ	كَاَنۡ
اور اگر	آن لگے تم کو	کوئی فضل	اللہ (کے پاس) سے	تو وہ لازماً کہے گا، 681	جیسے کہ

لَّمۡ تَكُنۡۢ	بَيۡنَكُمۡ	وَبَيۡنَهٗ	مَوَدَّةٌ	يّٰلَيۡتَنِىۡ
تھی ہی نہیں	تمہارے درمیان	اور اس کے درمیان	کوئی خیر خواہی،	اے کاش

كُنۡتُ	مَعَهُمۡ	فَاَفُوۡزَ	فَوۡزًا عَظِيۡمًا ؀	فَلۡيُقَاتِلۡ
میں ہوتا	ان کے ساتھ	تب میں کامیابی پاتا	ایک شاندار کامیابی	پس چاہیے کہ جنگ کریں

فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ	الَّذِيۡنَ	يَشۡرُوۡنَ	الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا	بِالۡاٰخِرَةِ ؕ
اللہ کی راہ میں	وہ لوگ جنہوں نے	بیچ دیا	دنیا کی زندگی کو	آخرت کے بدلے

وَمَنۡ	يُّقَاتِلۡ	فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ	فَيُقۡتَلۡ	اَوۡ	يَغۡلِبۡ	فَسَوۡفَ
اور جو	جنگ کرے گا	اللہ کی راہ میں	پھر وہ قتل کیا گیا	یا	غالب آیا	تو عنقریب

نُؤۡتِيۡهِ	اَجۡرًا عَظِيۡمًا ؀
ہم دیں گے اس کو	ایک عظیم بدلہ

آیت نمبر (75 تا 76)

﴿وَمَا لَكُمۡ لَا تُقَاتِلُوۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَالۡمُسۡتَضۡعَفِيۡنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالۡوِلۡدَانِ الَّذِيۡنَ يَقُوۡلُوۡنَ
رَبَّنَاۤ اَخۡرِجۡنَا مِنۡ هٰذِهِ الۡقَرۡيَةِ الظَّالِمِ اَهۡلُهَا ۚ وَاجۡعَلْ لَّنَا مِنۡ لَّدُنۡكَ وَلِيًّا ۙۚ وَّاجۡعَلْ لَّنَا مِنۡ لَّدُنۡكَ
نَصِيۡرًا ؕ؀ اَلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا يُقَاتِلُوۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا يُقَاتِلُوۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ الطَّاغُوۡتِ فَقَاتِلُوۡۤا
اَوۡلِيَآءَ الشَّيۡطٰنِ ۚ اِنَّ كَيۡدَ الشَّيۡطٰنِ كَانَ ضَعِيۡفًا ؀ ع﴾

ترکیب

فِىۡ سَبِيۡلِ پر عطف ہونے کی وجہ سے اَلۡمُسۡتَضۡعَفِيۡنَ حالتِ جرّ میں آیا ہے اور یہ اسم المفعول ہے۔ مِنۡ بیانیہ ہے۔ اَلرِّجَالِ، وَالنِّسَاءِ، وَالۡوِلۡدَانِ شرح ہے اَلۡمُسۡتَضۡعَفِيۡنَ کی۔ كَانَ ضَعِيۡفًا آفاقی صداقت کا بیان ہے اس لیے كَانَ کا ترجمہ حال میں ہوگا۔

ترجمہ

وَمَا لَكُمۡ	لَا تُقَاتِلُوۡنَ	فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ	وَالۡمُسۡتَضۡعَفِيۡنَ
تمہیں کیا ہے	(کہ) تم لوگ جنگ نہیں کرتے	اللہ کی راہ میں	اور ان لوگوں کے لیے جو کمزور ہیں

مِنَ الرِّجَالِ	وَالنِّسَآءِ	وَالۡوِلۡدَانِ	الَّذِيۡنَ	يَقُوۡلُوۡنَ	رَبَّنَاۤ
مردوں میں سے	اور عورتوں میں سے	اور بچوں میں سے	جو لوگ	کہتے ہیں	اے ہمارے رب

اَخۡرِجۡنَا	مِنۡ هٰذِهِ الۡقَرۡيَةِ	الظَّالِمِ	اَهۡلُهَا ۚ	وَاجۡعَلْ	لَّنَا
تو نکال ہم کو	اس بستی سے	ظالم ہیں	جس کے لوگ	اور تو بنا	ہمارے لیے

مِنْ لَّدُنْكَ	وَلِيًّا ۚ	وَّاجْعَلْ	لَّنَا	مِنْ لَّدُنْكَ	نَصِيْرًا ؀
اپنے پاس سے	کوئی کارساز	اور تو بنا	ہمارے لیے	681 اپنے پاس سے	کوئی مددگار

اَلَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	يُقَاتِلُوْنَ	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ	وَالَّذِيْنَ
جولوگ	ایمان لائے	وہ لوگ جنگ کرتے ہیں	اللہ کی راہ میں	اور جنہوں نے

كَفَرُوْا	يُقَاتِلُوْنَ	فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ	فَقَاتِلُوْٓا
کفر کیا	وہ لوگ جنگ کرتے ہیں	طاغوت کی راہ میں	پس تم لوگ جنگ کرو

اَوْلِيَاۗءَ الشَّيْطٰنِ ۚ	اِنَّ	كَيْدَ الشَّيْطٰنِ	كَانَ ضَعِيْفًا ؀
شیطان کے کارندوں سے	یقیناً	شیطان کی چالبازی	کمزور (ہوتی) ہے۔

نوٹ۔1

تاریخِ انسانیت شاہد ہے کہ اس دُنیا میں انسانوں کی محدود بصیرت اور خواہشاتِ نفس پر مبنی جب بھی کوئی سوشل آرڈر رائج ہوا ہے تو اس کا نتیجہ وہ نکلا ہے جس کی طرف زیرِ مطالعہ آیت نمبر۔75 میں اشارہ کیا گیا ہے کہ انسان، انسان پر بالادستی حاصل کر لیتا ہے۔ ایک طبقہ دوسرے طبقے کو زمین کے ذرائع اور وسائل سے محروم کر دیتا ہے اور معاشرے میں انسانوں کے باہمی حقوق و فرائض کا توازن بگڑ جاتا ہے، جسے قرآن میں فساد کہا گیا ہے۔

آیت نمبر۔76 میں بتایا گیا ہے کہ طاغوتی طاقتوں نے ہمیشہ اپنے خود ساختہ سوشل آرڈر کی برتی کے لیے جنگ کی ہے، آج بھی کر رہی ہیں اور آئندہ بھی کرتی رہیں گے۔ اہلِ ایمان کی ذمہداری یہ ہے کہ وہ اُس سوشل آرڈر کی برتری کے لیے جنگ کریں جو انسان کے مصور (DESIGNER) اور خالق کا دیا ہوا ہے، جس میں معاشرے کے ہر طبقے کے حقوق و فرائض کے توازن کی ضمانت ہے اور یہی توازن دُنیا میں حقیقی امن و سکون کا ضامن ہے۔ (معارف القرآن سے ماخوذ)

آیت نمبر۔76 میں اِس آفاقی صداقت کی بھی نشاندہی کی گئی ہے کہ شیطان کی سکھائی ہوئی طاغوتی چالیں ہمیشہ کمزور رہی ہیں اور کمزور رہیں گی البتہ اس کے لیے دو شرائط کا موجود ہونا ضروری ہے۔ اوّلاً یہ کہ یہ چالیں اہلِ ایمان کے مقابلے پر ہوں اور ثانیاً یہ کہ اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے سوشل آرڈر کی برتری کے خلاف ہوں۔ ان دونوں شرطوں میں سے کوئی ایک بھی اگر فوت ہو جائے تو پھر شیطان کی تدبیر کا کمزور ہونا ضروری نہیں ہے۔ (معارف القرآن سے ماخوذ)

نوٹ۔2

دونوں شرائط کی موجودگی میں بھی مذکورہ صداقت کے صحیح ادراک کے لیے ذہن میں یہ پہلو بھی واضح ہونا چاہیے کہ شیطانی چالوں کا کمزور ہونا فوری نتائج کے اعتبار سے نہیں بلکہ انجام کار کے لحاظ سے ہے۔ تاریخِ اسلام شاہد ہے کہ اللہ کے دین (شوشل آرڈر) کی سربلندی کے لیے لڑی جانے والی کچھ جنگوں میں اہلِ ایمان نے ہار کر بھی بازی جیتی ہے۔ جنگِ اُحد کی شکست فتحِ مکہ پر منتج ہوئی ہے۔ جنگِ مُوتہ میں رومیوں کی فتح ان کی ایمپائر کے زوال کا سبب بنی ہے۔ خلافت عباسیہ کے آخری دور میں مذکورہ دونوں شرطیں پوری طرح موجود نہیں تھیں، پھر بھی شیطان کو اُس نام نہاد خلاف کا وجود گوارہ نہ تھا۔ اس نے تاتار کے ہاتھوں اسے ختم کرانے کی تدبیر کی اور اللہ نے اس کی تدبیر کو کامیاب ہونے کی اجازت عطا فرمائی۔ اس وقت اللہ کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا تھا، اور شیطان تو کیا جانتا کہ یہ بغداد کا تاراج ہونا دراصل خلافت عثمانیہ کا سنگِ بنیاد رکھنے کی تقریب ہے۔ اس لیے طاغوت کی کسی وقتی کامیابی کو اِس آفاقی صداقت کا استثناء قرار دینا بھی درست نہیں ہے۔

آیت نمبر (77 تا 79)

681

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ
الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَ قَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ
عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْ لَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ؕ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۟ وَ
لَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿٧٧﴾ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَ لَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ؕ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ
حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ؕ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ
اللّٰهِ ؕ فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ﴿٧٨﴾ مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَآ اَصَابَكَ
مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ؕ وَ اَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿٧٩﴾ ﴾

ب ر ج

(س)	بَرَجًا	(۱) خوبصورت آنکھوں والا ہونا۔ (۲) کسی چیز کا نمایاں ہونا۔ بلند ہونا۔
	بُرْجٌ	ج بُرُوْجٌ۔ (۱) گنبد۔ مینار۔ آیت زیر مطالعہ۔ (۲) آسمان میں سیاروں کی منزلیں۔ ﴿ وَ لَقَدْ جَعَلْنَا فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا ﴾ (15/الحجر:16) ''اور ہم نے بنائیں ہیں آسمان میں منزلیں۔''
(تفعّل)	تَبَرُّجًا	بتکلف خود کو نمایاں کرنا۔ ﴿ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى ﴾ (33/الاحزاب:33) ''اور تم عورتیں خود کو نمایاں مت کرو، سابقہ جاہلیت کا نمایاں کرنا۔''
	مُتَبَرِّجٌ	اسم الفاعل ہے۔ نمایاں کرنے والا۔ ﴿ فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۢ بِزِيْنَةٍ ؕ ﴾ (24/النور:60) ''تو نہیں ہے ان عورتوں پر کوئی گناہ کہ وہ اُتار رکھیں اپنی اوڑھنیاں بغیر نمایاں کرنے والیاں ہوتے ہوئے زینت کو۔''

ش ی د

(ض)	شَيْدًا	عمارت کو بلند کرنا۔ پلستر کر کے مضبوط کرنا۔ نقش و نگار بنا کر مزین کرنا۔
	مَشِيْدٌ	مَفْعِلٌ کے وزن پر اسم الظرف ہے۔ پلستر کرنے یا نقش و نگار بنانے کی جگہ۔ پھر عام طور پر اسم المفعول کے معنی میں آتا ہے۔ مضبوط کیا ہوا۔ مزین کیا ہوا۔ ﴿ وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَ بِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّ قَصْرٍ مَّشِيْدٍ ﴿٤٥﴾ ﴾ (22/الحج:45) ''تو وہ اوندھی پڑی ہیں اپنی چھتوں پر اور معطل کیے ہوئے کنویں اور مزین کیے ہوئے محل۔''
(تفعیل)	تَشْيِيْدًا	کثرت سے مضبوط یا مزین کرنا۔
	مُشَيَّدٌ	اسم المفعول ہے۔ خوب مضبوط کیا ہوا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ف ق ہ

(س)	فِقْهًا	کسی علم حاضر کے ذریعے اس کے علم غائب تک پہنچنا۔ بات کے ہر پہلو کا احاطہ کر کے سمجھنا۔ آیت زیر مطالعہ۔
(تفعّل)	تَفَقُّهًا	کسی چیز میں بتکلف سوجھ بوجھ حاصل کرنا۔ ﴿ فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِی الدِّيْنِ ﴾ (9/التوبۃ:122) ''پھر کیوں نہ نکلی ان کے ہر گروہ سے ایک جماعت تاکہ وہ لوگ سوجھ بوجھ حاصل کریں دین میں۔''

د ر ک

681

(x)	x	ثلاثی مجرد سے فعل نہیں آتا
	دَرَكٌ	کسی کا لاحق ہونا۔ پکڑے جانا۔ ﴿لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى﴾ (20/طٰہٰ:77) ''آپؑ کو خوف نہیں ہوگا پکڑے جانے کا اور نہ آپؑ کو ڈر ہوگا یعنی ڈوبنے کا۔''
	دَرْكٌ	نشیب۔ گہرائی۔ ﴿اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ﴾ (4/النساء:145) ''یقینا منافق لوگ سب سے نچلی گہرائی میں ہوں گے آگ کی۔''
(افعال)	اِدْرَاكًا	کسی چیز کا اپنی غایت تک پہنچنا جیسے پھل کا پکنا۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ مختلف معانی میں آتا ہے۔ (۱) پالینا۔ (۲) آ پکڑنا۔ ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ﴾ (6/آل عمران:103) ''نہیں پاتیں اس کو آنکھیں اور وہ پالیتا ہے آنکھوں کو۔'' ﴿لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ﴾ (36/یٰسین:40) ''سورج کے لئے ممکن نہیں ہوتا کہ وہ آ پکڑے چاند کو۔''
	مُدْرَكٌ	اسم المفعول ہے۔ پکڑا ہوا۔ ﴿قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ﴾ (26/الشعراء:61) ''کہا موسیٰؑ کے ساتھیوں نے بیشک ہم تو پکڑے ہوئے ہیں۔
(تفاعل)	تَدَارُكًا اور اِدَّارُكًا	باہم ایک دوسرے کو پالینا۔ آملنا۔ ﴿حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا﴾ (7/الاعراف:38) ''یہاں تک کہ جب وہ لوگ آملے اس میں سب کے سب۔''

ترکیب

فَرِيْقٌ اسم الجمع ہے اس لیے فعل يَخْشَوْنَ جمع آیا ہے۔ اَشَدَّ حال ہے۔ خَشْيَةً اس کی تمیز ہے۔ تُظْلَمُوْنَ کا نائب فاعل اس میں اَنْتُمْ کی ضمیر ہے اور فَتِيْلًا تمیز ہے۔ اَيْنَ مَا شرطیہ ہے اور يُدْرِكْ اس کا جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہوا ہے۔ اَلْمَوْتُ اس کا فاعل ہے۔ فَمَالِ هٰٓؤُلَاۗءِ دراصل فَمَا لِهٰٓؤُلَاۗءِ ہے۔ جیسے فَمَالَكُمْ یا فَمَالَنَا ہوتا ہے۔ یہ قرآن مجید کا مخصوص املا ہے۔ کہ هٰٓؤُلَاۗءِ کی لام جر کو فَمَا کے ساتھ ملا کر لکھا گیا ہے۔ اَرْسَلْنَا کا مفعول اس کے ساتھ ضمیر كَ ہے اور رَسُوْلًا حال ہے۔

ترجمہ

اَلَمْ تَرَ	اِلَى الَّذِيْنَ	قِيْلَ	لَهُمْ	كُفُّوْٓا
کیا آپؐ نے غور نہیں کیا	ان لوگوں کی طرف	کہا گیا	جن سے	کہ تم لوگ روکے رکھو

اَيْدِيَكُمْ	وَاَقِيْمُوا	الصَّلٰوةَ	وَاٰتُوا	الزَّكٰوةَ	فَلَمَّا	كُتِبَ
اپنے ہاتھوں کو	اور قائم کرو	نماز کو	اور پہنچاؤ	زکوٰۃ کو	پھر جب	فرض کیا گیا

عَلَيْهِمُ	الْقِتَالُ	اِذَا	فَرِيْقٌ	مِّنْهُمْ	يَخْشَوْنَ	النَّاسَ
ان پر	جنگ کرنے کو	تب ہی	ایک فریق	ان میں سے	ڈرتا ہے	لوگوں سے

كَخَشْيَةِ اللّٰهِ	اَوْ	اَشَدَّ	خَشْيَةً	وَقَالُوْا	رَبَّنَا
اللہ سے ڈرنے کی مانند	یا	زیادہ سخت ہوتے ہوئے	بلحاظ ڈر کے	اور انہوں نے کہا	اے ہمارے رب

لِمَ	كَتَبْتَ	عَلَيْنَا	الْقِتَالَ	لَوْلَآ	اَخَّرْتَنَآ	اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ
کیوں	تو نے فرض کیا	ہم پر	جنگ کرنا	کیوں نہیں	تو نے موخر کیا ہم کو	ایک قریبی مدت تک

ترجمہ

قُلْ	مَتَاعُ الدُّنْيَا	قَلِيْلٌ	وَالْاٰخِرَةُ	خَيْرٌ	لِّمَنِ 681
آپؐ کہیے	دُنیا کا سامان	تھوڑا ہے	اور آخرت	بہتر ہے	اس کے لیے جس نے

اتَّقٰى	وَلَا تُظْلَمُوْنَ	فَتِيْلًا	اَيْنَ مَا
تقویٰ کیا	اور تم لوگوں پر ظلم نہیں کیا جائے گا	کسی دھاگے برابر بھی	جہاں کہیں بھی

تَكُوْنُوْا	يُدْرِكْكُّمُ	الْمَوْتُ	وَلَوْ	كُنْتُمْ	فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ
تم لوگ ہوگے	آلے گی تم کو	موت	اور اگر	تم ہو	کسی انتہائی مضبوط گنبد میں

وَاِنْ تُصِبْهُمْ	حَسَنَةٌ	يَّقُوْلُوْا	هٰذِهٖ	مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ
اور اگر آلگے ان کو	کوئی بھلائی	تو وہ کہتے ہیں	یہ	اللہ کے پاس سے ہے

وَاِنْ تُصِبْهُمْ	سَيِّئَةٌ	يَّقُوْلُوْا	هٰذِهٖ	مِنْ عِنْدِكَ	قُلْ
اور اگر آلگے ان کو	کوئی برائی	تو وہ کہتے ہیں	یہ	آپؐ کے پاس سے ہے	آپؐ کہیے

كُلٌّ	مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ	فَمَالِ هٰۤؤُلَاۤءِ الْقَوْمِ	لَا يَكَادُوْنَ
سب کچھ	اللہ کے پاس سے ہے	تو کیا ہے اس قوم کے لیے	قریب نہیں ہے

يَفْقَهُوْنَ	حَدِيْثًا	مَاۤ اَصَابَكَ	مِنْ حَسَنَةٍ	فَمِنَ اللّٰهِ
کہ وہ سمجھیں	کوئی بات	جو آلگے تجھ کو	کوئی بھی بھلائی	تو (وہ) اللہ کے پاس سے ہے

وَمَاۤ اَصَابَكَ	مِنْ سَيِّئَةٍ	فَمِنْ نَّفْسِكَ	وَاَرْسَلْنٰكَ
اور جو آلگے تجھ کو	کوئی بھی برائی	تو (وہ) تیرے نفس سے ہے	اور ہم نے بھیجا آپؐ کو

لِلنَّاسِ	رَسُوْلًا	وَكَفٰى بِاللّٰهِ	شَهِيْدًا
لوگوں کے لیے	رسول ہوتے ہوئے	اور کافی ہے اللہ	بطور گواہ

آیت نمبر (80 تا 83)

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ؕ﴿۸۰﴾ وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۡ فَاِذَا
بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ؕ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ
تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۸۱﴾ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ
اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ﴿۸۲﴾ وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰۤى
اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ
الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۳﴾﴾

ذ ی ع

(ض) ذَيْعًا کسی چیز کا پھیلنا۔ جیسے بدن میں کھجلی پھیلنا۔ بستی میں خبر پھیلنا۔

(افعال) اِذَاعَةً خبر پھیلانا۔ راز فاش کرنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

681

ن ب ط

(ن۔ض) نَبْطًا کسی جگہ سے پانی کا پھوٹ نکلنا۔
(استفعال) اِسْتِنْبَاطًا کسی پوشیدہ چیز کو ظاہر کرنا۔ جیسے کنواں کھود کر پانی نکالنا۔ اجتہاد کرکے کسی بات کے باطن کو نمایاں کرنا۔ حقیقت معلوم کرنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

طَاعَةٌ اگر یَقُوْلُوْنَ کا مفعول ہوتا تو طَاعَةً آتا۔ اس لیے یہ یَقُوْلُوْنَ کا مقولہ ہے اور DIRECT TENSE میں آیا ہے۔ بَیَّتَ کا فاعل طَآئِفَةٌ ہے جو عاقل کی جمع مکسر ہے۔ اس لیے اس کا فعل واحد مذکر کے صیغے میں بھی جائز ہے۔ تَقُوْلُ کا فاعل اس میں ھِیَ کی ضمیر ہے جو طَآئِفَةٌ کے لیے ہے۔ لَعَلِمَهُ میں لام جواب شرط کا ہے اور فعل عَلِمَ کا مفعول ہُ کی ضمیر ہے، جب کہ اس کا فاعل اَلَّذِیْنَ ہے۔ وَلَوْلَا میں لَوْ شرطیہ ہے۔ فَضْلُ اللّٰهِ اور رَحْمَتُهٗ مبتداء ہیں اور ان کی خبر محذوف ہے۔

ترجمہ

مَنْ	يُّطِعِ	الرَّسُوْلَ	فَقَدْ اَطَاعَ	اللّٰهَ
جو	اطاعت کرتا ہے	ان رسول کی	تو اس نے اطاعت کی	اللہ کی

وَمَنْ	تَوَلّٰى	فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ	عَلَيْهِمْ	حَفِيْظًا	وَيَقُوْلُوْنَ
اور جو	منہ موڑتا ہے	تو ہم نے نہیں بھیجا آپؐ کو	ان پر	نگران بنا کر	اور وہ لوگ کہتے ہیں

طَاعَةٌ	فَاِذَا	بَرَزُوْا	مِنْ عِنْدِكَ	بَيَّتَ	طَآئِفَةٌ
فرمانبرداری ہے	پھر جب	وہ نکلتے ہیں	آپؐ کے پاس سے	تو رات میں مشورہ کرتا ہے	ایک گروہ

مِّنْهُمْ	غَيْرَ الَّذِىْ	تَقُوْلُ	وَاللّٰهُ	يَكْتُبُ	مَا
ان میں سے	اس کے علاوہ جو	وہ کہتے ہیں	اور اللہ	لکھتا ہے	اس کو جو

يُبَيِّتُوْنَ	فَاَعْرِضْ	عَنْهُمْ	وَتَوَكَّلْ	عَلَى اللّٰهِ
وہ لوگ رات میں مشورہ کرتے ہیں	تو آپؐ اعراض کریں	ان سے	اور بھروسہ کریں	اللہ پر

وَكَفٰى	بِاللّٰهِ	وَكِيْلًا	اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ	الْقُرْاٰنَ
اور کافی ہے	اللہ	بطور کارساز کے	تو کیا یہ لوگ غور و فکر نہیں کرتے	قرآن میں

وَلَوْ	كَانَ	مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ	لَوَجَدُوْا	فِيْهِ	اخْتِلَافًا كَثِيْرًا
اور اگر	وہ ہوتا	غیر اللہ کے پاس	تو یہ لوگ پاتے	اس میں	بہت زیادہ اختلاف

وَاِذَا	جَآءَ	هُمْ	اَمْرٌ	مِّنَ الْاَمْنِ	اَوِ الْخَوْفِ
اور جب بھی	آتی ہے	ان کے پاس	کوئی بات	امن میں سے	یا خوف میں سے

اَذَاعُوْا	بِهٖ	وَ	لَوْ	رَدُّوْهُ	اِلَى الرَّسُوْلِ
تو وہ لوگ چرچا کرتے ہیں	اس کا	حالانکہ	اگر	وہ لوٹا دیتے اس کو	ان رسولؐ کی طرف

وَاِلٰٓی اُولِی الْاَمْرِ	مِنْهُمْ	لَعَلِمَهُ	الَّذِیْنَ
اور اختیار والوں کی طرف	اپنوں میں سے	تو علم حاصل کرتے اس کا	وہ لوگ جو

یَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ	مِنْهُمْ	وَلَوْلَا	فَضْلُ اللّٰهِ	عَلَیْكُمْ
حقیقت معلوم کرسکتے ہیں اس کی	ان میں سے	اور اگر نہ ہوتا	اللہ کا فضل	تم لوگوں پر

وَرَحْمَتُهٗ	لَاتَّبَعْتُمُ	الشَّیْطٰنَ	اِلَّا قَلِیْلًا
اور اس کی رحمت	تو تم لوگ پیروی کرتے	شیطان کی	سوائے تھوڑے سے لوگوں کے

نوٹ۔1 آیت نمبر ۸۲ سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ قرآن کا مطالبہ ہے کہ ہر انسان کے مطالب میں غور کرے۔ اس لیے یہ سمجھنا درست نہیں ہے کہ قرآن میں تدبر کرنا صرف اماموں اور مجتھدوں کا کام ہے۔ البتہ عام لوگ کے لیے بہتر یہ ہے کہ کسی عالم سے قرآن کو سبقاً سبقاً پڑھ لیں تاکہ غلط فہمی اور مغالطوں سے بچ سکیں۔ اگر یہ نہ ہوسکے تو کسی مستند تفسیر کا مطالعہ کریں اور جہاں کہیں کوئی شبہہ پیش آئے تو اپنی رائے سے فیصلہ نہ کریں بلکہ کسی عالم سے رجوع کرلیں۔ (معارف القرآن)

نوٹ۔2 آیت نمبر۔ ۸۳ سے معلوم ہوا کہ ہر سنی سنائی بات کو تحقیق کے بغیر بیان نہیں کرنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ کسی انسان کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنی ہی بات کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات بغیر تحقیق کے بیان کردے۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (84 تا 87)

﴿ فَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ عَسَی اللّٰهُ اَنْ یَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِیْنَ
كَفَرُوْا ؕ وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّ اَشَدُّ تَنْكِیْلًا ۸۴ مَنْ یَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً یَّكُنْ لَّهٗ نَصِیْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ
یَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَیِّئَةً یَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ مُّقِیْتًا ۸۵ وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّةٍ فَحَیُّوْا
بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ حَسِیْبًا ۸۶ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَیَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰی یَوْمِ
الْقِیٰمَةِ لَا رَیْبَ فِیْهِ ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِیْثًا ۸۷ ع ﴾

ح ر ض

(س) حَرَضًا: کسی خرابی یا غم سے گھل جانا۔ کمزور ہونا۔

حَرَضٌ: صفت ہے۔ کمزور۔ لاغر۔ ﴿ حَتّٰی تَكُوْنَ حَرَضًا ﴾ (12/ یوسف:85) ''یہاں تک کہ آپ ہو جائیں لاغر۔''

(تفعیل) تَحْرِیْضًا: کمزوری دور کرنا۔ کسی کام پر اُبھارنا۔ اُکسانا۔

حَرِّضْ: فعل امر ہے۔ تو اُکسا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ق و ت

(ن) قَوْتًا: غذا دینا۔ رزق دینا۔

قُوْتٌ: ج اَقْوَاتٌ۔ اسم ذات ہے۔ غذا۔ روزی۔ ﴿ وَقَدَّرَ فِیْهَآ اَقْوَاتَهَا ﴾ (41/ حم السجدہ:10) ''اور مقدر کیں اس میں اس کی روزیاں۔''

681

(افعال) اِقْتَاتَةً — کسی چیز کو روزی بنانے کی قدرت رکھنا۔

مُقِیْتٌ — اسم فاعل ہے۔ قدرت رکھنے والا۔ قادر۔ آیت زیر مطالعہ

ترکیب

لَا تُكَلَّفُ مضارع مجہول ہے۔ اس کا نائب فاعل اس میں اَنْتَ کی ضمیر ہے اور نَفْسَكَ مفعول ثانی ہے۔ اَشَدُّ افعل تفضیل ہے جبکہ بَاْسًا اور تَنْكِيْلًا اس کی تمیز ہیں۔ مَنْ يَّشْفَعْ شرط ہے اور يَكُنْ لَّهٗ ان کے جواب شرط ہیں۔ نَصِيْبٌ اور كِفْلٌ مبتدا موخر نکرہ ہیں اور يَكُنْ کے اسم ہیں۔ اِن کی خبریں محذوف ہیں جو وَاجِبًا ہو سکتی ہیں، كَانَ کی خبر مُقِيْتًا ہے۔ حُيِّيْتُمْ ماضی مجہول ہے۔ حَدِيْثًا تمیز ہے، اَصْدَقُ کی۔

ترجمہ

فَقَاتِلْ	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ	لَا تُكَلَّفُ	اِلَّا	نَفْسَكَ	وَ	حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ
پس آپؐ جنگ کریں	اللہ کی راہ میں	آپؐ کو پابند نہیں کیا جاتا	سوائے	آپؐ کی ذات کے	اور	آپؐ اُکسائیں مومنوں کو

عَسَى	اللّٰهُ	اَنْ	يَّكُفَّ	بَاْسَ الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	وَاللّٰهُ
قریب ہے	اللہ	کہ	وہ روک دے	ان لوگوں کی جنگ کو جنہوں نے	کفر کیا	اور اللہ

اَشَدُّ	بَاْسًا	وَّ	اَشَدُّ	تَنْكِيْلًا	مَنْ يَّشْفَعْ
زیادہ شدید ہے	سختی کرنے میں	اور	زیادہ شدید ہے	عبرت ناک سزا دینے میں	جو سفارش کرتا ہے

شَفَاعَةً حَسَنَةً	يَّكُنْ	لَّهٗ	نَصِيْبٌ	مِّنْهَا	وَمَنْ يَّشْفَعْ
کوئی اچھی سفارش	تو ہو جاتا ہے	اس کے لیے	ایک حصہ	اس میں سے	اور جو سفارش کرتا ہے

شَفَاعَةً سَيِّئَةً	يَّكُنْ	لَّهٗ	كِفْلٌ	مِّنْهَا	وَكَانَ اللّٰهُ
کوئی بری سفارش	تو ہو جاتی ہے	اس کے لیے	ایک ذمہ داری	اس میں سے	اور اللہ ہے

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ	مُّقِيْتًا	وَاِذَا	حُيِّيْتُمْ	بِتَحِيَّةٍ
ہر چیز پر	قدرت رکھنے والا	اور جب بھی	تم لوگوں کو سلام کیا جائے	کوئی سلام

فَحَيُّوْا	بِاَحْسَنَ مِنْهَآ	اَوْ رُدُّوْهَا	اِنَّ اللّٰهَ	كَانَ
تو تم لوگ سلام کرو	اس سے زیادہ اچھے سے	یا لوٹا دو اس کو	یقیناً اللہ	ہے

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ	حَسِيْبًا	اَللّٰهُ	لَآ اِلٰهَ	اِلَّا	هُوَ
ہر چیز پر	حساب لینے والا	اللہ	کوئی الٰہ نہیں ہے	مگر	وہ

لَيَجْمَعَنَّكُمْ	اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ	لَا رَيْبَ	فِيْهِ
وہ لازماً جمع کرے گا تم لوگوں کو	قیامت کے دن کی	کوئی شک نہیں ہے	جس میں

وَمَنْ	اَصْدَقُ	مِنَ اللّٰهِ	حَدِيْثًا
اور کون	زیادہ سچا ہے	اللہ سے	بلحاظ بات کے

نوٹ۔1

میدانِ اُحد سے مکہ واپس ہوتے ہوئے کفار اور مسلمانوں کے درمیان اگلے سال میدانِ بدر میں دوبارہ جنگ کرنے کا وعدہ ہوا تھا۔ وقت آنے پر اس کی تیاری میں کچھ مسلمانوں کو تامل تھا۔ اس وقت آیت نمبر 84 نازل ہوئی چنانچہ رسول اللہ ﷺ ستر صحابہ کرام

رضی اللہ عنہم کے ساتھ میدانِ بدر میں پہنچ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے کفار قریش کے دلوں میں رُعب ڈال دیا اور وہ مقابلہ پر نہیں آئے۔ اس طرح اللہ نے ان کی جنگ کو روک دیا۔ (معارف القرآن)

عمومیت کے پہلو سے آج کل ہمارے لیے اس آیت میں یہ راہنمائی ہے کہ اسلام دُشمن طاقتوں سے مذاکرات اگر نا کام ہو جائیں تو ان کی جنگ کو روکنے کے لیے ان سے جنگ کی جائے۔ کیونکہ لوہا لوہے سے کٹتا ہے۔ پھول کی پتی سے نہیں۔

نوٹ۔2

کوئی ہمارا مدمقابل (COMPETITOR) اپنا کوئی کام اگر سفارش کے ذریعے نکلوا لیتا ہے تو ہم سفارش کرنے والے اور اسے قبول کرنے والے کو برا کہتے ہیں۔ اور اگر کبھی ہمارا کوئی کام کسی کی سفارش سے نکل جائے تو ہم اُن دونوں کو ثواب کی خوشخبری دیتے ہیں۔ کسی سفارش کے اچھے یا برے ہونے کا یہ معیار غلط ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ جائز اور نا جائز سفارش کا فرق ہمارے ذہن میں واضح ہو۔ آیت نمبر ۸۷ کی تفسیر میں معارف القرآن میں تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے۔

کسی سفارش کے اچھا یا جائز ہونے کے لیے شرط ہے کہ (۱) جس کی سفارش کی جائے اس کا مطالبہ حق اور جائز ہو۔ (۲) آپ اس کا مطالبہ متعلقہ حاکم تک پہنچا دیں۔ (۳) اس کا کوئی معاوضہ نہ لیں۔ (۴) سفارش قبول کرنے کے لیے متعلقہ حاکم پر کوئی دباؤ نہ ڈالیں اور (۵) حاکم جو بھی فیصلہ کرے اس پر راضی رہیں۔ ان شرائط کو پورا کرتے ہوئے سفارش کرنے والے کو ثواب ملے گا خواہ اس کی سفارش قبول ہو یا نہ ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ سفارش کیا کرو۔ تمہیں ثواب ملے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے ذریعہ جو فیصلہ فرمائیں اس پر راضی رہو۔ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ کنیز بریرہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر سے طلاق حاصل کر لی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ وہ اپنے شوہر سے دوبارہ نکاح کر لیں۔ بریرہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ یہ حکم ہے یا سفارش۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ حکم نہیں سفارش ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ پھر میں یہ سفارش قبول نہیں کرتی۔ رسول اللہ ﷺ نے خوش دلی کے ساتھ ان کو ان کے حال پر رہنے دیا۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت تک اپنے بندے کی امداد میں لگا رہتا ہے جب وہ اپنے کسی مسلمان بھائی کی امداد میں لگا رہے۔ اسی طرح کسی مسلمان کی حاجت روائی کے لیے اللہ سے دعا مانگنا بھی شفاعت حسنہ میں داخل ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جب کوئی اپنے مسلمان بھائی کے لیے دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے کہ اللہ تیری بھی حاجت پوری فرمائے۔ (معارف القرآن)

اچھی اور بُری سفارش کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی کوشش سے جب کچھ لوگوں کو کسی نیکی کے کام پر آمادہ کرتا ہے، تو جب تک وہ لوگ نیکی کرتے رہیں گے، اسے اُس میں حصہ ملتا رہے گا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کچھ لوگوں کو برائی پر آمادہ کرتا ہے تو جب تک وہ لوگ وہ برائی کرتے رہیں گے وہ برائی اس کے حصے میں بھی آتی رہے گی۔ لیکن اس کی وجہ سے نیکی یا برائی کرنے والوں کے اپنے ثواب یا سزا میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

نوٹ۔3

نزول قرآن کے وقت مسلمانوں اور غیر مسلموں کے تعلقات نہایت کشیدہ ہو رہے تھے اور اندیشہ تھا کہ کہیں مسلمان دوسرے لوگوں کے ساتھ کج خلقی سے نہ پیش آنے لگیں۔ اس لیے انہیں آیت نمبر۔86 میں ہدایت کی گئی کہ جو تمہارے ساتھ احترام کا برتاؤ کرے اس کے ساتھ تم بھی ویسے ہی بلکہ اس سے زیادہ احترام سے پیش آؤ۔ حق کی دعوت دینے والوں کے لیے تُرش روی اور تلخ کلامی مناسب نہیں ہے۔ اس سے نفس کی تسکین ہو جاتی ہے۔ مگر اس کے مقصد کو نقصان پہنچتا ہے (تفہیم القرآن) آج کل مختلف مکاتب فکر کے مسلمان بھائی آپس میں تعلقات کشیدہ کر لیتے ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر غور کرنا چاہیے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ النساء (۴)

آیت نمبر (89 تا 90)

﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَ
مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۸۸﴾ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا
مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۪ وَلَا
تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۙ﴿۸۹﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍۭ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ جَآءُوْكُمْ
حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ
فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ
سَبِيْلًا ﴿۹۰﴾

ر ک س

(ن) رَکْسًا — کسی چیز کو اُلٹ دینا۔

(افعال) اِرْکَاسًا — کسی چیز کو پہلی حالت کی طرف لوٹا دینا۔ اوندھا کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

فِئَتَیْنِ خبر ہے، اس کا مبتداء تَکُوْنُوْنَ محذوف ہے۔ فِی الْمُنٰفِقِیْنَ متعلق خبر ہے۔ فَتَکُوْنُوْنَ کی خبر ہونے کی وجہ سے سَوَآءً منصوب ہوا ہے۔ مِیْثَاقٌ مبتداء موخر نکرہ ہے۔ اس کی خبر مَوْجُوْدٌ یا قَائِمٌ محذوف ہے جبکہ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَھُمْ متعلق خبر ہے۔ حَصِرَتْ کا فاعل صُدُوْرُھُمْ ہے۔

ترجمہ

فَمَا لَکُمْ	فِی الْمُنٰفِقِیْنَ	فِئَتَیْنِ	وَ	اللّٰہُ
تو تمہیں کیا ہے	منافقوں (کے بارے) میں	(تم لوگ ہوتے ہو) دو گروہ	حالانکہ	اللہ نے

اَرْکَسَھُمْ	بِمَا	کَسَبُوْا	اَ	تُرِیْدُوْنَ	اَنْ	تَھْدُوْا
لوٹا یا ان کو	بسبب اس کے جو	انہوں نے کمایا	کیا	تم لوگ چاہتے ہو	کہ	تم لوگ ہدایت دو

مَنْ	اَضَلَّ	اللّٰہُ	وَمَنْ	یُّضْلِلِ	اللّٰہُ	فَلَنْ تَجِدَ
اس کو جسے	گمراہ کیا	اللہ نے	اور جسے	گمراہ کرتا ہے	اللہ	تو ہرگز نہیں پائے گا تو

لَہٗ	سَبِیْلًا	وَدُّوْا	لَوْ	تَکْفُرُوْنَ	کَمَا
اس کے لئے	کوئی راہ	انہوں نے چاہا	(کہ) کاش	تم لوگ کفر کرو	اس طرح جیسے

کَفَرُوْا	فَتَکُوْنُوْنَ	سَوَآءً	فَلَا تَتَّخِذُوْا	مِنْھُمْ
انہوں نے کفر کیا	تو تم لوگ ہو جاؤ	برابر	پس تم لوگ مت بناؤ	ان میں سے

اَوۡلِيَآءَ	حَتّٰى	يُهَاجِرُوۡا	فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ؕ	فَاِنۡ	تَوَلَّوۡا
کوئی کارساز	یہاں تک کہ	وہ لوگ ہجرت کریں	اللہ کی راہ میں	پھر اگر	وہ منہ موڑیں

فَخُذُوۡهُمۡ	وَاقۡتُلُوۡهُمۡ	حَيۡثُ	وَجَدْتُّمُوۡهُمۡ ۚ	وَلَا تَتَّخِذُوۡا
توتم لوگ گرفتار کروان کو	اور قتل کروان کو	جہاں کہیں	تم لوگ پاؤان کو	اورمت بناؤ

مِنۡهُمۡ	وَلِيًّا	وَّلَا نَصِيۡرًا	اِلَّا الَّذِيۡنَ	يَصِلُوۡنَ	اِلٰى قَوۡمٍ
ان میں سے	کوئی کارساز	اور نہ ہی کوئی مددگار	سوائے ان کے جو	تعلق رکھتے ہیں	ایک ایسی قوم سے

بَيۡنَكُمۡ	وَبَيۡنَهُمۡ	مِّيۡثَاقٌ	اَوۡ	جَآءُوۡكُمۡ	حَصِرَتۡ
تمہارے درمیان	اور جن کے درمیان	ایک معاہدہ ہے	یا	وہ لوگ آئیں تمہارے پاس،	گھٹن محسوس کریں

صُدُوۡرُهُمۡ	اَنۡ	يُّقَاتِلُوۡكُمۡ	اَوۡ	يُقَاتِلُوۡا	قَوۡمَهُمۡ ؕ	وَلَوۡ	شَآءَ
جن کے سینے	کہ	وہ جنگ کریں تم سے	یا	وہ جنگ کریں	اپنی قوم سے	اور اگر	چاہتا

اللّٰهُ	لَسَلَّطَهُمۡ	عَلَيۡكُمۡ	فَلَقٰتَلُوۡكُمۡ	فَاِنِ ۚ	اعۡتَزَلُوۡكُمۡ
اللہ	تو غلبہ دیتا ان کو	تم پر	تو وہ ضرور جنگ کرتے تم سے	پھر اگر	وہ کنارہ کش ہوں تم سے

فَلَمۡ يُقَاتِلُوۡكُمۡ	وَاَلۡقَوۡا	اِلَيۡكُمُ	السَّلَمَ ۙ	فَمَا جَعَلَ	اللّٰهُ
پھر جنگ نہ کریں تم سے	اور وہ ڈالیں،	تمہاری طرف	صلح	تونہیں بنایا	اللہ نے

لَكُمۡ	عَلَيۡهِمۡ	سَبِيۡلًا
تمہارے لئے	ان پر	کوئی راستہ

نوٹ۔1

آیت نمبر۔88 میں کہا گیا ہے کہ جس کو اللہ گمراہ کردے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ یہ بات اللہ تعالیٰ کے فاعل حقیقی ہونے کے لحاظ سے کہی گئی ہے۔اور فاعلِ حقیقی کے مفہوم کی وضاحت آیت نمبر 7/2 کے نوٹ۔۴ میں کی جاءکی ہے۔

نوٹ۔2

فتح مکہ سے پہلے تہ ہجرت فرض تھی۔یعنی اُس وقت ہر ایمان لانے والے پر یہ فرض ہوجاتا تھا کہ وہ اپنا قبیلہ اور گھر بارءھوڑ کر مدینہ میں آکر آباد ہو۔اگرک ءھ لوگ خواہش کے باوجود ہجرت کرنے کی قدرت نہیں رکھتے تھے،تو انہیں مستضعفین قرار دیا گیا ہے۔ان کا ذکر آگے آیت نمبر 98 میں آیا ہے۔لیکن اگر کوئی قدرت رکھنے کے باوجود ہجرت نہیں کرتا تھا تو اسے منافق قرار دیا گیا اور ان کے لئے حکم تھا کہ انہیں گرفتار کرکے قتل کیا جائے۔البتہ اِس حکم سے وہ لوگ مستثنیٰ تھے جن کی وضاحت اگلی آیت میں کی گئی ہے۔

نوٹ۔3

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں ہے۔(معارف القرآن)۔اس کا مطلب یہ ہے کہ فتح کے بعد دارالکفر سے دار اسلام کی طرف ترکِ وطن کرنا فرض نہیں رہا۔البتہ اللہ کی رضاجوئی کی نیت سے اگر اب بھی کوئی ترکِ وطن کرتا ہے تو اسے

ہجرت کا ثواب ملے گا۔ جیسے 1857ء کی جنگِ آزادی ہارنے کے بعد بہت سے مسلمان مختلف مسلم ممالک کی طرف ہجرت کر گئے تھے۔ لیکن انہوں نے ہجرت نہیں کی ان کو نہ تو منافق قرار دیا جا سکتا ہے اور نہ ہی وہ واجب القتل ہیں۔ البتہ دارالکفر میں رہنے کی وجہ سے اسلام پر عمل کرنے میں ان سے جو کمی یا کوتاہی ہوئی، اس کے لئے حکمرانوں کے جبر اور ملکی حالات کا عذر قبول نہیں کیا جائے گا۔ اس کی وضاحت آگے آیت نمبر 97 میں کردی گئی ہے۔

آج کل اول تو کسی حقیقی دارالالام کا دنیا میں جود نہیں ہے اور اگر کچھ نیم دارالاسلام ہیں بھی تو انہوں نے ویزا وغیرہ کی پابندیاں لگا کر تارکینِ وطن کے لئے اپنے دروازے بند کر رکھے ہیں۔ اس لئے غالب امکان یہی ہے کہ ہم لوگوں سے شاید ملکی حالات کا عذر قبول کرلیا جائے۔ لیکن اب ہم لوگوں سے یہ ضرور پوچھا جائے گا کہ اپنے احوال اور صلاحیتوں کے مطابع غلبہ اسلام کے جہاد میں کتنا حصہ لیا تھا۔ اگر اس کا جواب تسلی بخش نہ ہوا تو پھر آیت نمبر 97 میں جو وعید ہے، شاید ہم بھی اس کے مستحق قرار دے دیئے جائیں۔

نوٹ۔4

اسلام کے مخالفین کو قتل کرنے کا حکم اس سے پہلے آیت نمبر 2/ 191 میں بھی آیا ہے اور اب آیات زیرِ مطالعہ میں آیا ہے۔ ان کے تقابلی مطالعہ سے ایک اہم بات سامنے آتی ہے، اسے سمجھ لیں۔ آیت نمبر 2/ 191 کا حکم کافر حربی قوم کے ایسے افراد کے لئے ہے جو جنگ میں شریک ہوں۔ ایسے لوگوں کے لئے حکم ہے کہ وہ جہاں بھی ملیں ان کو قتل کردو۔ جبکہ آیات زیر مطالعہ کا حکم ایسے منافقین کے لئے تھا جنہوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد ہجرت نہیں کی۔ ان کے لئے یہ نہیں کہا گیا کہ وہ جہاں بھی ملیں ان کو قتل کردو۔ بلکہ یہ کہا گیا کہ وہ جہاں بھی ملیں انہیں پہلے گرفتار کرو پھر قتل کرو۔ کیونکہ یہ بات تحقیق طلب ہے کہ وہ آیت نمبر۔ 90 کے تحت مستثنٰی یا آیت نمبر۔ 89 کے تحت مستضعفین میں سے تو نہیں ہیں۔ اور اس کے فیصلے کا اختیار مرکز کے پاس تھا۔ اس لئے عام مسلمانوں کا کام یہ تھا کہ وہ انہیں گرفتار کر کے مرکز کے حوالے کردیں۔ پھر مرکز اگر فیصلہ کرے تو ان کو قتل کیا جائے۔

اس سے یہ بات پوری طرح واضح ہوجاتی ہے کہ اسلام مسلمانوں کو نظم وضبط کا پابند کرتا ہے۔ انارکی روش اختیار کرنا اسلام کے خلاف ہے۔ اس سے نیکی برباد اور گناہ لازم ہوجاتا ہے۔

آیت نمبر (91)

﴿سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَ يَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ؕ كُلَّمَا رُدُّوْۤا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ
فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَ يُلْقُوْۤا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَ يَكُفُّوْۤا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَ اقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ
ثَقِفْتُمُوْهُمْ ؕ وَ اُولٰٓىِٕكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿٩١﴾ ع﴾

ترکیب

سَتَجِدُوْنَ کا مفعول اٰخَرِيْنَ ہے۔ يُرِيْدُوْنَ کا فاعل اس میں هُمْ کی ضمیر ہے جو اٰخَرِيْنَ کے لئے ہے۔ رُدُّوْا اور اُرْكِسُوْا ماضی مجہول ہیں لیکن كُلَّمَا شرطیہ کی وجہ سے ان کا ترجمہ حال میں ہوگا۔ لَمْ پر عطف ہونے کی وجہ سے يُلْقُوْا اور يَكُفُّوْا مجزوم ہوئے ہیں۔ ترجمہ میں اس کو ظاہر کرنا ہوگا۔

ترجمہ

سَتَجِدُوْنَ	اٰخَرِيْنَ	يُرِيْدُوْنَ	اَنْ	يَّاْمَنُوْكُمْ	وَيَاْمَنُوْا
تم لوگ پاؤ گے	دوسروں کو	وہ لوگ چاہتے ہیں	کہ	امن میں ہوں تم میں	اور امن میں ہوں

قَوۡمَهُمۡ	كُلَّمَا	رُدُّوۡۤا	اِلَى الۡفِتۡنَةِ	اُرۡكِسُوۡا
اپنی قوم نے	جب کبھی	وہ لوٹائے جاتے ہیں	آزمائش کی طرف	تو وہ اوندھے کئے جاتے ہیں

فِيۡهَا	فَاِنۡ	لَّمۡ يَعۡتَزِلُوۡكُمۡ	وَيُلۡقُوۡۤا	اِلَيۡكُمُ	السَّلَمَ	وَيَكُفُّوۡۤا
اس میں	پھر اگر	وہ کنارہ کش نہ ہوں تم سے	اور نہ ڈالیں	تمہاری طرف	صلح	اور نہ روکیں

اَيۡدِيَهُمۡ	فَخُذُوۡهُمۡ	وَاقۡتُلُوۡهُمۡ	حَيۡثُ	ثَقِفۡتُمُوۡهُمۡ
اپنے ہاتھوں کو	تو تم لوگ گرفتار کرو ان کو	اور قتل کرو ان کو	جہاں بھی	تم لوگ پاؤ ان کو

وَاُولٰۤئِكُمۡ	جَعَلۡنَا	لَكُمۡ	عَلَيۡهِمۡ	سُلۡطٰنًا مُّبِيۡنًا
اور یہ لوگ ہیں	ہم نے بنائی	تمہارے لئے	جن پر	ایک واضح دلیل

نوٹ۔1

یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان کا اقرار کر کے مسلمانوں میں شامل ہوجاتے تھے لیکن رہن سہن اپنے قبیلے کے ساتھ رکھتے تھے۔ جب کبھی ان کے قبیلے اور مسلمانوں کے درمیان کوئی کشمکش ہوتی تب ہی تو قبائلی دباؤ کے تحت مسلمانوں کے خلاف کاروائی میں حصہ لیتے تھے۔

آیت نمبر (92 تا 93)

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤۡمِنٍ اَنۡ يَّقۡتُلَ مُؤۡمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنۡ قَتَلَ مُؤۡمِنًا خَطَـًٔا فَتَحۡرِيۡرُ رَقَبَةٍ مُّؤۡمِنَةٍ
وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰۤى اَهۡلِهٖۤ اِلَّاۤ اَنۡ يَّصَّدَّقُوۡا ؕ فَاِنۡ كَانَ مِنۡ قَوۡمٍ عَدُوٍّ لَّكُمۡ وَهُوَ مُؤۡمِنٌ فَتَحۡرِيۡرُ
رَقَبَةٍ مُّؤۡمِنَةٍ ؕ وَاِنۡ كَانَ مِنۡ قَوۡمٍ بَيۡنَكُمۡ وَبَيۡنَهُمۡ مِّيۡثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰۤى اَهۡلِهٖ وَتَحۡرِيۡرُ
رَقَبَةٍ مُّؤۡمِنَةٍ ۚ فَمَنۡ لَّمۡ يَجِدۡ فَصِيَامُ شَهۡرَيۡنِ مُتَتَابِعَيۡنِ تَوۡبَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيۡمًا
حَكِيۡمًا ﴿۹۲﴾ وَمَنۡ يَّقۡتُلۡ مُؤۡمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيۡهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَلَعَنَهٗ وَ
اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيۡمًا ﴿۹۳﴾﴾

و د ی

(ض) وَدۡيًا: کسی چیز کا بہنا۔

دِيَةٌ: خون بہا ادا کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

وَادٍ: ج اَوۡدِيَةٌ۔ دو ٹیلوں یا پہاڑوں کے درمیان کا نشیبی علاقہ جہاں بارش کا پانی بہتا ہے۔ وادی۔ ﴿حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَوۡا عَلٰى وَادِ النَّمۡلِ ۙ﴾ (27/ النمل:18) ''یہاں تک کہ جب وہ پہنچے چیونٹیوں کی وادی پر۔'' ﴿اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتۡ اَوۡدِيَةٌ﴾ (13/ الرعد:17) ''اس نے اُتارا آسمان سے کچھ پانی تو بہہ نکلیں وادیاں۔''

ع م د

(ض) عَمۡدًا: (1) قصد کرنا۔ ارادہ کرنا۔ (2) سہارا دینا۔ ستون لگانا۔

عِمَادٌ: اسم جنس ہے واحد عِمَادَۃٌ اور جمع عَمَدٌ ہے۔ جس کا سہارا لیا جائے۔ ستون۔ ﴿ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۝ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝ ﴾ (89/الفجر:6-7) ''کیا تونے دیکھا نہیں کیسا کیا تیرے رب نے (قومِ) عاد کے ساتھ (رہنے والے) ارم کے، ستونوں والے۔'' ﴿ اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ ﴾ (13/الرعد:2) ''اللہ وہ ہے جس نے بلند کیا آسمانوں کو ستونوں کے بغیر۔''

(تفعّل) **تَعَمُّدًا**: بتکلف قصد کرنا۔ پختہ ارادہ کرنا۔ ﴿ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ ﴾ (33/الاحزاب:5) ''اور لیکن وہ، جس کا پختہ ارادہ کیا تمہارے دلوں نے۔''

مُتَعَمِّدٌ: اسم الفاعل ہے۔ پختہ ارادہ کرنے والا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

يَقْتُلَ اور قَتَلَ کے مفعول مُؤْمِنًا ہیں اور خَطَـًٔا حال ہیں۔ فَتَحْرِيْرُ مضاف رَقَبَةٍ مضاف الیہ اور مُؤْمِنَةٍ اس کی صفت ہے۔ یہ پورا مرکب اضافی مبتداء ہے اور اس کی خبر محذوف ہے جو ثَابِتٌ یا وَاجِبٌ ہوسکتی ہے۔ دِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ مرکب توصیفی ہے اور مبتداء نکرہ ہے۔ اس کی بھی خبر محذوف ہے۔ اِلٰۤى اَهْلِهٖ قائم مقام خبر ہے۔ يَّصَّدَّقُوْا باب تفعّل سے ہے۔ اس کا فاعل اس میں هُمْ کی ضمیر ہے جو اَهْلِهٖ کے لیے ہے۔ مَنْ يَّقْتُلْ کا مفعول مُؤْمِنًا ہے جب کہ مُتَعَمِّدًا حال ہے۔

ترجمہ

وَمَا كَانَ	لِمُؤْمِنٍ	اَنْ	يَّقْتُلَ	مُؤْمِنًا	اِلَّا	خَطَـًٔا	وَمَنْ
اور نہیں ہے	کسی مومن کے لیے	کہ	وہ قتل کرے	کسی مومن کو	مگر	غلطی سے	اور جس نے

قَتَلَ	مُؤْمِنًا	خَطَـًٔا	فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ	وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ
قتل کیا	کسی مومن کو	غلطی سے	تو کسی مومن گردن کا آزاد کرنا ہے	اور سپرد کیا ہوا خون بہا ہے

اِلٰۤى اَهْلِهٖ	اِلَّاۤ اَنْ	يَّصَّدَّقُوْا	فَاِنْ كَانَ
اس کے گھر والوں کی طرف	سوائے اس کے کہ	وہ اپنا حق چھوڑ دیں	پھر اگر وہ تھا

مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ	وَهُوَ	مُؤْمِنٌ	فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ؕ	وَاِنْ كَانَ
تمہاری دشمن قوم میں سے	اور وہ	مومن ہو	تو کسی مومن گردن کا آزاد کرنا ہے	اور اگر وہ تھا

مِنْ قَوْمٍ	بَيْنَكُمْ	وَبَيْنَهُمْ	مِّيْثَاقٌ	فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ
ایک ایسی قوم سے	تمہارے درمیان	اور جن کے درمیان	کوئی معاہدہ ہے	تو سپرد کیا ہوا خون بہا ہے

اِلٰۤى اَهْلِهٖ	وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ	فَمَنْ	لَّمْ يَجِدْ	فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ
اس کے گھر والوں کی طرف	اور کسی مومن گردن کا آزاد کرنا ہے	پھر جو	نہ پائے (اس کو)	تو لگاتار دو مہینے کے روزے ہیں

تَوْبَةً	مِّنَ اللّٰهِ	وَكَانَ اللّٰهُ	عَلِيْمًا	حَكِيْمًا	وَمَنْ	يَّقْتُلْ
توبہ کرتے ہوئے	اللہ سے	اور اللہ ہے	جاننے والا	حکمت والا	اور جو	قتل کرتا ہے

مُؤْمِنًا	مُّتَعَمِّدًا	فَجَزَآؤُهٗ	جَهَنَّمُ	خٰلِدًا	فِيْهَا	وَغَضِبَ
کسی مومن کو	قصداً	تو اس کی سزا	جہنم ہے	ہمیشہ رہنے والا ہوتے ہوئے	اس میں	اور غضب کیا

اللّٰهُ	عَلَيْهِ	وَلَعَنَهٗ	وَاَعَدَّ	لَهٗ	عَذَابًا عَظِيْمًا
اللہ نے	اس پر	اور اس نے لعنت کی اس پر	اور اس نے تیار کیا	اس کے لیے	ایک عظیم عذاب

نوٹ۔1

اب ایسے مسلمانوں کا ذکر ہے جو یا تو دارالاسلام کے باشندے ہوں، یا اگر دارالحرب یا دارالکفر میں ہوں تو دشمنانِ اسلام کی کارروائیوں میں ان کی شرکت کا کوئی ثبوت نہ ہو۔ ایسا کوئی مسلمان نادانستگی میں کسی مسلمان کے ہاتھ سے مارا جاتا ہے تو قاتل کو ایک غلام آزاد کرنا ہوگا اور خون بہا ادا کرنا ہوگا۔ اگر مقتول ایسی قوم کا فرد تھا جس کے خلاف اعلانِ جنگ ہو چکا ہے یعنی دارالحرب کا باشندہ تھا تو پھر صرف غلام آزاد کرنا ہوگا۔ (تفہیم القرآن)

لیکن اگر یہ قتل عمداً کیا گیا ہے تو پھر قاتل کی سزا ہمیشگی کی دوزخ ہے۔ یعنی وہ ان مسلمانوں میں شامل نہیں ہوگا جو اپنے گناہوں کے مطابق سزا بھگتنے کے بعد دوزخ سے نکال کر جنت میں پہنچا دیئے جائیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ غضب فرماتا ہے، اس پر لعنت کرتا ہے اور اس کے لیے ایک عظیم عذاب اس نے تیار کر رکھا ہے۔

یہ بات ذہن میں واضح کر لیجئے کہ فقہ یا مسلک کے اختلاف کی بنیاد پر ایک دوسرے کو کافر کہنے سے کوئی کافر نہیں ہوتا۔ سب مسلمان رہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اسلام اس قسم کی پریکٹس کو قطعی طور پر ناپسندیدہ قرار دیتا ہے اور اس بنیاد پر کسی کو قتل کرنے والا ایک مسلمان کا قاتل ہوتا ہے۔

آیت نمبر (94 تا 96)

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ
مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ؕ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ
عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿٩٤﴾ لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي
الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ
عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٩٥﴾ۙ
دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٩٦﴾ ع ﴾

غ	ن	م

(س) غُنْمًا: کہیں سے بکریوں کا ہاتھ لگ جانا۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ ہر ایسے مال کے لیے آتا ہے جو دشمن سے حاصل کیا جائے۔ مالِ غنیمت حاصل کرنا۔ ﴿ فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ ﴾ (8/ الانفال:69) ''تو تم لوگ کھاؤ اس میں سے جو مالِ غنیمت تم نے حاصل کیا حلال اور پاکیزہ ہوتے ہوئے۔''

مَغْنَمٌ: ج مَغَانِمُ۔ اسم ذات ہے۔ مالِ غنیمت۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

غَنَمٌ: اسم جنس ہے۔ بکریاں۔ ﴿ وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ ﴾ (20/ طٰہٰ:18) ''اور میں پتے جھاڑتا ہوں اس سے اپنی بکریوں کے لیے۔''

ترجمہ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْۤا	اِذَا	ضَرَبْتُمْ	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	فَتَبَيَّنُوْا
اے لوگو جو	ایمان لائے	جب بھی	تم لوگ نکلو	اللہ کی راہ میں	695 تو تحقیق کرلیا کرو

وَلَا تَقُوْلُوْا	لِمَنْ	اَلْقٰۤى	اِلَيْكُمُ	السَّلٰمَ	لَسْتَ
اور تم لوگ مت کہو	اس کو جس نے	ڈالا	تم لوگوں کی طرف	سلام	کہ تو نہیں ہے

مُؤْمِنًا	تَبْتَغُوْنَ	عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	فَعِنْدَ اللّٰهِ
مومن	تم لوگ جستجو کرتے ہو	دُنیوی زندگی کے عارضی سامان کی	تو اللہ کے پاس ہی

مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ؕ	كَذٰلِكَ	كُنْتُمْ	مِّنْ قَبْلُ	فَمَنَّ	اللّٰهُ
کثیر مال غنیمت ہیں	اُس کی مانند	تم تھے	اس سے پہلے	پھر احسان کیا	اللہ نے

عَلَيْكُمْ	فَتَبَيَّنُوْا	اِنَّ اللّٰهَ	كَانَ	بِمَا	تَعْمَلُوْنَ
تم لوگوں پر	پس تم لوگ تحقیق کرلیا کرو	یقیناً اللہ	ہے	اس سے جو	تم لوگ کرتے ہو

خَبِيْرًا	لَا يَسْتَوِى	الْقٰعِدُوْنَ	مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ	غَيْرُ اُولِى الضَّرَرِ
باخبر	برابر نہیں ہوتے	بیٹھنے والے	مومنوں میں سے	جو بغیر تکلیف والے ہوں

وَالْمُجٰهِدُوْنَ	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	بِاَمْوَالِهِمْ	وَاَنْفُسِهِمْ ؕ	فَضَّلَ	اللّٰهُ	الْمُجٰهِدِيْنَ
اور جہاد کرنے والے	اللہ کی راہ میں	اپنے اموال سے	اور اپنی جانوں سے	زیادہ بلند کیا	اللہ نے	جہاد کرنے والوں کو

بِاَمْوَالِهِمْ	وَاَنْفُسِهِمْ	عَلَى الْقٰعِدِيْنَ	دَرَجَةً	وَكُلًّا
اپنے اموال سے	اور اپنی جانوں سے	بیٹھ جانے والوں پر	درجے کے لحاظ سے	اور سب سے

وَّعَدَ	اللّٰهُ	الْحُسْنٰى	وَفَضَّلَ	اللّٰهُ	الْمُجٰهِدِيْنَ	عَلَى الْقٰعِدِيْنَ
وعدہ کیا	اللہ نے	خوبصورت	اور زیادہ کیا	اللہ نے	جہاد کرنے والوں کو	بیٹھ جانے والوں پر

اَجْرًا عَظِيْمًا	دَرَجٰتٍ	مِّنْهُ	وَمَغْفِرَةً
ایک شاندار اجر کے لحاظ سے	درجات ہوتے ہوئے	اس (کی طرف) سے	اور مغفرت ہوتے ہوئے

وَّرَحْمَةً	وَكَانَ	اللّٰهُ	غَفُوْرًا	رَّحِيْمًا
اور رحمت ہوتے ہوئے	اور ہے	اللہ	بے انتہا بخشنے والا	ہر حال میں رحم کرنے والا

نوٹ۔1

جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو، تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس کو مسلمان سمجھیں۔ اگر وہ نماز نہیں پڑھتا، روزہ نہیں رکھتا اور ہر قسم کے گناہوں میں ملوث ہے، پھر بھی اس کو اسلام سے خارج کہنے یا اس کے ساتھ کافروں کا معاملہ کرنے کا کسی کو حق نہیں ہے۔ جب تک اس سے کسی ایسے قول و فعل کا صدور نہ ہو جو کفر کی یقینی علامت ہے۔ (معارف القرآن)

نوٹ۔1

اگر ایک مسلمان حقوق اللہ اور حقوق العباد کی حتی المقدور ادائیگی کرتا ہے لیکن اللہ کے دین کی نشر واشاعت، دعوت و تبلیغ اور سربلندی کی جدوجہد میں حصہ نہیں لیتا، تو اس کوتاہی کی وجہ سے وہ فاسق یا مردود نہیں ہوجاتا بلکہ ایک اچھا مومن ہی رہتا ہے۔ البتہ جنت کی سوسائٹی میں، مذکورہ جدوجہد میں حصہ لینے والوں کے مقابلہ میں اس کا رُتبہ (STATUS) کمتر ہوگا۔

اس سے معلوم ہوگیا کہ جہاد فرض کفایہ ہے، فرض عین نہیں ہے۔ یعنی اگر مسلمانوں کی کافی تعداد وقت کی ضرورت کے مطابق جہاد کرتی رہے، تو جہاد نہ کرنے والوں پر کوئی گناہ نہیں ورنہ سب گنہگار رہوں گے۔ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

آیت نمبر (97تا100)

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ؕ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي
الْاَرْضِ ؕ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ؕ فَاُولٰٓىِٕكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَسَآءَتْ
مَصِيْرًا ۙ﴿۹۷﴾ اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ
سَبِيْلًا ۙ﴿۹۸﴾ فَاُولٰٓىِٕكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۹۹﴾ وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ
يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۰﴾ ع ﴾

ر غ م

(س)	رَغَمًا	(1) ذلیل ہونا۔ (2) رَغِمَ اِلٰی۔ کسی کے پاس جانا۔
(مفاعلہ)	مُرَاغَمَةً	(1) ایک دوسرے کو ذلیل کرنا۔ (2) ایک دوسرے کے پاس جانا۔
	مُرَاغَمٌ	اسم المفعول ہے۔ ظرف کے معنی میں جانے کی جگہ۔ آیت زیر مطالعہ۔

و ق ع

(ف)	وُقُوْعًا اور وَقْعَةً	(1) گر پڑنا۔ (2) ہو پڑنا۔ واقع ہونا۔ (3) ثابت ہونا۔ لازم ہونا۔ ﴿ وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ ﴾ (22/الحج:65) ''اور وہ تھامتا ہے آسمان کو کہ کہیں وہ گر پڑے زمین پر۔'' ﴿ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا ﴾ (27/النمل:85) ''اور ثابت ہوئی بات ان لوگوں پر بسبب اس کے جو انہوں نے ظلم کیا۔''
	قَعْ	فعل امر ہے۔ تو گر پڑ۔ تو واقع ہو۔ ﴿ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿۲۹﴾ ﴾ (15/الحجر:29) ''تو تم لوگ گر پڑنا اس کے لیے سجدہ کرنے والوں کی حالت میں۔''
	وَاقِعٌ	اسم الفاعل ہے۔ گر پڑنے والا۔ واقع ہونے والا۔ ﴿ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۚ ﴾ (7/الاعراف:171) ''اور انہوں نے گمان کیا کہ وہ یعنی پہاڑ گر پڑنے والا ہے ان پر۔'' ﴿ وَّاِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ ﴿۶﴾ ؕ ﴾ (51/الذّٰریت:6) ''اور یقیناً بدلہ یعنی بدلے کا دن ضرور واقع ہونے والا ہے۔''
	مَوْقِعٌ	ج مَوَاقِعُ۔ اسم الظرف ہے۔ گر پڑنے کی جگہ۔ ﴿ فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿۷۵﴾ ۙ ﴾ (56/الواقعہ:75) ''پس نہیں! میں قسم کھاتا ہوں ستاروں کے گر پڑنے یعنی ڈوبنے کی جگہوں کی۔''
(مفاعلہ)	مُوَاقَعَةً	کسی چیز میں گرنا۔

مُوَاقِعٌ اسم الفاعل ہے۔ گرنے والا ۔﴿ وَ رَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا ﴾ (18/الکہف:53)''اور دیکھیں گے مجرم لوگ آگ کوتو وہ گمان کریں گے کہ وہ گرنے والے ہیں اس میں۔''

ترکیب

ظَالِمِیْٓ دراصل ظَالِمِیْنَ تھا جو اَلَّذِیْنَ کا حال ہونے کی وجہ سے حال نصبی میں ہے اور اَنْفُسِهِمْ کا مضاف ہونے کی وجہ سے اس کا نون اعرابی گراہوا ہے۔ کُنَّا کا اسم اس میں نَحْنُ کی ضمیر ہے اور مُسْتَضْعَفِیْنَ اس کی خبر ہے۔ تَکُنْ کا اسم اَرْضُ اللّٰهِ ہے اور وَاسِعَةً اس کی خبر ہے۔ اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِیْنَ استثناء ہے، کُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ سے اور اس کی مزید وضاحت مِنَ الرِّجَالِ کے مِنْ بیانیہ سے ہوئی ہے۔ یَجِدْ جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہوا ہے اور مرکب توصیفی مُرٰغَمًا کَثِیْرًا اس کا مفعول ہے جب کہ سَعَةً، مُرٰغَمًا پر عطف ہے۔

ترجمہ

اِنَّ الَّذِیْنَ	تَوَفّٰهُمُ	الْمَلٰٓئِکَةُ	ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِهِمْ
بیشک وہ لوگ	پورا پورا لیتے ہیں جن کو (یعنی روح قبض کرتے ہیں)	فرشتے	خود پر ظلم کرنے والے ہوتے ہوئے

قَالُوْا	فِیْمَ	کُنْتُمْ	قَالُوْا	کُنَّا	مُسْتَضْعَفِیْنَ	فِی الْاَرْضِ
وہ کہتے ہیں	کس چیز میں	تم لوگ تھے	وہ لوگ کہتے ہیں	ہم لوگ	کمزور تھے	زمین میں

قَالُوْٓا	اَ	لَمْ تَکُنْ	اَرْضُ اللّٰهِ	وَاسِعَةً	فَتُهَاجِرُوْا	فِیْهَا
وہ (فرشتے) کہتے ہیں	کیا	نہیں تھی	اللہ کی زمین	کشادہ	تم لوگ ہجرت کرتے	اس میں

فَاُولٰٓئِکَ	مَاْوٰهُمْ	جَهَنَّمُ	وَسَآءَتْ	مَصِیْرًا	اِلَّا
پس وہ لوگ ہیں	جن کا ٹھکانہ	جہنم ہے	اور کتنی بری ہے وہ	لوٹنے کی جگہ	سوائے اس کے کہ

الْمُسْتَضْعَفِیْنَ	مِنَ الرِّجَالِ	النِّسَآءِ	وَالْوِلْدَانِ	لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ
کمزور ہوں	مردوں میں سے	اور عورتوں میں سے	اور بچوں میں سے	وہ استطاعت نہ رکھتے ہوں

حِیْلَةً	وَّلَا یَهْتَدُوْنَ	سَبِیْلًا	فَاُولٰٓئِکَ	عَسَی اللّٰهُ اَنْ	یَّعْفُوَ
کسی تدبیر کی	اور وہ نہ پاتے ہوں	کوئی راستہ	تو وہ لوگ ہیں	اُمید ہے کہ اللہ	درگزر کرے

عَنْهُمْ	وَکَانَ	اللّٰهُ	عَفُوًّا	غَفُوْرًا	وَمَنْ یُّهَاجِرْ
جن سے	اور ہے	اللہ	بے انتہا درگزر کرنے والا	بے انتہا بخشنے والا	اور جو ہجرت کرے گا

فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ	یَجِدْ	فِی الْاَرْضِ	مُرٰغَمًا کَثِیْرًا	وَّ	سَعَةً ؕ	وَمَنْ	یَّخْرُجْ
اللہ کی راہ میں	تو وہ پائے گا	زمین میں	جانے کی کثیر جگہیں	اور	کشادگی	اور جو	نکلتا ہے

مِنْ بَیْتِهٖ	مُهَاجِرًا	اِلَی اللّٰهِ	وَرَسُوْلِهٖ	ثُمَّ
اپنے گھر سے	ہجرت کرنے والا ہوتے ہوئے	اللہ کی طرف	اور اس کے رسول کی طرف	پھر

یُدْرِکْهُ	الْمَوْتُ	فَقَدْ وَقَعَ	اَجْرُهٗ	عَلَی اللّٰهِ	وَکَانَ	اللّٰهُ
آلیتی ہے اس کو	موت	تو واقع ہو چکا ہے	اس کا اجر	اللہ پر	اور ہے	اللہ

غَفُوْرًا	رَّحِيْمًا 603
بے انتہا بخشنے والا	ہر حال میں رحم کرنے والا

آیت نمبر (101 تا 104)

﴿وَ اِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖۗ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَكُمُ
الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ اِنَّ الْكٰفِرِیْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ﴿۱۰۱﴾ وَ اِذَا كُنْتَ فِیْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ
طَآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَ لْیَاْخُذُوْۤا اَسْلِحَتَهُمْ ۫ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْیَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآىِٕكُمْ ۪ وَ لْتَاْتِ طَآىِٕفَةٌ
اُخْرٰى لَمْ یُصَلُّوْا فَلْیُصَلُّوْا مَعَكَ وَ لْیَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَ اَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ
اَسْلِحَتِكُمْ وَ اَمْتِعَتِكُمْ فَیَمِیْلُوْنَ عَلَیْكُمْ مَّیْلَةً وَّاحِدَةً ؕ وَ لَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ
مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَنْ تَضَعُوْۤا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَ خُذُوْا حِذْرَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابًا
مُّهِیْنًا ﴿۱۰۲﴾ فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِیْمُوا
الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۳﴾ وَ لَا تَهِنُوْا فِی ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا
تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ یَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَ تَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا یَرْجُوْنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَكِیْمًا ﴿۱۰۴﴾ ع﴾

ق ص ر

(ن)	قُصُوْرًا	(1) ناقص ہونا۔ سُست ہونا (لازم)۔ (2) ناقص کرنا۔ نیچا رکھنا۔ کمی کرنا (متعدی)۔ آیت زیرِ مطالعہ۔
	قَاصِرٌ	اسم الفاعل ہے۔ نیچا رکھنے والا۔ کمی کرنے والا۔ ﴿وَ عِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ﴾ (38/ص:52) ”اور ان کے پاس نگاہ نیچی رکھنے والیاں ہیں۔“
(ض)	قَصْرًا	(۱) درو دیوار مضبوط کرنا۔ (۲) رہائش دینا۔
	قَصْرٌ	ج قُصُوْرٌ۔ محل۔ ﴿اِنَّهَا تَرْمِیْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴿۳۲﴾﴾ (77/المرسلت:32) ”بیشک وہ یعنی دوزخ پھینکے گی چنگاریاں محل کی مانند۔“ ﴿وَ یَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ﴿۱۰﴾﴾ (25/الفرقان:10) ”اور وہ بنائے گا آپؐ کے لیے محلات۔“
	مَقْصُوْرٌ	اسم المفعول ہے۔ رہائش دیا ہوا۔ ﴿حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِیَامِ ﴿۷۲﴾﴾ (55/الرحمن:72) ”رہائش دی ہوئی حوریں ہیں خیموں میں۔“
(افعال)	اِقْصَارًا	گھٹانا۔ کم کرنا۔ ﴿یَمُدُّوْنَهُمْ فِی الْغَیِّ ثُمَّ لَا یُقْصِرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾﴾ (7/الاعراف:202) ”وہ بڑھاتے ہیں ان کو گمراہی میں پھر گھٹاتے نہیں۔“
(تفعیل)	تَقْصِیْرًا	کم کرنا۔ تراشنا۔
	مُقَصِّرٌ	اسم الفاعل ہے۔ تراشنے والا۔ ﴿مُحَلِّقِیْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِیْنَ ۙ﴾ (48/الفتح:27) ”مونڈنے والے اپنے سروں کو اور تراشنے والے۔“

س ل ح

(ف) سَلِحًا — ہتھیار پہننا۔ ہتھیار لگانا (اپنے آپ پر)

سِلَاحٌ — ج اَسْلِحَۃٌ۔ اسم ذات ہے۔ ہتھیار۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

م ط ر

(ن) مَطَرًا — آسمان سے کسی چیز کا برسنا جیسے بارش۔ اولے۔ پتھر وغیرہ۔

مَطَرٌ — اسم ذات ہے۔ برسنے والی چیز۔ بارش۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

(افعال) اِمْطَارًا — آسمان سے کسی چیز کو برسانا۔ ﴿اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا﴾ (7/الاعراف:74) ''اور ہم نے برسایا ان پر ایک برسنے والی چیز۔''

اَمْطِرْ — فعل امر ہے۔ تو برسا۔ ﴿فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ﴾ (8/الانفال:32) ''پھر تو برسا ہم پر پتھر آسمان سے۔''

مُمْطِرٌ — اسم الفاعل ہے۔ برسانے والا۔ ﴿هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا﴾ (46/الاحقاف:24) ''یہ ایک بادل ہے، ہم پر برسانے والا ہے۔''

ترکیب

جُنَاحٌ مبتداء مؤخر نکرہ ہے اور لَيْسَ کا اسم ہے۔ اس کی خبر محذوف ہے۔ اور عَلَيْكُمْ قائم مقام خبر ہے۔ اِنَّ کا اسم اَلْكٰفِرِيْنَ اور آگے كَانُوْا سے مُبِيْنًا تک پورا جملہ اس کی خبر ہے۔ كَانُوْا کا اسم اس میں هُمْ کی ضمیر ہے جو اَلْكٰفِرِيْنَ کے لیے ہے۔ عَدُوًّا مُّبِيْنًا اس کی خبر ہے۔ كُنْتَ اور اَقَمْتَ افعال ماضی ہیں لیکن ان سے پہلے اِذَا شرطیہ آیا ہے اس لیے ان کا ترجمہ مستقبل میں ہوگا۔ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى نکرہ مخصوصہ ہے اور لَمْ يُصَلُّوْا اس کی خصوصیت ہے۔ قِيٰمًا، قُعُوْدًا اور عَلٰى جُنُوْبِكُمْ، یہ تینوں حال ہیں۔ اِنَّ الصَّلٰوةَ سے مَوْقُوْتًا تک کے جملے کی بھی وہی ترکیب ہے۔ جو اوپر اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ سے مُبِيْنًا تک کے جملے کی دی گئی ہے۔

ترجمہ

وَاِذَا	ضَرَبْتُمْ	فِي الْاَرْضِ	فَلَيْسَ	عَلَيْكُمْ	جُنَاحٌ	اَنْ	تَقْصُرُوْا
اور جب کبھی	تم لوگ سفر کرو	زمین میں	تو نہیں ہے	تم لوگوں پر	کوئی گناہ	کہ	تم لوگ کمی کرو

مِنَ الصَّلٰوةِ	اِنْ	خِفْتُمْ	اَنْ	يَّفْتِنَكُمُ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا
نماز میں سے	اگر	تمہیں خوف ہو	کہ	تمہیں تکلیف دیں گے	وہ لوگ جنہوں نے	کفر کیا

اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ	كَانُوْا	لَكُمْ	عَدُوًّا مُّبِيْنًا	وَاِذَا	كُنْتَ	فِيْهِمْ
یقیناً کافر لوگ	ہیں	تمہارے لیے	کھلے دشمن	اور جب کبھی	آپؐ ہوں	ان میں

فَاَقَمْتَ	لَهُمُ	الصَّلٰوةَ	فَلْتَقُمْ	طَآئِفَةٌ	مِّنْهُمْ
تو آپؐ قائم کریں	ان کے لیے	نماز کو	پس چاہیے کہ کھڑی ہو	ایک جماعت	ان میں سے

مَّعَكَ	وَلْيَاْخُذُوْٓا	اَسْلِحَتَهُمْ	فَاِذَا	سَجَدُوْا
آپؐ کے ساتھ	اور چاہیے کہ وہ لوگ پکڑیں	اپنے اسلحے	پھر جب	وہ سجدہ کرلیں

ترجمہ

فَلْيَكُوْنُوْا	مِنْ وَّرَآىِٕكُمْ	وَلْتَاْتِ	طَآىِٕفَةٌ اُخْرٰى	لَمْ يُصَلُّوْا
تو چاہیے کہ وہ لوگ ہوجائیں	تمہارے پیچھے	اور چاہیے کہ آئے	دوسری جماعت	جس نے نماز نہیں پڑھی

فَلْيُصَلُّوْا	مَعَكَ	وَلْيَاْخُذُوْا	حِذْرَهُمْ	وَاَسْلِحَتَهُمْ	وَدَّ
تو چاہیے کہ وہ لوگ نماز پڑھیں	آپؐ کے ساتھ	اور چاہیے کہ پکڑیں	اپنا بچاؤ	اور اپنے اسلحے	چاہا

الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	لَوْ	تَغْفُلُوْنَ	عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ	وَاَمْتِعَتِكُمْ
ان لوگوں نے جنہوں نے	کفر کیا	(کہ) اگر	تم غافل ہوتے	اپنے اسلحے سے	اور اپنے سامانوں سے

فَيَمِيْلُوْنَ	عَلَيْكُمْ	مَّيْلَةً وَّاحِدَةً	وَلَا جُنَاحَ	عَلَيْكُمْ
تو وہ لوگ دھاوا بول دیں	تم لوگوں پر	یکبارگی حملہ کر کے	اور کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں ہے	تم لوگوں پر

	اِنْ	كَانَ	بِكُمْ	اَذًى	مِّنْ مَّطَرٍ	اَوْ	كُنْتُمْ	مَّرْضٰٓى	اَنْ	تَضَعُوْٓا
	اگر	ہو	تم کو	کوئی تکلیف	بارش سے	یا	تم لوگ ہو	مریض	کہ	تم لوگ رکھ دو

اَسْلِحَتَكُمْ	وَخُذُوْا	حِذْرَكُمْ	اِنَّ	اللّٰهَ	اَعَدَّ	لِلْكٰفِرِيْنَ	
اپنے اسلحوں کو	اور پکڑو	اپنا بچاؤ	یقیناً	اللہ نے	تیار کیا ہے	کافروں کے لیے	

عَذَابًا مُّهِيْنًا	فَاِذَا	قَضَيْتُمُ	الصَّلٰوةَ	فَاذْكُرُوا	اللّٰهَ
ایک رُسوا کرنے والا عذاب	پھر جب	تم لوگ پورا کرلو	نماز کو	تو تم لوگ یاد کرو	اللہ کو

قِيٰمًا	وَّقُعُوْدًا	وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ	فَاِذَا	اطْمَاْنَنْتُمْ
کھڑے ہوئے	اور بیٹھے ہوئے	اور اپنی کروٹوں پر	پھر جب	تم لوگ مطمئن ہو

فَاَقِيْمُوا	الصَّلٰوةَ	اِنَّ	الصَّلٰوةَ	كَانَتْ	عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ	كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا
تو تم لوگ قائم کرو	نماز کو	بیشک	نماز	ہے	مومنوں پر	مقرر وقت پر فرض

وَلَا تَهِنُوْا	فِي ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ	اِنْ	تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ	فَاِنَّهُمْ
اور تم لوگ سست مت ہو	اس قوم کی جستجو میں	اگر	تکلیف اُٹھایا کرتے ہو تم	تو وہ لوگ (بھی)

يَاْلَمُوْنَ	كَمَا	تَاْلَمُوْنَ	وَتَرْجُوْنَ	مِنَ اللّٰهِ
تکلیف اُٹھاتے ہیں	اس کی مانند جیسی	تم لوگ تکلیف اُٹھاتے ہو	اور تم لوگ اُمید رکھتے ہو	اللہ سے

مَا	لَا يَرْجُوْنَ	وَكَانَ	اللّٰهُ	عَلِيْمًا	حَكِيْمًا
اس کی جس کی	وہ لوگ اُمید نہیں رکھتے	اور ہے	اللہ	جاننے والا	حکمت والا

نوٹ۔1

ان آیات میں قصر نماز اور صلوٰۃِ خوف کا بیان ہے جن کی تفصیل خاصی طویل ہے۔ ان کو مستند تفاسیر میں دیکھا جاسکتا ہے۔ یہاں ہم صرف اہم نکات بیان کریں گے۔ واضح رہے کہ یہ پورا نوٹ تفہیم القرآن سے ماخوذ ہے۔

1۔ آیت نمبر ۱۰۱ میں اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ کے فقرے سے خیال آتا ہے کہ قصر کا حکم صرف خوف کے سفر کے لیے ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہی خیال نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ قصر کی اجازت ایک انعام ہے جو اللہ نے تمہیں بخشا ہے۔ لہٰذا اُس کے انعام کو قبول کرو۔'' یہ آیت قریب قریب تواتر سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے امن اور خوف دونوں حالتوں کے سفر میں قصر فرمایا ہے۔

2۔ زمانۂ امن کے سفر میں قصر یہ ہے کہ جن اوقات کی نماز میں چار رکعتیں فرض ہیں ان میں دو رکعتیں پڑھی جائیں اور حالتِ جنگ میں قصر کے لیے کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ جنگی حالات جس طرح اجازت دیں نماز پڑھی جائے۔ اگر حالات زیادہ پُرخطر ہوں تو نماز کو مؤخر کیا جاسکتا ہے جیسا کہ جنگ خندق کے موقع پر ہوا۔

3۔ رسول اللہ ﷺ سفر میں فجر کی سنتوں اور عشاء کے وتر کا التزام فرماتے تھے مگر باقی اوقات میں صرف فرض پڑھتے تھے۔ البتہ نفل نماز جب موقع ملتا تھا پڑھ لیا کرتے تھے۔ اسی بنا پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جائز قرار دیتے ہیں اور اسے بندے کے اختیار پر چھوڑ دیتے ہیں۔ فقہ حنفی کے مطابق مسافر جب راستہ طے کر رہا ہو تو سنتیں نہ پڑھنا افضل ہے اور جب کسی جگہ قیام کرلے تو پڑھنا افضل ہے۔

4۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک 48 میل یا اس سے زیادہ طویل سفر میں قصر کیا جائے گا۔ امام مالکؒ کے نزدیک 45 میل، حضرت انس رضی اللہ عنہ کے نزدیک 15 میل کے سفر میں قصر کرنا جائز ہے۔

5۔ سفر میں کسی جگہ 15 دن یا اس سے زیادہ قیام کی نیت ہو تو پھر پوری نماز ادا کرنی ہوگی۔ یہ امام ابوحنیفہؒ کی رائے ہے۔ امام احمدؒ چار دن، جب کہ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ چار دن سے زیادہ کے ارادۂ قیام پر قصر کو جائز نہیں سمجھتے۔ نبی ﷺ سے اس باب میں کوئی صریح حکم مروی نہیں ہے۔

آیت نمبر (105 تا 109)

﴿ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ؕ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا ۙ ﴿١٠٥﴾ وَّ
اسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۚ ﴿١٠٦﴾ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا
يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا ۙ ﴿١٠٧﴾ يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ
مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ﴿١٠٨﴾ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِى الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا ۟ فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴿١٠٩﴾ ﴾

ترجمہ

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ	اِلَيْكَ	الْكِتٰبَ	بِالْحَقِّ	لِتَحْكُمَ	بَيْنَ النَّاسِ
یقیناً ہم نے اُتارا	آپؐ کی طرف	اس کتاب کو	حق کے ساتھ	تاکہ آپؐ فیصلہ کریں	لوگوں کے درمیان

بِمَآ	اَرٰىكَ	اللّٰهُ	وَلَا تَكُنْ	لِّلْخَآئِنِيْنَ	خَصِيْمًا
اس سے جو	سمجھایا آپؐ کو	اللہ نے	اور آپؐ مت ہوں	خیانت کرنے والوں کے لیے	جھگڑا کرنے والے

695

وَاسْتَغْفِرِ	اللّٰهَ	اِنَّ اللّٰهَ	كَانَ	غَفُوْرًا	رَّحِيْمًا
اور آپ ؐ مغفرت چاہیں	اللہ سے	یقیناً اللہ	ہے	بے انتہا بخشنے والا	ہر حال میں رحم کرنے والا

وَلَا تُجَادِلْ	عَنِ الَّذِيْنَ	يَخْتَانُوْنَ	اَنْفُسَهُمْ	اِنَّ اللّٰهَ
اور تم مناظرہ مت کرو	ان کی طرف سے جنہوں نے	خیانت کی	اپنے آپ سے	یقیناً اللہ

لَا يُحِبُّ	مَنْ	كَانَ	خَوَّانًا	اَثِيْمًا
پسند نہیں کرتا	اس کو جو	ہو	بار بار خیانت کرنے والا	ہمیشہ گناہ کرنے والا

يَّسْتَخْفُوْنَ	مِنَ النَّاسِ	وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ	مِنَ اللّٰهِ	وَهُوَ
وہ پوشیدگی چاہتے ہیں	لوگوں سے	اور پوشیدگی نہیں چاہتے	اللہ سے	اور وہ

مَعَهُمْ	اِذْ	يُبَيِّتُوْنَ	مَا	لَا يَرْضٰى
ان کے ساتھ ہوتا ہے	جب	وہ لوگ رات کو مشورہ کرتے ہیں	اس کا	وہ (یعنی اللہ) راضی نہیں ہوتا

مِنَ الْقَوْلِ	وَكَانَ اللّٰهُ	بِمَا	يَعْمَلُوْنَ	مُحِيْطًا
جس بات سے	اور اللہ ہے	اس کو جو	وہ لوگ کرتے ہیں	گھیرنے والا

هٰاَنْتُمْ	هٰٓؤُلَآءِ	جٰدَلْتُمْ	عَنْهُمْ	فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
ارے تم لوگ تو	وہ ہو (کہ)	مناظرہ کرتے ہو	ان کی طرف سے	اس دُنیوی زندگی میں

فَمَنْ	يُّجَادِلُ	اللّٰهَ	عَنْهُمْ	يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	اَمْ	مَّنْ	يَّكُوْنُ
تو کون	مناظرہ کرے گا	اللہ سے	ان کی طرف سے	قیامت کے دن	یا	کون	ہوگا

عَلَيْهِمْ	وَكِيْلًا
ان کا	کارساز

نوٹ۔1

یہ آیات اور اس کے آگے کی چند آیات ایک خاص واقعہ سے متعلق ہیں جس میں مدینہ میں آباد ایک مسلمان قبیلے کے ایک فرد نے چوری کی اور اس کا الزام ایک یہودی کے سر ڈال دیا۔ مقدمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش ہوا تو قبیلے کے لوگوں نے باہم مشورہ کر کے اپنے آدمی کی حمایت میں اور یہودی کی مخالفت میں اپنے دلائل اور شہادتیں پیش کیں جس کو اللہ تعالیٰ نے خیانت اور جدال کہا اور ان آیات کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حقیقت واضح کر دی۔

''لیکن عام قرآن اسلوب کے مطابق جو ہدایات اس سلسلہ میں دی گئیں وہ مخصوص اس واقعہ کے ساتھ نہیں بلکہ تمام موجودہ اور آئندہ آنے والے مسلمانوں کے لیے عام اور بہت اصول اور فروعی مسائل پر مشتمل ہیں۔'' (معارف القرآن)

آیت نمبر (103تا110)

﴿ وَمَنۡ يَّعۡمَلۡ سُوۡٓءًا اَوۡ يَظۡلِمۡ نَفۡسَهٗ ثُمَّ يَسۡتَغۡفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا ﴿۱۱۰﴾ وَمَنۡ يَّكۡسِبۡ اِثۡمًا
فَاِنَّمَا يَكۡسِبُهٗ عَلٰى نَفۡسِهٖ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيۡمًا حَكِيۡمًا ﴿۱۱۱﴾ وَمَنۡ يَّكۡسِبۡ خَطِيۡٓـئَةً اَوۡ اِثۡمًا ثُمَّ يَرۡمِ بِهٖ بَرِيۡٓــًٔا
فَقَدِ احۡتَمَلَ بُهۡتَانًا وَّاِثۡمًا مُّبِيۡنًا ﴿۱۱۲﴾ؑ وَلَوۡلَا فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَيۡكَ وَرَحۡمَتُهٗ لَهَمَّتۡ طَّآئِفَةٌ مِّنۡهُمۡ اَنۡ
يُّضِلُّوۡكَ ؕ وَمَا يُضِلُّوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡفُسَهُمۡ وَمَا يَضُرُّوۡنَكَ مِنۡ شَىۡءٍ ؕ وَاَنۡزَلَ اللّٰهُ عَلَيۡكَ الۡـكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَ
عَلَّمَكَ مَا لَمۡ تَكُنۡ تَعۡلَمُ ؕ وَكَانَ فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَيۡكَ عَظِيۡمًا ﴿۱۱۳﴾ ﴾

ر م ی

(ض) رَمۡيًا (۱) کوئی چیز پھینکنا۔(۲) کسی پر الزام لگانا۔تہمت لگانا۔﴿ وَمَا رَمَيۡتَ اِذۡ رَمَيۡتَ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ ﴾(8/الانفال:17)''اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں پھینکا، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھینکا بلکہ اللہ نے پھینکا۔''﴿ وَالَّذِيۡنَ يَرۡمُوۡنَ الۡمُحۡصَنٰتِ ﴾ (24/النور:4)''اور وہ لوگ جو تہمت لگاتے ہیں پاکدامن عورتوں پر۔''

ترکیب

مَنۡ شرطیہ ہے۔يَعۡمَلۡ اور يَظۡلِمۡ اور يَسۡتَغۡفِرۡ، یہ تینوں افعال شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہیں جب کہ يَجِدۡ جواب شرط ہے۔يَكۡسِبۡ بھی شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے اور يَكۡسِبُهٗ جواب شرط ہے لیکن درمیان میں اِنَّمَا آجانے کی وجہ سے یہ مجزوم نہیں ہوا۔اسی طرح يَرۡمِ شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے اور فَقَدِ احۡتَمَلَ جواب شرط ہے لیکن فعل ماضی ہے اس لیے محلاً مجزوم ہے۔

ترجمہ

وَمَنۡ	يَّعۡمَلۡ	سُوۡٓءًا	اَوۡ	يَظۡلِمۡ	نَفۡسَهٗ	ثُمَّ	يَسۡتَغۡفِرِ	اللّٰهَ
اور جو	کرتا ہے	کوئی برائی	یا	ظلم کرتا ہے	اپنے آپ پر	پھر	مغفرت مانگتا ہے	اللہ سے

يَجِدِ	اللّٰهَ	غَفُوۡرًا	رَّحِيۡمًا	وَمَنۡ	يَّكۡسِبۡ	اِثۡمًا
تو وہ پاتا ہے	اللہ کو	بے انتہا بخشنے والا	ہر حال میں رحم کرنے والا	اور جو	کماتا ہے	کوئی گناہ

فَاِنَّمَا	يَكۡسِبُهٗ	عَلٰى نَفۡسِهٖ	وَكَانَ	اللّٰهُ	عَلِيۡمًا
تو کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	وہ کماتا ہے اس کو	اپنی ہی جان پر	اور ہے	اللہ	جاننے والا

حَكِيۡمًا	وَمَنۡ	يَّكۡسِبۡ	خَطِيۡٓـئَةً	اَوۡ	اِثۡمًا	ثُمَّ	يَرۡمِ	بِهٖ
حکمت والا	اور جو	کماتا ہے	کوئی خطا	یا	کوئی گناہ	پھر	وہ الزام ڈالتا ہے	اس کا

بَرِيۡٓــًٔا	فَقَدِ احۡتَمَلَ	بُهۡتَانًا	وَّاِثۡمًا مُّبِيۡنًا	وَلَوۡلَا	فَضۡلُ اللّٰهِ
کسی بے گناہ پر	تو اس نے اُٹھایا ہے	ایک بہتان	اور ایک کھلا گناہ	اور اگر نہ ہوتا	اللہ کا فضل

عَلَيۡكَ	وَرَحۡمَتُهٗ	لَهَمَّتۡ	طَّآئِفَةٌ	مِّنۡهُمۡ	اَنۡ	يُّضِلُّوۡكَ
آپ پر	اور اس کی رحمت	تو ارادہ کیا تھا	ایک گروہ نے	ان میں سے	کہ	وہ بہکا دیں آپ ؐ کو

وَمَا يُضِلُّوْنَ	اِلَّآ	اَنْفُسَهُمْ	وَمَا يَضُرُّوْنَكَ	مِنْ شَيْءٍ	وَاَنْزَلَ
اور وہ نہیں بہکاتے ہیں	مگر	اپنے آپ کو	اور وہ نہیں نقصان کرتے آپ ﷺ کا	کچھ بھی	اور اُتارا

اللّٰهُ	عَلَيْكَ	الْكِتٰبَ	وَالْحِكْمَةَ	وَعَلَّمَكَ	مَا	لَمْ تَكُنْ	تَعْلَمُ
اللہ نے	آپ ﷺ پر	اس کتاب کو	اور حکمت کو	اور سکھایا آپ ﷺ کو	وہ، جو	آپ ﷺ نہیں	آپ ﷺ نہیں جانتے

وَكَانَ	فَضْلُ اللّٰهِ	عَلَيْكَ	عَظِيْمًا
اور ہے	اللہ کا فضل	آپ ﷺ پر	بہت عظیم

آیت نمبر (114 تا 115)

﴿لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۢ بَيْنَ النَّاسِ ۭ وَمَنْ
يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۱۱۴ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا
تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ۱۱۵ ع﴾

ترکیب

وَمَنْ شرطیہ ہے اور يَفْعَلْ شرط ہے، جب کہ نُؤْتِيْهِ اس کا جواب شرط ہے لیکن سَوْفَ آجانے سے یہ مجزوم نہیں ہوا۔ اس طرح وَمَنْ شرطیہ کی شرط يُشَاقِقِ آئی ہے۔ اگر مجزوم ہونے کی وجہ سے مضاعف کا لام کلمہ ساکن ہوتا ہے تو اسے ادغام کر کے اور ادغام کے بغیر، دونوں طرح استعمال کرنا جائز ہوتا ہے۔ يُشَاقِقِ یہاں ادغام کے بغیر آیا ہے اور يَتَّبِعْ بھی شرط ہے جب کہ نُوَلِّهٖ ج اور نُصْلِهٖ جواب شرط ہے۔

ترجمہ

لَا خَيْرَ	فِيْ كَثِيْرٍ	مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ	اِلَّا	مَنْ	اَمَرَ
کسی قسم کی کوئی بھلائی نہیں ہے	اکثر میں	ان کی سرگوشی میں سے	سوائے اس کے کہ	جو	ترغیب دے

بِصَدَقَةٍ	اَوْ مَعْرُوْفٍ	اَوْ اِصْلَاحٍۢ	بَيْنَ النَّاسِ	وَمَنْ	يَّفْعَلْ	ذٰلِكَ
کسی خیرات کی	یا کسی بھلائی کی	یا کسی اصلاح کی	لوگوں کے درمیان	اور جو	کرے گا	یہ

ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ	فَسَوْفَ	نُؤْتِيْهِ	اَجْرًا عَظِيْمًا	وَمَنْ	يُّشَاقِقِ
اللہ کی رضا چاہنے میں	تو عنقریب	ہم دیں گے اس کو	ایک شاندار بدلہ	اور جو	مخالفت کرے گا

الرَّسُوْلَ	مِنْۢ بَعْدِ مَا	تَبَيَّنَ	لَهُ	الْهُدٰى	وَيَتَّبِعْ
ان رسول ﷺ کی	اس کے بعد کے جو	واضح ہوئی	اس کے لیے	ہدایت	اور پیروی کرے گا

غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ	نُوَلِّهٖ	مَا	تَوَلّٰى	وَنُصْلِهٖ
مومنوں کے راستے کے علاوہ کی	تو ہم پھیر دیں گے اس کو	ادھر، جدھر	وہ پھرا	اور ہم ڈالیں گے اس کو

جَهَنَّمَ	وَسَاۗءَتْ	مَصِيْرًا
جہنم میں	اور کتنا برا ہے وہ	لوٹنا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

721

آیت نمبر (116 تا 121)

﴿ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَکَ بِہٖ وَ یَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِکَ لِمَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ مَنۡ یُّشۡرِکۡ بِاللّٰہِ فَقَدۡ ضَلَّ
ضَلٰلًۢا بَعِیۡدًا ﴿۱۱۶﴾ اِنۡ یَّدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِہٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا ۚ وَ اِنۡ یَّدۡعُوۡنَ اِلَّا شَیۡطٰنًا مَّرِیۡدًا ﴿۱۱۷﴾ لَّعَنَہُ اللّٰہُ ۘ وَ
قَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنۡ عِبَادِکَ نَصِیۡبًا مَّفۡرُوۡضًا ﴿۱۱۸﴾ وَّ لَاُضِلَّنَّہُمۡ وَ لَاُمَنِّیَنَّہُمۡ وَ لَاٰمُرَنَّہُمۡ فَلَیُبَتِّکُنَّ
اٰذَانَ الۡاَنۡعَامِ وَ لَاٰمُرَنَّہُمۡ فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلۡقَ اللّٰہِ ؕ وَ مَنۡ یَّتَّخِذِ الشَّیۡطٰنَ وَلِیًّا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ فَقَدۡ خَسِرَ
خُسۡرَانًا مُّبِیۡنًا ﴿۱۱۹﴾ یَعِدُہُمۡ وَ یُمَنِّیۡہِمۡ ؕ وَ مَا یَعِدُہُمُ الشَّیۡطٰنُ اِلَّا غُرُوۡرًا ﴿۱۲۰﴾ اُولٰٓئِکَ مَاۡوٰىہُمۡ جَہَنَّمُ ۫ وَ لَا
یَجِدُوۡنَ عَنۡہَا مَحِیۡصًا ﴿۱۲۱﴾ ﴾

م ر د

(س)	مَرَدًا	(۱) درخت کی ٹہنی کا پتوں کے بغیر ہونا۔ (۲) چکنا ہونا۔
(ن)	مُرُوْدًا	(۱) ہمسروں سے آگے نکلنا۔ (۲) نافرمان وسرکش ہونا۔ ﴿ وَمِنۡ اَہۡلِ الۡمَدِیۡنَۃِ مَرَدُوۡا عَلَی النِّفَاقِ ﴾ (9/التوبہ:101) ''اور مدینے والوں میں سے کچھ لوگ آگے بڑھے نفاق پر''
	مَارِدٌ	اسم الفاعل ہے۔ سرکشی کرنے والا ﴿ وَحِفۡظًا مِّنۡ کُلِّ شَیۡطٰنٍ مَّارِدٍ ﴾ (37/الصّٰفّٰت:7) ''اور حفاظت کرتے ہوئے ہر ایک سرکشی کرنے والے شیطان سے۔
	مَرِیۡدٌ	فَعِیۡلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ ہمیشہ اور ہر حال میں سرکش۔ آیت زیرِ مطالعہ
(تفعیل)	تَمۡرِیۡدًا	کسی ءیز کو ہموار اور چکنا کرنا۔
	مُمَرَّدٌ	اسم المفعول ہے۔ چکنا کیا ہوا۔ ﴿ قَالَ اِنَّہٗ صَرۡحٌ مُّمَرَّدٌ ﴾ (27/النمل:44) ''اس نے کہا کہ یہ ایک چکنا کیا ہوا محل ہے۔''

ب ت ک

(ن۔ض)	بَتۡکًا	کسی چیز کا کاٹنا۔ چیرنا۔
(تفعیل)	تَبۡتِیۡکًا	تسلسل سے کاٹنا۔ چیرنا۔ آیت زیرِ مطالعہ

غ ی ر

(ض)	غَیۡرًا	کسی چیز سے مختلف ہونا۔ علاوہ ہونا۔
	غَیۡرٌ	مختلف چیز۔ علاوہ چیز۔ ﴿ وَ یَقۡتُلُوۡنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیۡرِ الۡحَقِّ ؕ ﴾ (2/البقرہ:61) ''اور وہ لوگ قتل کرتے تھے نبیوں کو حق کے علاوہ سے۔''
(افعال)	اِغَارَۃً	کسی چیز کو مختلف کرنا۔ تاخت وتاراج کرنا۔ غارت گری کرنا۔
	مُغِیۡرٌ	اسم الفاعل ہے۔ تاراج کرنے والا۔ ﴿ فَالۡمُغِیۡرٰتِ صُبۡحًا ﴾ (101/العٰدیٰت:3) ''پھر قتل وغارت کرنے والے صبح کو۔''
(تفعیل)	تَغۡیِیۡرًا	کسی کی صورت یا صفات بدل دینا۔ آیت زیرِ مطالعہ

تَغۡیِیۡرًا — اسم الفاعل ہے۔ بدلنے والا۔ ﴿ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمۡ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعۡمَةً اَنۡعَمَهَا عَلٰى قَوۡمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِهِمۡ ﴾ (8/الانفال:53) ''یہ اس لئے کہ اللہ نہیں 721 ہے بدلنے والا اس نعمت کو، اس نے انعام کیا جسے کسی قوم پر یہاں تک کہ وہ لوگ بدلیں اس کو جوان کے جی میں ہے۔''

(تفعّل) **تَغَیُّرًا** — بدل جانا۔ ﴿ وَاَنۡهٰرٌ مِّنۡ لَّبَنٍ لَّمۡ يَتَغَيَّرۡ طَعۡمُهٗ ﴾ (47/محمد:15) ''اور نہریں ہیں دودھ کی، نہیں بدلتا اس کا مزہ۔''

ح ی ص

(ض) **حَیۡصًا** — کسی چیز سے بچنا۔ ہٹنا۔

مَحِیۡصٌ — اسم الظرف ہے۔ بچنے کی جگہ۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

اِنۡ یَّدۡعُوۡنَ کا اِنۡ نافیہ ہے۔ اس کی پہچان یہ ہے کہ آگے اِلَّا آرہا ہے۔ اگر یہ اِنۡ شرطیہ ہوتا تو مضارع کو مجزوم کرتا اور اِنۡ یَّدۡعُوۡا آتا۔ وَقَالَ کا واو حالیہ ہے اور قَالَ کا فاعل اس میں ھُوَ کی ضمیر ہے جو شَیۡطٰنًا مَّرِیۡدًا کے لئے ہے۔ فَلَیُبَتِّکُنَّ اور فَلَیُغَیِّرُنَّ دونوں جمع کے صیغے ہیں۔ ان کا فاعل ھُمۡ کی ضمیر ہے جو مِنۡ عِبَادِكَ کے لئے ہے۔

ترجمہ

اِنَّ اللّٰهَ	لَا يَغۡفِرُ	اَنۡ	يُّشۡرَكَ	بِهٖ	وَيَغۡفِرُ
یقیناً اللہ	نہیں بخشے گا	(اس کو) کہ	شریک کیا جائے (کچھ بھی)	اس کے ساتھ	اور وہ بخش دے گا

مَا	دُوۡنَ ذٰلِكَ	لِمَنۡ	يَّشَآءُ ؕ	وَمَنۡ	يُّشۡرِكۡ	بِاللّٰهِ
اس کو جو	اس کے علاوہ ہے	جس کے لئے	وہ چاہے گا	اور جو	شریک کرتا ہے	اللہ کے ساتھ

فَقَدۡ ضَلَّ	ضَلٰلًاۢ بَعِيۡدًا	اِنۡ يَّدۡعُوۡنَ	مِنۡ دُوۡنِهٖۤ	اِلَّاۤ	اِنٰثًا ۚ
تو وہ گمراہ ہوا ہے	دور کا گمراہ ہونا	وہ لوگ نہیں پکارتے	اس کے علاوہ	مگر	عورتوں کو

وَاِنۡ يَّدۡعُوۡنَ	اِلَّا	شَيۡطٰنًا مَّرِيۡدًا	لَّعَنَهُ	اللّٰهُ	وَ
اور وہ نہیں پکارتے	مگر	سرکش شیطان کو	لعنت کی جس پر	اللہ نے	اور

قَالَ	لَاَتَّخِذَنَّ	مِنۡ عِبَادِكَ	نَصِيۡبًا مَّفۡرُوۡضًا
اس نے کہا	میں لازماً ہتھیا لوں گا	تیرے بندوں میں سے	ایک مقرر حصہ

وَّلَاُضِلَّنَّهُمۡ	وَلَاُمَنِّيَنَّهُمۡ
اور میں لازماً بہکاؤں گا ان کو	اور میں لازماً تمناؤں میں مبتلا کروں گا ان کو

وَلَاٰمُرَنَّهُمۡ	فَلَيُبَتِّكُنَّ	اٰذَانَ الۡاَنۡعَامِ
اور میں لازماً ترغیب دوں گا ان کو	پھر وہ لوگ لازماً چیریں گے	چوپاؤں کے کان

وَلَاٰمُرَنَّهُمۡ	فَلَيُغَيِّرُنَّ	خَلۡقَ اللّٰهِ ؕ
اور میں لازماً ترغیب دوں گا ان کا	پھر وہ لوگ لازماً بدلیں گے	اللہ کی خلقت کو

وَمَنْ	يَّتَّخِذِ	الشَّيْطٰنَ	وَلِيًّا	مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ	فَقَدْ خَسِرَ
اور جو	بناتا ہے	شیطان کو	کارساز	اللہ کے علاوہ	تو اس نے گھاٹا اٹھایا ہے

خُسْرَانًا مُّبِيْنًا	يَعِدُهُمْ	وَيُمَنِّيْهِمْ ؕ
کھلم کھلا ایک بہت بڑا گھاٹا	وہ وعدے کرتا ہے ان سے	اور وہ تمناؤں میں مبتلا کرتا ہے ان کو

وَمَا يَعِدُهُمُ	الشَّيْطٰنُ	اِلَّا	غُرُوْرًا ﴿۱۲۰﴾	اُولٰٓئِكَ	مَاْوٰىهُمْ
اور وعدہ نہیں کرتا ان سے	شیطان	مگر	دھوکوں کا	یہ لوگ ہیں	جن کا ٹھکانہ

جَهَنَّمُ	وَلَا يَجِدُوْنَ	عَنْهَا	مَحِيْصًا
جہنم ہے	اور وہ لوگ نہیں پائیں گے	اس سے	کوئی بچنے کی جگہ

نوٹ۔1

اس جگہ جس ردوبدل کو شیطان فعل قرار دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ انسان کسی ءیز سے وہ کام لے جس کے لئے خدا نے اسے پیدا نہیں کیا ہے اور کسی چیز سے وہ کام نہ لے جس کے لئے خدا نے اسے پیدا کیا ہے۔ بالفاظِ دیگر وہ تمام افعال جو انسان اپنی اور اشیاء کی فطرت کے خلاف کرتا ہے، اور وہ تمام صورتیں جو وہ منشائے فطرت سے گریز کے لئے اختیار کرتا ہے، اِس آیت کی رو سے شیطان کی گمراہ کن تحریکات کا نتیجہ ہیں۔ مثلاً رہبانیت، مردوں اور عورتوں کو بانجھ بنانا، عورتوں کو ان خدمات سے منحرف کرنا جو فطرت نے ان کے سپرد کی ہیں اور انہیں تمدن کے ان شعبوں میں گھسیٹ لانا جن کے لئے مرد پیدا کیا گیا ہے۔ یہ اور اس طرح کے بے شمار افعال جو شیطان کو شاگرد دنیا میں کر رہے ہیں، دراصل یہ معنی رکھتے ہیں کہ یہ لوگ خالق کائنات کے ٹھہرائے ہوئے قوانین کو غلط سمجھتے ہیں اور ان میں اصلاح فرمانا ءاہتے ہیں۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (122 تا 126)

﴿ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ
وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ﴿۱۲۲﴾ لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ؕ مَنْ يَّعْمَلْ
سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۲۳﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ
اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ﴿۱۲۴﴾ وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ
وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ﴿۱۲۵﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ﴿۱۲۶﴾ ع ﴾

ترکیب

وَعْدَ اللّٰهِ کی نصب بتارہی ہے کہ یہ کسی فعل محذوف کا مفعول ہے۔ وہ فعل قَدْ وَقَعَ بھی ہوسکتا ہے۔ حَقًّا حال ہے اور قِيْلًا تمیز ہے۔ بِاَمَانِيِّكُمْ اگر لَيْسَ کی خبر ہوتی پھر لَيْسَ کے بجائے لَيْسَتْ آتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ خبر نہیں ہے اور لَيْسَ کا اسم اور خبر دونوں محذوف ہیں جو کہ اَمْرُ الْقِيٰمَةِ وَاجِبًا ہوسکتا ہے۔ اس طرح بِاَمَانِيِّكُمْ متعلق خبر ہے اور اس پر بِ مطابقت کا ہے۔ وَلَآ اَمَانِيِّ کی جر بتارہی ہے کہ یہ بِ پر عطف ہے۔ يُجْزَ دراصل مضارع مجہول يُجْزٰی ہے، جواب شرط ہونے کی وجہ

سے مجزوم ہوا تو ی' گر گئی۔ وَلَا یَجِدْ کا مفعول وَلِیًّا اور نَصِیْرًا ہیں۔ مِنْ ذَکَرٍ کا مِنْ بیانیہ ہے۔ حَنِیْفًا حال ہے۔ اس
721
کو اِبْرٰهِیْمَ کا حال بھی مانا جا سکتا ہے اور اِتَّبَعَ کی ضمیر فاعلی کا بھی۔ ہماری ترجیح ہے کہ اس کو ضمیر فاعلی کا حال مانا جائے۔

ترجمہ

وَالَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوا	الصّٰلِحٰتِ	سَنُدْخِلُهُمْ	جَنّٰتٍ
اور وہ لوگ جو	ایمان لائے	اور عمل کئے	نیکی کے	ہم داخل کریں گے ان کو	ایسے باغات میں

تَجْرِیْ	مِنْ تَحْتِهَا	الْاَنْهٰرُ	خٰلِدِیْنَ	فِیْهَاۤ	اَبَدًا ؕ
بہتی ہیں	جن کے نیچے سے	نہریں	ایک حالت میں رہتے ہوئے	اس میں	ہمیشہ

وَعْدَ اللّٰهِ	حَقًّا	وَمَنْ	اَصْدَقُ	مِنَ اللّٰهِ	قِیْلًا
(ہو چکا) اللہ کا وعدہ	حق ہوتے ہوئے	اور کون	زیادہ سچا ہے	اللہ سے	بلحاظ بات کے

لَیْسَ	بِاَمَانِیِّكُمْ	وَلَاۤ اَمَانِیِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ
(قیامت کا معاملہ) نہیں ہے	تمہاری آرزوؤں کے مطابق	اور نہ اہل کتاب کی آرزوؤں کے مطابق

مَنْ	یَّعْمَلْ	سُوْٓءًا	یُّجْزَ	بِهٖ	وَلَا یَجِدْ	لَهٗ
جو	عمل کرے گا	کسی برائی کا	تو اس کو بدلہ دیا جائے گا	اس کا	اور وہ نہیں پائے گا	اپنے لئے

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	وَلِیًّا	وَّلَا نَصِیْرًا	وَمَنْ	یَّعْمَلْ	مِنَ الصّٰلِحٰتِ
اللہ کے علاوہ	کوئی کارساز	اور نہ کوئی مددگار	اور جو	کرے گا	نیکیوں میں سے

مِنْ ذَكَرٍ	اَوْ اُنْثٰی	وَ	هُوَ	مُؤْمِنٌ	فَاُولٰٓئِكَ	یَدْخُلُوْنَ
مذکر ہو	یا مونث	اس حال میں کہ	وہ	مومن ہو	تو وہ لوگ	داخل ہوں گے

الْجَنَّةَ	وَلَا یُظْلَمُوْنَ	نَقِیْرًا	وَمَنْ	اَحْسَنُ
جنت میں	اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا	ایک تل بھر بھی	اور کون	زیادہ اچھا ہے

دِیْنًا	مِّمَّنْ	اَسْلَمَ	وَجْهَهٗ	لِلّٰهِ	وَ
بلحاظ دین کے	اس سے جس نے	فرمانبردار کیا	اپنے چہرے کو	اللہ کا	اس حال میں کہ

هُوَ	مُحْسِنٌ	وَّاتَّبَعَ	مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ	حَنِیْفًا
وہ	احسان کرنے والا ہے	اور اس نے پیروی کی	ابراہیمؑ کے طریقے کی	یکسو ہو کر

وَاتَّخَذَ	اللّٰهُ	اِبْرٰهِیْمَ	خَلِیْلًا	وَلِلّٰهِ	مَا	فِی السَّمٰوٰتِ
اور بنایا	اللہ نے	ابراہیمؑ کو	دوست	اور اللہ ہی کے لئے ہے	وہ، جو	آسمانوں میں ہے

وَمَا	فِی الْاَرْضِ	وَكَانَ	اللّٰهُ	بِكُلِّ شَیْءٍ	مُّحِیْطًا
اور وہ، جو	زمین میں ہے	اور ہے	اللہ	ہر چیز کا	احاطہ کرنے والا

آیت نمبر(127 تا 130)

721

﴿ وَ يَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ ۙ وَ مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ
الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَ تَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَ اَنْ
تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ؕ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ﴿١٢٧﴾ وَ اِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ
بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَاۤ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ؕ وَ الصُّلْحُ خَيْرٌ ؕ وَ اُحْضِرَتِ
الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ؕ وَ اِنْ تُحْسِنُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿١٢٨﴾ وَ لَنْ تَسْتَطِيْعُوْۤا اَنْ تَعْدِلُوْا
بَيْنَ النِّسَآءِ وَ لَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ وَ اِنْ تُصْلِحُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ
كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿١٢٩﴾ وَ اِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ﴿١٣٠﴾ ﴾

ش ح ح

(ن) شُحًّا: لالچ کرنا۔ بخل کرنا۔
شُحٌّ: اسم ذات بھی ہے۔ لالچ۔ بخل۔ آیت زیر مطالعہ۔
شَحِيْحٌ: ج اَشِحَّةٌ۔ فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ ہمیشہ لالچ کرنے والا۔ لالچی۔ بخیل۔ ﴿ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ﴾ (33/الاحزاب:19) ''رال ٹپکاتے ہوئے مال پر''

ع ل ق

(س) عُلُوْقًا: کسی چیز کا کسی چیز میں پھنس کر اس میں الجھ جانا۔ چمٹ جانا۔ لٹک جانا۔
عَلَقٌ: چمٹی ہوئی یا لٹکی ہوئی چیز۔ جمے ہوئے خون کا لوتھڑا۔ ﴿ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ﴾ (22/الحج:5) ''تو ہم نے پیدا کیا تم کو ایک مٹی سے پھر ایک پانی کی بوند سے پھر ایک خون کے لوتھڑے سے''

تفعیل
تَعْلِيْقًا: چمٹانا۔ لٹکانا۔
مُعَلَّقٌ: اسم المفعول ہے۔ لٹکایا ہوا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ، فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ کے فِيْ پر عطف ہونے کی وجہ سے حالتِ جر میں ہے۔ وَاَنْ بھی وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ پر
عطف ہے۔ وَمَا تَفْعَلُوْا کا مَا شرطیہ ہے اس لئے تَفْعَلُوْا مجزوم ہے۔ وَاِنِ امْرَاَةٌ میں اِمْرَاَةٌ مبتداء ہے اور جملہ فعلیہ خَافَتْ اس کی خبر ہے۔ اُحْضِرَتْ کا نائب فاعل اَلْاَنْفُسُ ہے اور اَلشُّحَّ مفعول ثانی ہے۔ يُغْنِ جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہوا تو اس کی 'ی' گر گئی ہے۔

ترجمہ

وَيَسْتَفْتُوْنَكَ	فِي النِّسَآءِ	قُلِ	اللّٰهُ	يُفْتِيْكُمْ
اور یہ لوگ پوچھتے ہیں آپؐ سے	عورتوں کے بارے میں	آپؐ کہئے	اللہ	بتاتا ہے تم لوگوں کو

فِيْهِنَّ	وَمَا	يُتْلٰى عَلَيْكُمْ	فِي الْكِتٰبِ
ان عورتوں کے بارے میں	اور جو	پڑھ کر سنایا گیا تم لوگوں کو	اِس کتاب میں

فِیْ یَتٰمَی النِّسَآءِ الّٰتِیْ	لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ	مَا	كُتِبَ 721	لَهُنَّ
ایسی عورتوں کے یتیموں کے بارے میں	تم لوگ نہیں دیتے جن کو	وہ جو	فرض کیا گیا	ان کے لئے

وَ	تَرْغَبُوْنَ	اَنْ	تَنْكِحُوْهُنَّ	وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ
اور (پھر بھی)	رغبت رکھتے ہو	کہ	تم لوگ نکاح کروان سے	اورلڑکوں میں سے کمزوروں کے بارے میں

وَاَنْ	تَقُوْمُوْا	لِلْيَتٰمٰى	بِالْقِسْطِ ؕ	وَمَا	تَفْعَلُوْا	مِنْ خَيْرٍ
اور یہ کہ	تم لوگ قائم رہو	یتیموں کے لئے	انصاف پر	اور جو	تم لوگ کرو گے	کوئی بھی بھلائی

فَاِنَّ اللّٰهَ	كَانَ	بِهٖ	عَلِيْمًا	وَاِنِ	امْرَاَةٌ	خَافَتْ	مِنْۢ بَعْلِهَا
تو یقیناً اللہ	ہے	اس کو	جاننے والا	اور اگر	کوئی عورت	خوف رکھتی ہے	اپنے شوہر سے

نُشُوْزًا	اَوْ	اِعْرَاضًا	فَلَا جُنَاحَ	عَلَيْهِمَآ	اَنْ	يُّصْلِحَا
بدمزاجی کا	یا	بے توجہی کا	تو کوئی گناہ نہیں ہے	ان دونوں پر	کہ	وہ دونوں سمجھوتہ کرلیں

بَيْنَهُمَا	صُلْحًا	وَالصُّلْحُ	خَيْرٌ	وَاُحْضِرَتِ	الْاَنْفُسُ
آپس میں	صلح کا	اور صلح	بہتر ہے	اور حاضر کی گئی (یعنی رچا بسا دی گئی)	طبیعتوں میں

الشُّحَّ	وَاِنْ	تُحْسِنُوْا	وَتَتَّقُوْا	فَاِنَّ اللّٰهَ	كَانَ	بِمَا	تَعْمَلُوْنَ
لالچ	اور اگر	تم لوگ احسان کرو	اور تقویٰ کرو	تو یقیناً اللہ	ہے	اس سے جو	تم لوگ کرتے ہو

خَبِيْرًا	وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا	اَنْ	تَعْدِلُوْا	بَيْنَ النِّسَآءِ	وَلَوْ
باخبر	اور تم لوگ ہرگز استطاعت نہیں رکھتے	کہ	عدل کرو	عورتوں کے مابین	اور اگر (یعنی خواہ)

حَرَصْتُمْ	فَلَا تَمِيْلُوْا	كُلَّ الْمَيْلِ	فَتَذَرُوْهَا
تم لوگ خواہش کرو	تو پھر تم لوگ ایک (ہی) کے مت ہو رہو	بالکل ایک طرف کا ہونا	کہ چھوڑ دو اس کو (یعنی دوسری بیوی کو)

كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ	وَاِنْ	تُصْلِحُوْا	وَتَتَّقُوْا	فَاِنَّ اللّٰهَ	كَانَ	غَفُوْرًا
لٹکائی ہوئی کی مانند	اور اگر	تم لوگ اصلاح کرو	اور تقویٰ کرو	تو یقیناً اللہ	ہے	بے انتہا بخشنے والا

رَّحِيْمًا	وَاِنْ	يَّتَفَرَّقَا	يُغْنِ	اللّٰهُ	كُلًّا
ہر حال میں رحم کرنے والا	اور اگر	وہ دونوں الگ ہو جائیں	تو بے نیاز کردے گا	اللہ	سب کو

مِّنْ سَعَتِهٖ	وَكَانَ	اللّٰهُ	وَاسِعًا	حَكِيْمًا
اپنی وسعت سے	اور ہے	اللہ	وسعت دینے والا	حکمت والا

نوٹ۔1

بعض لوگوں کو کہنا ہے کہ پہلے یعنی اسی سورہ کی آیت نمبر۔۳ میں عدل کی شرط کے ساتھ چار تک شادیاں کرنے کی اجازت دی گئی تھی۔لیکن اب آیت نمبر۔۱۲۹ میں عدل کو ناممکن قرار دے کر اس اجازت کو منسوخ کر دیا گیا

اس آیت میں اگر صرف اتنا ہی کہا ہوتا کہ تم عورتوں کے درمیان عدل نہیں کر سکتے، تو پھر اس استدلال کو قبول کرنا ممکن تھا، لیکن اس کے ساتھ ہی یہ ہدایت موجود ہے کہ ایسی صورت میں ایک ہی بیوی کے مت ہو رہو۔ اس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ چار تک شادیاں کرنے کی اجازت منسوخ نہیں ہوئی ہے۔

صحیح بات یہ ہے کہ ابتدا میں جو ہدایت دی گئی تھیں ان کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کے سلسلے میں کچھ الجھنیں اور سوالات پیدا ہوئے تھے۔ ان کی وضاحت ان آیات زیر مطالعہ میں کی گئی ہے۔ اس پس منظر میں آیت نمبر۔ ۱۲۹ کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ طبعی میلان اور دلی لگاؤ کے پہلو سے تمام بیویوں کے درمیان برابری کرنا تمہارے اختیار میں نہیں ہے۔ اور اسلام کا یہ اصول ہے کہ جس چیز پر انسان کا اختیار نہ ہو تو اس پر اس سے مواخذہ نہیں ہوتا۔ اس لئے اس پہلو سے برابری نہ کرنے پر تم سے مواخذہ نہیں ہوگا۔ البتہ دلی لگاؤ میں فرق کے باوجود تمام بیویوں کے حقوق کی ادائیگی میں برابری کرنا تمہارے اختیار میں ہے۔ اس لئے اس میں کوتاہی پر تمہارا مواخذہ ہوگا۔

آیت نمبر (131 تا 134)

﴿ وَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ لَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ اِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا
اللّٰهَ ؕ وَ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ۝۱۳۱ وَ لِلّٰهِ مَا فِي
السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝۱۳۲ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَ يَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ؕ وَ كَانَ
اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا ۝۱۳۳ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ
سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝۱۳۴ ع ﴾

ترکیب

وَصَّيْنَا کا مفعول اول اَلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ہے اور اِيَّاكُمْ اس کا مفعول ثانی ہے۔ يَاْتِ جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے اور اس کی 'ی' گری ہوئی ہے۔ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ مبتداء موخر نکرہ ہے، اس کی خبر محذوف ہے اور فَعِنْدَ اللّٰهِ قائم مقام خبر مقدم ہے۔

ترجمہ

وَلِلّٰهِ	مَا	فِي السَّمٰوٰتِ	وَمَا	فِي الْاَرْضِ	وَلَقَدْ وَصَّيْنَا
اور اللہ ہی کے لئے ہے	وہ جو	آسمانوں میں ہے	اور وہ جو	زمین میں ہے	اور بیشک ہم تاکید کر چکے ہیں

الَّذِيْنَ	اُوْتُوا	الْكِتٰبَ	مِنْ قَبْلِكُمْ	وَاِيَّاكُمْ	اَنِ	اتَّقُوا	اللّٰهَ
ان لوگوں کو جن کو	دی گئی	کتاب	تم لوگوں سے پہلے	اور تم لوگوں کو بھی	کہ	تقویٰ کرو	اللہ کا

وَاِنْ	تَكْفُرُوْا	فَاِنَّ	لِلّٰهِ	مَا	فِي السَّمٰوٰتِ	وَمَا
اور اگر	تم لوگ انکار کرو گے	تو یقینا	اللہ ہی کے لئے ہے	وہ جو	آسمانوں میں ہے	اور وہ، جو

فِي الْاَرْضِ	وَكَانَ	اللّٰهُ	غَنِيًّا	حَمِيْدًا ۝۱۳۱	وَلِلّٰهِ	مَا	فِي السَّمٰوٰتِ
زمین میں ہے	اور ہے	اللہ	بے نیاز	حمد کیا ہوا	اور اللہ ہی کے لئے ہے	وہ جو	آسمانوں میں ہے

وَمَا	فِي الْاَرْضِ ۭ	وَكَفٰى	بِاللّٰهِ	وَكِيْلًا ۝١٣٢	721 اِنْ	يَّشَاْ
اور وہ، جو	زمین میں ہے	اور کافی ہے	اللہ	بطور کام نکالنے والے کے	اگر	وہ چاہے

يُذْهِبْكُمْ	اَيُّهَا النَّاسُ	وَيَاْتِ	بِاٰخَرِيْنَ ۭ	وَكَانَ	اللّٰهُ
تو وہ لے جائے گا تم لوگوں کو	اے لوگو	اور وہ لے آئے گا	دوسروں کو	اور ہے	اللہ

عَلٰي ذٰلِكَ	قَدِيْرًا ۝١٣٣	مَنْ	كَانَ يُرِيْدُ	ثَوَابَ الدُّنْيَا	فَعِنْدَ اللّٰهِ
اس پر	قدرت رکھنے والا	جو	ارادہ کرے گا	دُنیا کے ثواب کا	تو اللہ کے (پاس تو)

ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ	وَكَانَ	اللّٰهُ	سَمِيْعًا	بَصِيْرًا ۝١٣٤
دنیا اور آخرت (دونوں) کا ثواب ہے	اور ہے	اللہ	سننے والا	دیکھنے والا

آیت نمبر (135 تا 139)

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاۗءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓي اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ
اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۣ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ
كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝١٣٥ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَ
الْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ
ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝١٣٦ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ
لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ۝١٣٧ۭ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمَۨا ۝١٣٨ۙ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ
اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَھُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۝١٣٩ۭ ﴾

ترکیب

كُوْنُوْا کا اسم اس میں اَنْتُمْ کی ضمیر ہے۔ قَوّٰمِيْنَ اور شُهَدَاۗءَ دونوں اس کی خبر ہیں۔ عَلٰٓي اَنْفُسِكُمْ کا مبتداء اور خبر دونوں محذوف ہیں، پورا جملہ کچھ اس طرح ہوتا وَلَوْ هُوَ صَوْبٌ عَلٰٓي اَنْفُسِكُمْ۔ اَلْوَالِدَيْنِ اور اَلْاَقْرَبِيْنَ عَلٰي پر عطف ہونے کی وجہ سے حالتِ جر میں ہیں۔ لفظ اَوْلٰى افعل تفضیل ہے۔ بِهِمَا میں تثنیہ کی ضمیر اَلْوَالِدَيْنِ اور اَلْاَقْرَبِيْنَ کے لئے ہے۔ تَلْوٗا کا مفعول اَلْسِنَتَكُمْ محذوف ہے۔ لِلّٰهِ جَمِيْعًا میں لفظ اللہ پر لام تملیک ہے۔

ترجمہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	كُوْنُوْا	قَوّٰمِيْنَ
اے لوگو جو	ایمان لائے ہو	تم لوگ ہو جاؤ	بہت زیادہ نگرانی کرنے والے

بِالْقِسْطِ	شُهَدَاۗءَ	لِلّٰهِ	وَلَوْ	عَلٰٓي اَنْفُسِكُمْ
انصاف کی	(اور) گواہی دینے والے	اللہ کے لئے	اور اگرچہ (وہ پڑے)	تمہارے اپنے آپ پر

اَوِ الْوَالِدَيْنِ	وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ	اِنْ يَّكُنْ	غَنِيًّا	اَوْ فَقِيْرًا	فَاللّٰهُ
یا والدین پر	اور قرابت داروں پر	اگر وہ ہوں	مالدار	یا محتاج	تو اللہ

اَوْلٰى	بِهِمَا	فَلَا تَتَّبِعُوا	الْهَوٰٓى	اَنْ	721 تَعْدِلُوْا ۚ
زیادہ حمایتی ہے	ان دونوں کا	پس تم لوگ پیروی مت کرو	خواہش کی	کہ	انصاف (نہ) کرو

وَاِنْ	تَلْوٗٓا	اَوْ	تُعْرِضُوْا	فَاِنَّ اللّٰهَ	كَانَ	بِمَا
اور اگر	تم لوگ مروڑتے ہو (زبانوں کو)	یا	بے رخی کرتے ہو	تو یقینا اللہ	ہے	اس سے جو

تَعْمَلُوْنَ	خَبِيْرًا	يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْٓا	اٰمِنُوْا	بِاللّٰهِ
تم لوگ کرتے ہو	باخبر	اے لوگو جو	ایمان لائے ہو	تم لوگ ایمان لاؤ	اللہ پر

وَرَسُوْلِهٖ	وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ	نَزَّلَ	عَلٰى رَسُوْلِهٖ
اور اس کے رسول پر	اور اس کتاب پر جو	اس نے بتدریج اتاری	اپنے رسول پر

وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ	اَنْزَلَ	مِنْ قَبْلُ ؕ	وَمَنْ	يَّكْفُرْ	بِاللّٰهِ	وَمَلٰٓئِكَتِهٖ
اور اس کتاب پر جو	اتاری	اس سے پہلے	اور جو	انکار کرے گا	اللہ کا	اور اس کے فرشتوں کا

وَكُتُبِهٖ	وَرُسُلِهٖ	وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ	فَقَدْ ضَلَّ	ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا
اور اس کی کتابوں کا	اور اسکے رسولوں کا	اور آخری دن کا	تو وہ گمراہ ہوا ہے	دور کی گمراہی میں

اِنَّ الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	ثُمَّ	كَفَرُوْا	ثُمَّ اٰمَنُوْا	ثُمَّ كَفَرُوْا	ثُمَّ
بیشک جو لوگ	ایمان لائے	پھر	انہوں نے کفر کیا	پھر ایمان لائے	پھر کفر کیا	پھر

ازْدَادُوْا	كُفْرًا	لَّمْ يَكُنِ	اللّٰهُ	لِيَغْفِرَ	لَهُمْ
وہ لوگ زیادہ ہوئے	بلحاظ کفر کے	تو ہرگز نہیں ہے	اللہ	کہ وہ معاف کرے	ان کو

وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ	سَبِيْلًا	بَشِّرِ	الْمُنٰفِقِيْنَ	بِاَنَّ
اور نہ (یہ) کہ وہ ہدایت دے ان کو	راستے کی	آپ بشارت دیجئے	منافقوں کو	اس کی کہ

لَهُمْ	عَذَابًا اَلِيْمَا	الَّذِيْنَ	يَتَّخِذُوْنَ	الْكٰفِرِيْنَ	اَوْلِيَآءَ
ان کے لئے	ایک دردناک عذاب ہے	(یہ) وہ لوگ (ہیں) جو	بناتے ہیں	کافروں کو	کارساز

مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ	اَ	يَبْتَغُوْنَ	عِنْدَهُمُ	الْعِزَّةَ	فَاِنَّ الْعِزَّةَ
مومنوں کے علاوہ	کیا	یہ لوگ تلاش کرتے ہیں	ان کے پاس	عزت کو	تو یقینا عزت تو

لِلّٰهِ	جَمِيْعًا
اللہ ہی کی ملکیت ہے	کل کی کل

نوٹ۔1

آیت نمبر۔۱۳۵ میں اللہ تعالیٰ کا حکم بہت واضح ہے۔ اس میں یہ نہیں کہا ہے کہ انصاف کرو۔ بلکہ یہ حکم دیا ہے کہ انصاف کی نگہبانی کرنے والے بنو۔ اس طرز کلام سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ انصاف کرنے کا اختیار تو معاشرے

721

میں چند افراد کو حاصل ہوتا ہے اور انصاف کرنا ان کا فرض ہے۔ البتہ انصاف کی نگہبانی کرنا معاشرے کے ہر فرد پر فرض ہے۔ اس لئے کسی بھی شخص کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ حق بات کہنے اور حق کی گواہی دینے سے گریز کرے، خواہ اس کے نتیجے میں اپنا نقصان ہوتا ہو یا والدین اور رشتہ داروں کا نقصان ہوتا ہو، مزید یہ کہ اس فرض کی ادائیگی میں نہ تو کسی مالدار کی کوئی رعایت کرے اور نہ کسی غریب پر ترس کھائے۔

ہم لوگ اپنے رب کے اس حکم کے ساتھ جو سلوک کر رہے ہیں اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہر شخص کو اس کا مشاہدہ اور تجربہ ہے۔

نوٹ۔2

آیت نمبر ۱۳۶ میں جو لوگ ایمان لائے ہیں، انہیں حکم دیا جا رہا ہے کہ تم لوگ ایمان لاؤ۔ یہ دراصل اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب کی بات ہے۔ اس لئے کہ ایک شخص جب دین کی مبادیات کا زبان سے اقرار کر لیتا ہے تو وہ اہل ایمان کے زمرے میں شامل ہو جاتا ہے۔ اب اس سے اللہ تعالیٰ کا مطالبہ یہ ہے کہ جن باتوں کا زبان سے اقرار کیا ہے، ان پر اب دلی یقین کی کیفیت بھی پیدا کرو۔ اس حکم کی اہمیت کو سمجھ لیں۔

اس دنیا میں کسی کے مسلمان ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ صرف زبانی اقرار کی بنیاد پر ہوگا، کیونکہ دلی یقین کو ناپنے کا ہمارے پاس کوئی پیمانہ نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ زبانی اقرار ایک جامد حقیقت ہے۔ اس کا وجود یا تو ہوگا یا نہیں ہوگا۔ اس میں کسی کمی بیشی کا امکان نہیں۔ اس لئے دنیاوی حقوق میں تمام مسلمان برابر ہیں۔ کسی باپ کا ایک بیٹا عابد و زاہد اور فرمانبردار ہے، جبکہ دوسرا بیٹا فاسق و فاجر اور نافرمان ہے۔ لیکن والد کے انتقال پر ترکہ میں دونوں کو برابر حصہ ملے گا۔ فرمانبردار کو زیادہ اور نافرمان کو کم دینے کی اجازت نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کسی اولاد کا عاق کرنے کی اسلام میں اجازت نہیں ہے۔

آخرت میں فیصلے کے وقت بھی پہلے زبانی اقرار کی ضرور پڑے گی۔ کیونکہ اقرار کرنے والوں اور انکار کرنے والوں کا حساب الگ الگ ہوگا۔ اقرار کرنے والوں کی نمازوں کی پہلے گنتی ہوگی۔ اگر نمازوں کی گنتی پوری ہوگی تو حساب کتاب آگے بڑھے گا اور باقی نیکیوں کی گنتی ہوگی۔

اعمال کی گنتی کے بعد ان کا وزن ہوگا۔ یہ وہ مرحلہ ہے جہاں دلی یقین کی ضرورت پڑے گا۔ اس لئے کہ ایک مسلمان دلی یقین کے ساتھ نیکیاں کرتا رہا اور دوسرا یقین سے خالی دل کے ساتھ نیکیاں کرتا رہا تو دونوں کی نیکیاں گنتی میں اگر برابر بھی ہوں، تب بھی وزن میں برابر نہیں ہوں گی۔ ایک نیکی کے عوض دس سے سات سو نیکی کے اجر کے فیصلے میں نیکی کرنے والے کی ظروف و احوال کے ساتھ اس کی نیت اور دلی کیفیت کا بھی عمل دخل ہوگا۔ اس لئے زبانی اقرار کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ کا مطالبہ ہے کہ دلی یقین بھی پیدا کرو۔

اللہ تعالیٰ کے مطالبے کی اہمیت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ جس طرح زبانی اقرار ایک جامد حقیقت ہے اور اس میں کمی بیشی کا امکان نہیں ہے، اسی طرح دلی یقین ایک متغیر حقیقت ہے اور اس میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ اس لئے آخرت میں کامیابی کے خواہشمند مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے دلی یقین کے لئے فکر مند رہے، اللہ سے دعا بھی کرتا رہے اور اسے برابر چیک بھی کرتا رہے۔ جس طرح ذیابطیس کا مریض صبح و شام اپنا شوگر لیول چیک کرتا ہے۔

آیت نمبر (140 تا 141)

721

﴿وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ
حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ڮ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ
جَمِيْعَۨا ۙ ۝١٤٠ الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ڮ وَاِنْ كَانَ
لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ ۭ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ۝١٤١ۧ﴾

خ و ض

(ن) — خَوْضًا — (1) پانی کی تہہ میں اُترنا۔ (2) بال کی کھال نکالنا۔ لا حاصل گفتگو کرنا۔ بے پر کی اُڑانا۔ آیت زیر مطالعہ ہے۔

خَائِضٌ — اسم الفاعل ہے۔ لا حاصل گفتگو کرنے والا۔ ﴿وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَاۗىِٕضِيْنَ ۝۴۵﴾ (74/المدثر:45) ''اور ہم لوگ لا حاصل گفتگو کرتے تھے لا حاصل بات کرنے والوں کے ساتھ۔''

ح و ذ

(ن) — حَوْذًا — حفاظت کرنا۔ نگہبانی کرنا۔

(استفعال) — اِسْتِحْوَاذًا — گھیر لینا۔ غالب ہونا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

سَمِعْتُمْ کا مفعول اٰيٰتِ اللّٰهِ۔ بِهَا میں هَا کی ضمیر اٰيٰتِ اللّٰهِ کے لیے ہے۔ جَمِيْعًا تمیز ہے اور تاکید کے لیے ہے۔ اِنْ شرطیہ کی وجہ سے كَانَ کا ترجمہ حال میں ہوگا۔ فَتْحٌ اور نَصِيْبٌ مبتداء مؤخر نکرہ اور كَانَ کا اسم ہیں، ان کی خبریں محذوف ہیں۔ وَنَمْنَعْكُمْ کا مجزوم ہونا بتا رہا ہے کہ یہ اَلَمْ پر عطف ہے۔ لَنْ يَّجْعَلَ کا مفعول سَبِيْلًا ہے۔

ترجمہ

وَقَدْ نَزَّلَ	عَلَيْكُمْ	فِي الْكِتٰبِ	اَنْ	اِذَا	سَمِعْتُمْ
اور وہ (یعنی اللہ) اُتار چکا ہے	تم لوگوں پر	کتاب میں	کہ	جب کبھی	تم لوگ سنو

اٰيٰتِ اللّٰهِ	يُكْفَرُ	بِهَا	وَيُسْتَهْزَاُ	بِهَا	فَلَا تَقْعُدُوْا
اللہ کی آیات کو	(کہ) انکار کیا جاتا ہو	ان کا	اور مذاق اُڑایا جاتا ہو	ان کا	تو مت بیٹھو

مَعَهُمْ	حَتّٰى	يَخُوْضُوْا	فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ	اِنَّكُمْ
ان کے ساتھ	یہاں تک کہ	وہ لوگ مشغول ہو جائیں	ان کے علاوہ کسی اور بات میں	یقیناً تم لوگ

اِذًا	مِّثْلُهُمْ	اِنَّ اللّٰهَ	جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ	وَالْكٰفِرِيْنَ
پھر تو	ان جیسے ہوگے	بیشک اللہ	منافقوں کو جمع کرنے والا ہے	اور کافروں کو

فِيْ جَهَنَّمَ	جَمِيْعًا	الَّذِيْنَ	يَتَرَبَّصُوْنَ	بِكُمْ	فَاِنْ
جہنم میں	سب کو	(یہ) وہ لوگ (ہیں) جو	انتظار کرتے ہیں	تمہارے بارے میں	پھر اگر

كَانَ	لَكُمْ	فَتْحٌ	مِّنَ اللّٰهِ	قَالُوْٓا	اَلَمْ نَكُنْ 721	مَّعَكُمْ
ہوتی ہے	تمہارے لیے	کوئی فتح	اللہ (کی طرف) سے	تو وہ لوگ کہتے ہیں	کیا ہم نہیں تھے	تمہارے ساتھ

وَاِنْ	كَانَ	لِلْكٰفِرِيْنَ	نَصِيْبٌ	قَالُوْٓا	اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ	عَلَيْكُمْ
اور اگر	ہوتا ہے	کافروں کے لیے	کوئی حصہ	تو وہ کہتے ہیں	کیا ہم قابو یافتہ نہ تھے	تم پر

وَنَمْنَعْكُمْ	مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ	فَاللّٰهُ	يَحْكُمُ	بَيْنَكُمْ
اور کیا ہم نے نہیں بچایا تم کو	مومنوں سے	پس اللہ	فیصلہ کرے گا	تم لوگوں کے درمیان

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	وَلَنْ يَّجْعَلَ	اللّٰهُ	لِلْكٰفِرِيْنَ	عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ	سَبِيْلًا
قیامت کے دن	اور ہرگز نہیں بنائے گا	اللہ	کافروں کے لیے	مومنوں پر	کوئی الزام

نوٹ۔1 سورۃ النساء مدنی ہے۔اس سے پہلے مکی دور میں سورۃ الانعام کی آیت نمبر۔۶۸ میں یہی حکم آچکا تھا جس کا یہاں حوالہ دیا گیا ہے۔

نوٹ۔2 اللہ کی آیات کا انکار کرنے اور مذاق اُڑانے کے مفہوم میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے قیامت تک کے لیے ان لوگوں کو بھی شامل کیا ہے جو قرآن کی غلط تفسیر کریں یا اس کے معانی میں تحریف کریں یا بدعات نکالیں (مظہری، ج ۲۔ص ۲۶۳)۔تفسیر بحر محیط میں ہے کہ ان آیات سے معلوم ہوا کہ جس بات کا زبان سے کہنا گناہ ہے اس کا کانوں سے با اختیار سننا بھی گناہ ہے۔اس بارے میں اختلاف رائے ہے کہ جب وہ اس گفتگو کو ختم کر کے کوئی بات شروع کر دیں تو پھر ایسے لوگوں کی مجلس میں شرکت کرنا جائز ہے یا نہیں۔تفسیر مظہری میں دونوں آراء کی تطبیق اس طرح کی گئی ہے کہ ایسے لوگوں کی مجلس میں بلاضرورت شرکت کرنا تو حرام ہے۔البتہ کسی شرعی ضرورت کے تحت یا دعوت وتبلیغ کے لیے شرکت کی جائے تو جائز ہے۔(منقول از معارف القرآن)

نوٹ۔1 دیندار لوگوں کی محفل میں بھی اگر شخصیات زیرِ بحث ہوں اور غیبت و بہتان کا بازار گرم ہو، تو اللہ کے حکم کی یہ خلاف ورزی بھی اس کی آیات کا مذاق اُڑانے کے مترادف ہے۔اوّل انہیں اس کام سے روکیں اور اگر نہ مانیں تو احتجاجاً واک آؤٹ کر جائیں۔

آیت نمبر (142تا147)

﴿ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ
وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ﴿١٤٢﴾ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ
اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿١٤٣﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ
اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿١٤٤﴾ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ
تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۙ﴿١٤٥﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰۗىِٕكَ مَعَ
الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿١٤٦﴾ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَ
اٰمَنْتُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴿١٤٧﴾ ﴾

721

ک س ل

(س) **کَسِلًا**: کاہل ہونا۔ سستی کرنا۔

کُسْلَانٌ: ج کُسَالٰی۔ **فَعْلَانٌ** کے وزن پر مبالغہ ہے۔ انتہائی کاہل۔ سست۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ذ ب ذ ب

(رباعی) **ذَبْذَبَۃً**: کسی لٹکی ہوئی چیز کا ہوا میں ہلنا (گھڑی کے پینڈولم کی طرح)۔ مضطرب ہونا۔

مُذَبْذَبٌ: اسم الفاعل ہے جو صفت کے طور پر آتا ہے۔ مضطرب ہونے والا یعنی مضطرب۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

س ف ل

(ن۔س۔ک) **سَفَالًا**: (۱) نیچا یا پست ہونا۔ (۲) حقیر یا گھٹیا ہونا۔

سَافِلٌ: **فَاعِلٌ** کے وزن پر صفت ہے۔ پست۔ حقیر۔ ﴿فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا﴾ (15/الحجر:74) ”تو کر دیا ہم نے اس کے یعنی بستی کے بلند کو اس کا پست۔“

اَسْفَلُ: مؤنث سُفْلٰی۔ افعل تفضیل ہے۔ زیادہ پست۔ زیادہ حقیر۔

ترکیب

قَامُوْا کی ضمیر فاعلی هُمْ کا حال کُسَالٰی ہے۔ یُرَآءُوْنَ بھی انہی کا حال ہے۔ لَا یَذْکُرُوْنَ کی ضمیر فاعلی هُمْ کا حال مُذَبْذَبِیْنَ ہے۔ ذٰلِکَ کا اشارہ ذکر اللہ کی طرف ہے۔ اَلدَّرْكِ الْاَسْفَلِ تفضیل کل ہے۔ مَا یَفْعَلُ کا مَا استفہامیہ ہے۔

ترجمہ

اِنَّ	الْمُنٰفِقِيْنَ	يُخٰدِعُوْنَ	اللّٰهَ	وَهُوَ	خَادِعُهُمْ	وَاِذَا
بیشک	منافق لوگ	دھوکہ دیتے ہیں	اللہ کو	اور وہ	ان کو دھوکہ دینے والا ہے	اور جب بھی

قَامُوْٓا	اِلَى الصَّلٰوةِ	قَامُوْا	كُسَالٰى	يُرَآءُوْنَ
وہ لوگ کھڑے ہوتے ہیں	نماز کے لیے	تو وہ کھڑے ہوتے ہیں	انتہائی سستی سے	دکھاتے ہوئے

النَّاسَ	وَلَا يَذْكُرُوْنَ	اللّٰهَ	اِلَّا قَلِيْلًا	مُّذَبْذَبِيْنَ	بَيْنَ ذٰلِكَ
لوگوں کو	اور وہ لوگ نہیں یاد کرتے	اللہ کو	مگر تھوڑا سا	مضطرب ہوتے ہوئے	اس کے دوران

لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ	وَمَنْ	وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ	يُّضْلِلِ	اللّٰهُ	فَلَنْ تَجِدَ
نہ اس طرف ہوتے ہیں	اور نہ اُس طرف ہوتے ہیں	اور جس کو	گمراہ کرتا ہے	اللہ	تو تُو ہرگز نہیں پائے گا

لَهٗ	سَبِيْلًا	يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	لَا تَتَّخِذُوا	الْكٰفِرِيْنَ
اس کے لیے	کوئی راستہ	اے لوگو! جو	ایمان لائے ہو	تم لوگ مت بناؤ	کافروں کو

اَوْلِيَآءَ	مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ	اَ	تُرِيْدُوْنَ	اَنْ	تَجْعَلُوْا	لِلّٰهِ
کارساز	مومنوں کے علاوہ	کیا	تم لوگ چاہتے ہو	کہ	تم بناؤ	اللہ کے لیے

عَلَيْكُمْ	سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا	اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ	فِى الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ	مِنَ النَّارِ
اپنے خلاف	ایک واضح دلیل	یقیناً منافق لوگ	سب سے نچلی گہرائی میں ہیں	آگ کے

721

وَلَنْ تَجِدَ	لَهُمْ	نَصِيْرًا	اِلَّا الَّذِيْنَ	تَابُوْا	وَاَصْلَحُوْا
اورتو ہرگز نہیں پائے گا	ان کے لیے	کوئی مددگار	سوائے ان کے جنہوں نے	توبہ کی	اوراصلاح کی

وَاعْتَصَمُوْا	بِاللّٰهِ	وَاَخْلَصُوْا	دِيْنَهُمْ	لِلّٰهِ	فَاُولٰٓئِكَ
اور مضبوطی سے پکڑا	اللہ کو	اور خالص کیا	اپنے دین کو	اللہ کے لیے	تو وہ لوگ

مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ	وَسَوْفَ	يُؤْتِ	اللّٰهُ	الْمُؤْمِنِيْنَ	اَجْرًا عَظِيْمًا	مَا	يَفْعَلُ
مومنوں کے ساتھ ہیں	اورعنقریب	دے گا	اللہ	مومنوں کو	ایک شاندار بدلہ	کیا	کرے گا

اللّٰهُ	بِعَذَابِكُمْ	اِنْ	شَكَرْتُمْ	وَاٰمَنْتُمْ	وَكَانَ	اللّٰهُ
اللہ	تمہارے عذاب سے	اگر	تم لوگ شکرکرو	اورایمان لاؤ	اورہے	اللہ

شَاكِرًا	عَلِيْمًا
قدردان	جاننے والا

آیت نمبر (148 تا 152)

﴿لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ﴿١٤٨﴾ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ
تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴿١٤٩﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ
اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ
ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿١٥٠﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿١٥١﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ
رُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿١٥٢﴾ ع﴾

ترجمہ

لَا يُحِبُّ	اللّٰهُ	الْجَهْرَ	بِالسُّوْٓءِ	مِنَ الْقَوْلِ	اِلَّا	مَنْ	ظُلِمَ
نہیں پسند کرتا	اللہ	نمایاں کرنا	برائی کو	بات سے	سوائے اس کے	جس پر	ظلم کیا گیا

وَكَانَ	اللّٰهُ	سَمِيْعًا	عَلِيْمًا	اِنْ	تُبْدُوْا	خَيْرًا	اَوْ
اور ہے	اللہ	سننے والا	جاننے والا	اگر	تم لوگ نمایاں کرو	کسی بھلائی کو	یا

تُخْفُوْهُ	اَوْ	تَعْفُوْا	عَنْ سُوْٓءٍ	فَاِنَّ	اللّٰهَ	كَانَ	عَفُوًّا
چھپاؤ اس کو	یا	درگزر کرو	کسی برائی سے	تو یقیناً	اللہ	ہے	بے انتہا درگزر کرنے والا

قَدِيْرًا	اِنَّ	الَّذِيْنَ	يَكْفُرُوْنَ	بِاللّٰهِ	وَرُسُلِهٖ	وَيُرِيْدُوْنَ
قدرت رکھنے والا	بیشک	جو لوگ	انکار کرتے ہیں	اللہ کا	اور اس کے رسولوں کا	اور چاہتے ہیں

اَنْ	يُّفَرِّقُوْا	بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ	وَيَقُوْلُوْنَ

کہ	وہ لوگ فرق کریں	اللہ اوراس کے رسولوں کے درمیان	اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ

721

نُؤْمِنُ	بِبَعْضٍ	وَّنَكْفُرُ	بِبَعْضٍ	وَّيُرِيْدُوْنَ	اَنْ
ہم ایمان لاتے ہیں	کسی پر	اور انکار کرتے ہیں	کسی کا	اور چاہتے ہیں	کہ

يَّتَّخِذُوْا	بَيْنَ ذٰلِكَ	سَبِيْلًا	اُولٰٓئِكَ	هُمُ الْكٰفِرُوْنَ	حَقًّا
وہ لوگ بنائیں	اس کے درمیان	ایک راستہ	وہ لوگ	ہی کافر ہیں	یقیناً

وَاَعْتَدْنَا	لِلْكٰفِرِيْنَ	عَذَابًا مُّهِيْنًا	وَالَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	بِاللّٰهِ
اور ہم نے تیار کیا	کافروں کے لیے	ایک رسوا کرنے والا عذاب	اور جو لوگ	ایمان لائے	اللہ پر

وَرُسُلِهٖ	وَلَمْ يُفَرِّقُوْا	بَيْنَ اَحَدٍ	مِّنْهُمْ	اُولٰٓئِكَ
اور اس کے رسولوں پر	اور انہوں نے فرق نہیں کیا	کسی ایک کے درمیان	ان میں سے	وہ لوگ ہیں

سَوْفَ	يُؤْتِيْهِمْ	اُجُوْرَهُمْ	وَكَانَ اللّٰهُ	غَفُوْرًا	رَّحِيْمًا
عنقریب	وہ دے گا جن کو	ان کے اجر	اور اللہ ہے	بے انتہا بخشنے والا	ہر حال میں رحم کرنے والا

نوٹ۔1

آیت نمبر 147 میں ہدایت کی گئی ہے کہ اشخاص کے تعین کے ساتھ برائی کا اظہار صرف مظلوم کے لیے جائز ہے، دوسروں کے لیے اللہ اس کو پسند نہیں فرماتا۔ دوسرے شخص کو اگر کسی برائی کا ذکر کرنا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ عام صیغے میں بات کرے۔ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عام صیغے میں فرماتے تھے کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو اس طرح کے کام کرتے ہیں۔ (تدبر القرآن)

آیت نمبر۔47 اور 149 کا حاصل یہ ہے کہ ظلم کے جواب میں ظلم کرنا جائز نہیں ہے بلکہ ظلم کا بدلہ انصاف سے ہی لیا جا سکتا ہے اور بدلہ لینا اگرچہ جائز ہے مگر صبر کرنا اور معاف کر دینا بہتر ہے۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (153 تا 155)

﴿ يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا اَرِنَا
اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ
ذٰلِكَ ۚ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿١٥٣﴾ وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ
سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿١٥٤﴾ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَ
كُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ۭ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا
بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۠ ﴿١٥٥﴾ ﴾

ط	ب	ع

(ف) طَبْعًا کسی چیز کو ڈھال کر کوئی شکل دینا جیسے سکہ ڈھالنا۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ مختلف معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ (1) کوئی تصویر یا نقش ونگار بنانا۔ (2) کسی چیز پر کچھ چھاپنا یا چھاپ لگانا۔ آیت زیرِ مطالعہ

ترجمہ

يَسْـَٔلُكَ	اَهْلُ الْكِتٰبِ	اَنْ	تُنَزِّلَ	عَلَيْهِمْ	كِتٰبًا	721 مِّنَ السَّمَآءِ
مانگتے ہیں آپؐ سے	اہل کتاب	کہ	آپؐ اُتاریں	ان پر	کوئی کتاب	آسمان سے

فَقَدْ سَاَلُوْا	مُوْسٰۤى	اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ	فَقَالُوْۤا
تو وہ لوگ مانگ چکے ہیں	موسیٰؑ سے	اس سے زیادہ بڑی (چیز)	تو انہوں نے کہا

اَرِنَا	اللّٰهَ	جَهْرَةً	فَاَخَذَتْهُمُ	الصّٰعِقَةُ	بِظُلْمِهِمْ
آپؐ دکھائیں ہمیں	اللہ کو	کھلم کھلا	تو پکڑا ان کو	آسمانی بجلی نے	ان کے ظلم کے سبب سے

ثُمَّ اتَّخَذُوا	الْعِجْلَ	مِنْۢ بَعْدِ مَا	جَآءَتْهُمُ	الْبَيِّنٰتُ
پھر انہوں نے بنایا	بچھڑے کو (الہ)	اس کے بعد کہ	آئیں ان کے پاس	واضح (نشانیاں)

فَعَفَوْنَا	عَنْ ذٰلِكَ	وَاٰتَيْنَا	مُوْسٰى	سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا	وَرَفَعْنَا
پھر ہم نے درگزر کیا	اس سے	اور ہم نے دیا	موسیٰؑ کو	واضح غلبہ	اور ہم نے بلند کیا

فَوْقَهُمُ	الطُّوْرَ	بِمِيْثَاقِهِمْ	وَقُلْنَا	لَهُمُ	ادْخُلُوا
ان لوگوں کے اوپر	کوہِ طور کو	ان کے پختہ عہد کے لیے	اور ہم نے کہا	ان سے	تم لوگ داخل ہو

الْبَابَ	سُجَّدًا	وَّقُلْنَا	لَهُمْ	لَا تَعْدُوْا
دروازے میں	سجدہ کرنے والوں کی حالت میں	اور ہم نے کہا	ان سے	تم لوگ حد سے مت بڑھو

فِى السَّبْتِ	وَاَخَذْنَا	مِنْهُمْ	مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا	فَبِمَا
ہفتے کے دن میں	اور ہم نے لیا	ان سے	ایک مضبوط عہد	پس جو (ان کی سزا ہے) وہ ہے

نَقْضِهِمْ	مِّيْثَاقَهُمْ	وَكُفْرِهِمْ	بِاٰيٰتِ اللّٰهِ
ان کے توڑنے کے سبب سے	اپنے عہد کو	اور ان کے انکار کرنے کے سبب سے	اللہ کی نشانیوں کا

وَقَتْلِهِمُ	الْاَنْۢبِيَآءَ	بِغَيْرِ حَقٍّ	وَّقَوْلِهِمْ
اور ان کے قتل کرنے کے سبب سے	نبیوں کو	کسی حق کے بغیر	اور ان کے کہنے کے سبب سے

قُلُوْبُنَا	غُلْفٌ	بَلْ	طَبَعَ	اللّٰهُ	عَلَيْهَا
ہمارے دل	غلافوں میں بند ہیں	(ہرگز نہیں) بلکہ	چھاپ لگادی	اللہ نے	ان پر (یعنی دلوں پر)

بِكُفْرِهِمْ	فَلَا يُؤْمِنُوْنَ	اِلَّا قَلِيْلًا
ان کے کفر کے سبب سے	پس یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے	مگر تھوڑے سے

آیت نمبر (156 تا 159)

721

﴿ وَّ بِكُفْرِهِمْ وَ قَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ۝١٥٦ۙ وَّ قَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ
رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ۭ مَا
لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۝١٥٧ۙ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا
حَكِيْمًا ۝١٥٨ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ
شَهِيْدًا ۝١٥٩ۚ ﴾

ترکیب

قَتَلْنَا کا مفعول اَلْمَسِيْحَ ہے اوراس کا بدل عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ہے۔ پھر عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ کا بدل رَسُوْلَ اللّٰهِ ہے۔ بِهٖ اور مَوْتِهٖ کی ضمیریں حضرت عیسیٰؑ کے لیے ہیں۔ اسی طرح يَكُوْنُ کا اسم اس میں شامل هُوَ کی ضمیر ہے جو حضرت عیسیٰؑ کے لیے ہے۔

ترجمہ

وَّ بِكُفْرِهِمْ	وَقَوْلِهِمْ	عَلٰى مَرْيَمَ	بُهْتَانًا عَظِيْمًا	وَّ قَوْلِهِمْ
اوران کے کفر کے سبب سے	اوران کے کہنے سے	بی بی مریم پر	ایک عظیم بہتان	اوران کے کہنے سے

اِنَّا	قَتَلْنَا	اَلْمَسِيْحَ	عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ	رَسُوْلَ اللّٰهِ	وَمَا قَتَلُوْهُ
کہ ہم نے	قتل کیا	مسیحؑ کو	جو عیسیٰ ابن مریم ہیں	جو اللہ کے رسول ہیں	اورانہوں نے قتل نہیں کیاان کو

وَمَا صَلَبُوْهُ	وَلٰكِنْ	شُبِّهَ	لَهُمْ
اور نہ ہی انہوں نے سولی چڑھایا ان کو	اور لیکن	مشتبہ کیا گیا (معاملہ)	ان کے لیے

وَاِنَّ	الَّذِيْنَ	اخْتَلَفُوْا	فِيْهِ	لَفِيْ شَكٍّ	مِّنْهُ	مَا لَهُمْ
اور بیشک	جن لوگوں نے	اختلاف کیا	اس میں	یقیناً (وہ) شک میں ہیں	اس (کی طرف) سے	نہیں ہے ان کے لیے

بِهٖ	مِنْ عِلْمٍ	اِلَّا	اتِّبَاعَ	الظَّنِّ	وَمَا قَتَلُوْهُ
جس کے بارے میں	کسی قسم کا کوئی علم	سوائے اس کے کہ	پیروی کرنا	گمان کی	اورانہوں نے نہیں قتل کیاان کو

يَقِيْنًا	بَلْ	رَّفَعَهُ	اللّٰهُ	اِلَيْهِ	وَكَانَ اللّٰهُ	عَزِيْزًا	حَكِيْمًا
یقیناً	بلکہ	اٹھایا ان کو	اللہ نے	اپنی طرف	اور اللہ ہے	بالادست	حکمت والا

وَاِنْ	مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ	اِلَّا	لَيُؤْمِنَنَّ	بِهٖ	قَبْلَ مَوْتِهٖ
اور نہیں ہے	اہل کتاب میں کوئی	مگر یہ کہ	وہ لازماً ایمان لائے گا	ان پر	ان کی موت سے پہلے

وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ	يَكُوْنُ	عَلَيْهِمْ	شَهِيْدًا
اور قیامت کے دن	وہ ہوں گے	ان پر	گواہ

نوٹ۔1

حضرت عیسیٰؑ کے رفع آسمانی کی وضاحت آیت نمبر۔3/55 کے نوٹ۔1 میں کی جا چکی ہے۔ آیات زیر مطالعہ میں اس عقیدے کی بہت واضح الفاظ میں تردید کی گئی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو نعوذ باللہ قتل کیا گیا۔

یا سولی پر چڑھایا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ معاملہ ان لوگوں کے لیے مشتبہ کر دیا گیا تھا۔

اس معاملے کو کس طرح مشتبہ کیا گیا، اس کی وضاحت قرآن مجید میں کہیں نہیں ہے اور نہ ہی ایسی کوئی حدیث میری نظر سے گزری ہے۔ البتہ اس کی تفسیر میں ابنِ کثیرؒ نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ اور وہب بن منبہؒ کے اقوال نقل کیے ہیں۔ دونوں کا حاصل یہ ہے کہ جب شاہی سپاہیوں اور یہودیوں نے حضرت عیسیٰؑ کے مکان کا محاصرہ کیا تو اس وقت آپؑ کے ساتھ سترہ حواری تھے۔ آپؑ نے فرمایا تم میں سے کون اسے پسند کرتا ہے کہ اس پر میری شبیہہ ڈالی جائے، میری جگہ وہ قتل کیا جائے اور جنت میں میرا رفیق بنے۔ ایک حواری اس کے لیے تیار ہو گئے اور حضرت عیسیٰؑ کی جگہ ان کو قتل کر کے صلیب پر لٹکا یا گیا۔ جب کہ اللہ نے حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر اُٹھا لیا۔

آیت نمبر (160 تا 162)

﴿ فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۙ﴿۱۶۰﴾ وَّ
اَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا
اَلِيْمًا ﴿۱۶۱﴾ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ
وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا
عَظِيْمًا ﴿۱۶۲﴾ ع ﴾

ترکیب

طَيِّبٰتٍ نکرہ موصوفہ ہے اور اُحِلَّتْ اس کی صفت ہے۔ بِصَدِّهِمْ کے ب اسبیبہ پر عطف ہونے کی وجہ سے اَخْذِهِمُ اور اَكْلِهِمْ مجرور ہوئے ہیں۔ وَالْمُقِيْمِيْنَ اسم الفاعل ہے اور حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

ترجمہ

فَبِظُلْمٍ	مِّنَ الَّذِيْنَ	هَادُوْا	حَرَّمْنَا	عَلَيْهِمْ	طَيِّبٰتٍ
پس ظلم کے سبب سے	ان میں سے جو	یہودی ہوئے	ہم نے حرام کیں	ان پر	کچھ ایسی پاکیزہ چیزیں جو

اُحِلَّتْ	لَهُمْ	وَبِصَدِّهِمْ	عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	كَثِيْرًا
حلال کی گئی تھیں	ان کے لیے	اور ان کے روکنے کے سبب سے	اللہ کے راستے سے	بہتوں کو

وَّ اَخْذِهِمُ	الرِّبٰوا	وَ	قَدْ نُهُوْا	عَنْهُ	وَ اَكْلِهِمْ
اور ان کے پکڑنے کے سبب سے	سود کو	حالانکہ	وہ لوگ روکے گئے تھے	اس سے	اور ان کے کھانے کے سبب سے

اَمْوَالَ النَّاسِ	بِالْبَاطِلِ	وَاَعْتَدْنَا	لِلْكٰفِرِيْنَ	مِنْهُمْ	عَذَابًا اَلِيْمًا
لوگوں کے مال کو	باطل (طریقے) سے	اور ہم نے تیار کیا	کافروں کے لیے	ان میں سے	ایک دردناک عذاب

لٰكِنِ	الرّٰسِخُوْنَ	فِي الْعِلْمِ	مِنْهُمْ	وَ الْمُؤْمِنُوْنَ	يُؤْمِنُوْنَ
لیکن	جم جانے والے	علم میں	ان میں سے	ایمان لانے والے	جو ایمان لاتے ہیں

بِمَآ	اُنْزِلَ	اِلَيْكَ	وَمَآ	اُنْزِلَ	مِنْ قَبْلِكَ	وَالْمُقِيْمِيْنَ 721
اس پر جو	اُتارا گیا	آپؐ کی طرف	اور جو	اُتارا گیا	آپؐ سے پہلے	اور قائم رکھنے والے ہوتے ہوئے

الصَّلٰوةَ	وَالْمُؤْتُوْنَ	الزَّكٰوةَ وَ	الْمُؤْمِنُوْنَ	بِاللّٰهِ	وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ط
نماز کے	اور پہنچانے والے	زکوٰۃ کو	اور ایمان لانے والے	اللہ پر	اور آخری دن پر

اُولٰٓئِكَ	سَنُؤْتِيْهِمْ	اَجْرًا عَظِيْمًا
یہ لوگ ہیں	ہم دیں گے جن کو	ایک عظیم بدلہ

نوٹ۔1

آیت نمبر۔160 میں یہودیوں کا ایک جرم یہ بتایا گیا ہے کہ یہ دوسروں کو اللہ کے راستے سے روکتے ہیں۔اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ خود اللہ کے راستے سے منحرف ہونے پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ دوسروں کو بھی گمراہ کرنے میں اپنی تمام صلاحتیں اور وسائل صرف کرتے ہیں اور اس جرم پر یہ آج تک بڑی استقامت سے قائم ہیں۔یہی وجہ ہے کہ اللہ کے بندوں کو گمراہ کرنے کے لیے دُنیا میں جب بھی کوئی تحریک اٹھتی ہے تو اس کے پیچھے یہودی دماغ اور یہودی سرمایہ کام کرتا نظر آتا ہے (تفہیم القرآن)۔آج کل امریکہ کی سربراہی میں اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کی جو تحریک برپا ہے وہ بھی یہودی ذہن اور سرمائے کی پیداوار ہے۔

آیت نمبر (163 تا 169)

﴿ اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّ النَّبِيّٖنَ مِنْ بَعْدِهٖ ۚ وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ
اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَ عِيْسٰى وَ اَيُّوْبَ وَ يُوْنُسَ وَ هٰرُوْنَ وَ سُلَيْمٰنَ ۚ وَ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۚ ﴿١٦٣﴾ وَ
رُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَ رُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ؕ وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ۚ ﴿١٦٤﴾ رُسُلًا
مُّبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿١٦٥﴾ لٰكِنِ
اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿١٦٦﴾ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿١٦٧﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ ظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَ لَا
لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ۙ ﴿١٦٨﴾ اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿١٦٩﴾ ﴾

ط ر ق

(ن) طَرْقًا: (1) ہتھوڑا مارنا۔لوہا کاٹنا۔(2) کسی چیز میں راستہ بنانا۔

طُرُوْقًا: رات میں آنا۔

طَارِقٌ: اسم الفاعل ہے۔رات میں آنے والا۔ستارہ۔﴿ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ۙ﴿٢﴾ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ﴿٣﴾ ﴾ (86/الطارق:2-3)''اور تونے کیا سمجھا کیا ہے رات میں آنے والا، (وہ ہے) تارہ چمکنے والا۔''

طَرِيْقٌ: مؤنث طَرِيْقَةٌ ج طَرَائِقُ۔(1) چلنے کا راستہ۔﴿ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِى الْبَحْرِ ﴾ (20/طٰہٰ:77)''پھر تو بنا ان کے لیے ایک راستہ سمندر میں۔'' ﴿ وَ لَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ﴾ (23/المومنون:17)''اور بیشک ہم نے تخلیق کیے ہیں تمہارے اوپر سات راستے۔''

(2) کوئی کام کرنے یا عمل کرنے کا طریقہ۔ راہ۔ مسلک۔ آیت زیر مطالعہ اور ﴿ وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ﴾ (20/طٰہٰ:63) 721 ''اور وہ دونوں لے جائیں تمہارے بے مثال چلن کو۔'' ﴿ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ﴾ (72/الجن:11) ''ہم تھے الگ الگ راہوں پر۔''

ترکیب

اَلنَّبِيّٖنَ، اِلٰی پر عطف ہونے کی وجہ سے حالتِ جر میں ہے۔ اِلٰٓی اِبْرٰهِيْمَ کے بعد تمام پیغمبروں کے نام بھی اِلٰی پر عطف ہونے کی وجہ سے مجرور ہیں۔ آیت نمبر 164 میں دو مرتبہ اور 165 میں ایک مرتبہ رُسُلًا آیا ہے ان سے پہلے كَانُوْا محذوف ہے۔ اس کا اسم اس میں هُمْ کی ضمیر ہے اور رُسُلًا خبر ہے۔ مُبَشِّرِيْنَ اور مُنْذِرِيْنَ حال ہیں۔ حُجَّةٌ مبتداء مؤخر نکرہ اور يَكُوْنَ کا اسم ہے۔ اس کی خبر محذوف ہے جو بَاقِيًا ہو سکتی ہے۔

ترجمہ

اِنَّآ اَوْحَيْنَآ	اِلَيْكَ	كَمَآ	اَوْحَيْنَآ	اِلٰى نُوْحٍ	وَّالنَّبِيّٖنَ
بیشک ہم نے وحی کی	آپؐ کی طرف	جیسے کہ	ہم نے وحی کی	نوحؑ کی طرف	اور نبیوں کی طرف

مِنْۢ بَعْدِهٖ	وَاَوْحَيْنَآ	اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ	وَاِسْمٰعِيْلَ	وَاِسْحٰقَ
انؑ کے بعد	اور ہم نے وحی کی	ابراہیمؑ کی طرف	اور اسماعیلؑ کی طرف	اور اسحاقؑ کی طرف

وَيَعْقُوْبَ	وَالْاَسْبَاطِ	وَعِيْسٰى	وَاَيُّوْبَ	وَيُوْنُسَ
اور یعقوبؑ کی طرف	اور (ان کی) نسل کی طرف	اور عیسیٰؑ کی طرف	اور ایوبؑ کی طرف	اور یونسؑ کی طرف

وَهٰرُوْنَ	وَسُلَيْمٰنَ	وَاٰتَيْنَا	دَاوٗدَ	زَبُوْرًا	وَرُسُلًا
اور ہارونؑ کی طرف	اور سلیمانؑ کی طرف	اور ہم نے دی	داودؑ کو	زبور	اور (تھے) کچھ رسول

قَدْ قَصَصْنٰهُمْ	عَلَيْكَ	مِنْ قَبْلُ	وَرُسُلًا	لَّمْ نَقْصُصْهُمْ
ہم نے بیان کیا ہے جن کا	آپؐ پر	اس سے پہلے	اور (تھے) کچھ رسول	ہم نے نہیں بیان کیا جن کا

عَلَيْكَ	وَكَلَّمَ	اللّٰهُ مُوْسٰى	تَكْلِيْمًا	رُسُلًا	مُّبَشِّرِيْنَ
آپؐ پر	اور کلام کیا	اللہ نے موسیٰؑ سے	جیسے کلام کرتے ہیں	(وہ تھے) کچھ رسول	خوشخبری دینے والے

وَمُنْذِرِيْنَ	لِئَلَّا يَكُوْنَ	لِلنَّاسِ	عَلَى اللّٰهِ	حُجَّةٌۢ	بَعْدَ الرُّسُلِ
اور خبر دار کرنے والے	تا کہ (باقی) نہ رہے	لوگوں کے پاس	اللہ پر	الزام کا موقع	رسولوں کے بعد

وَكَانَ اللّٰهُ	عَزِيْزًا	حَكِيْمًا	لٰكِنِ	اللّٰهُ	يَشْهَدُ	بِمَآ	اَنْزَلَ
اور اللہ ہے	بالادست	حکمت والا	لیکن	اللہ	گواہی دیتا ہے	اس کی جو	اس نے اُتارا

اِلَيْكَ	اَنْزَلَهٗ	بِعِلْمِهٖ	وَالْمَلٰٓئِكَةُ	يَشْهَدُوْنَ
آپؐ کی طرف	کہ اس نے اُتارا اس کو	اپنے علم سے	اور فرشتے	(بھی) گواہی دیتے ہیں

وَكَفٰى	بِاللّٰهِ	شَهِيْدًا	اِنَّ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	وَصَدُّوْا	عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
اور کافی ہے	اللہ	بطور گواہ کے	بیشک	جن لوگوں نے	کفر کیا	اور رُکے رہے	اللہ کے راستے سے

قَدْ ضَلُّوْا	ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا	اِنَّ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	وَظَلَمُوْا	لَمْ يَكُنِ 721
وہ لوگ گمراہ ہوئے ہیں	دور کا گمراہ ہونا	بیشک	جنہوں نے	کفر کیا	اور ظلم کیا	ہے ہی نہیں

اللّٰهُ	لِيَغْفِرَ	لَهُمْ	وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ	طَرِيْقًا	اِلَّا
اللہ	کہ وہ معاف کرے	ان کو	اور نہ ہی (یہ) کہ وہ ہدایت دے ان کو	کسی راہ کی	سوائے

طَرِيْقَ جَهَنَّمَ	خٰلِدِيْنَ	فِيْهَآ	اَبَدًا	وَكَانَ	ذٰلِكَ
جہنم کی راہ کے	ایک حالت میں رہنے والے ہیں	اس میں	ہمیشہ	اور ہے	یہ

عَلَى اللّٰهِ	يَسِيْرًا
اللہ پر	آسان

نوٹ۔1

آیت نمبر۔165 میں فرمایا کہ رسولوں کے بعد لوگوں کے لیے کوئی حجت باقی نہ رہے۔ اس سے معلوم ہوگیا کہ سلسلۂ نبوت و رسالت حجت نہیں ہے بلکہ اتمام حجت ہے۔ انسانوں پر اصل حجت ان کی فطرت کے داعیات اور فکر وعقل کی صلاحتیں ہیں۔ اس لیے کہتے ہیں کہ اگر کسی انسان تک کسی نبی یا رسول کی دعوت نہیں پہنچی تب بھی وہ جواب دہ ہے۔

یہ بات یادرکھنی چاہیے کہ انسانی فطرت خیر وشر کے شعور سے محروم نہیں ہے اور نہ ہی عقل حق و باطل کے امتیاز سے قاصر ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اس نے انسان کو عقل وفطرت کی راہنمائی کے ساتھ وحی اور انبیاء کی راہنمائی سے بھی نوازا تاکہ گمراہوں کے لیے کوئی ادنیٰ عذر بھی باقی نہ رہے۔ (تدبر القرآن)

آیت نمبر (170 تا 173)

﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿170﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ
اِلَّا الْحَقَّ ؕ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰىهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ
فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ
وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿171﴾ لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا
لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ﴿172﴾
فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَ
اسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿173﴾

غ ل و

(ن) غُلُوًّا : تیر کو انتہائی دور تک پھینکنا۔ مبالغہ کرنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

721

ن ک ف

(ن) **نَكْفًا** ناک بھوں چڑھانا۔ بیزار رہنا۔

(استفعال) **اِسْتِنْكَافًا** باعثِ ننگ سمجھنا۔ عار سمجھ کر رُکنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

پہلی آیت میں فعل امر فَاٰمِنُوْا کے بعد اور اگلی آیت میں اِنْتَهُوْا کے بعد خَيْرًا آیا ہے، اس سے پہلے فَيَكُوْنُ محذوف ہے۔ اس کا اسم اس میں هُوَ کی ضمیر ہے اور خَيْرًا اس کی خبر ہے۔ لَا تَقُوْلُوْا کا مفعول ہونے کی وجہ سے اَلْحَقَّ منصوب ہے۔ اَلْمَسِيْحُ مبتداء ہے اور عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اس کا بدل ہے۔ جب کہ رَسُوْلُ اللّٰهِ اور كَلِمَتُهٗ اور رُوْحٌ اس کی خبریں ہیں۔ ثَلٰثَةٌ اگر لَا تَقُوْلُوْا کا مفعول ہوتا تو ثَلٰثَةً آتا ہے۔ اس کی رفع بتا رہی ہے کہ وہ لوگ جو کہتے ہیں اسے DIRECT TENSE میں نقل کیا گیا ہے (دیکھیں آیت نمبر۔2/58، ترکیب)۔ اَنْ يَّكُوْنَ کا اسم وَلَدٌ ہے اور خبر محذوف ہے۔ يَسْتَنْكِفُ کا فاعل اَلْمَسِيْحُ اور اَلْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ہیں۔

ترجمہ

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ	قَدْ جَآءَكُمُ	الرَّسُوْلُ	بِالْحَقِّ	مِنْ رَّبِّكُمْ
اے لوگو!	تمہارے پاس آچکے ہیں	یہ رسول	حق کے ساتھ	تمہارے رب کی طرف سے

فَاٰمِنُوْا	خَيْرًا	لَّكُمْ	وَاِنْ	تَكْفُرُوْا	فَاِنَّ
پس تم لوگ ایمان لاؤ	(تو وہ ہوگا) بہتر	تمہارے لیے	اور اگر	تم لوگ انکار کرو گے	تو یقیناً

لِلّٰهِ	مَا	فِي السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ ط	وَكَانَ اللّٰهُ	عَلِيْمًا	حَكِيْمًا
اللہ کے لیے ہی ہے	وہ جو	آسمانوں میں ہے	اور زمین میں ہے	اور اللہ ہے	جاننے والا	حکمت والا

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ	لَا تَغْلُوْا	فِيْ دِيْنِكُمْ	وَلَا تَقُوْلُوْا	عَلَى اللّٰهِ	اِلَّا	الْحَقَّ
اے اہل کتاب	تم لوگ مبالغہ مت کرو	اپنے دین میں	اور تم لوگ مت کہو	اللہ پر	سوائے	حق کے

اِنَّمَا	الْمَسِيْحُ	عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ	رَسُوْلُ اللّٰهِ	وَكَلِمَتُهٗ
کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	مسیحؑ	جو عیسیٰؑ ابن مریم ہیں	(وہ) اللہ کے رسول ہیں	اور اس کا فرمان ہیں

اَلْقٰهَآ	اِلٰى مَرْيَمَ	وَرُوْحٌ	مِّنْهُ	فَاٰمِنُوْا
اس نے ڈالا جس کو	بی بی مریم کی طرف	اور ایک روح ہیں	اس (کی طرف) سے	پس تم لوگ ایمان لاؤ

بِاللّٰهِ	وَرُسُلِهٖ	وَلَا تَقُوْلُوْا	ثَلٰثَةٌ	اِنْتَهُوْا
اللہ پر	اور اس کے رسولوں پر	اور تم لوگ مت کہو	''(کہ وہ) تین ہیں''	تم لوگ باز آجاؤ

خَيْرًا	لَّكُمْ	اِنَّمَا	اللّٰهُ	اِلٰهٌ وَّاحِدٌ	سُبْحٰنَهٗۤ
(تو وہ ہوگا) بہتر	تمہارے لیے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	اللہ	واحد الٰہ ہے	وہ پاک ہے

اَنْ	يَّكُوْنَ	لَهٗ	وَلَدٌ	لَهٗ	مَا	فِي السَّمٰوٰتِ	وَمَا
(اس سے) کہ	ہو	اس کے لیے	کوئی اولاد	اس کا ہی ہے	وہ جو	آسمانوں میں ہے	اور وہ جو

721

فِي الْاَرْضِ	وَكَفٰى	بِاللّٰهِ	وَكِيْلًا	لَنْ يَّسْتَنْكِفَ	الْمَسِيْحُ
زمین میں ہے	اور کافی ہے	اللہ	بطور کام بنانے والے کے	ہرگز عار نہیں سمجھتے	مسیح

اَنْ	يَّكُوْنَ	عَبْدًا	لِّلّٰهِ	وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ	وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ
(اس کو) کہ	وہ ہوں	ایک بندے	اللہ کے	اور نہ ہی مقرب فرشتے	اور جو عار سمجھ کر رُکے گا

عَنْ عِبَادَتِهٖ	وَيَسْتَكْبِرْ	فَسَيَحْشُرُهُمْ	اِلَيْهِ	جَمِيْعًا
اس کی عبادت سے	اور تکبیر کرے گا	تو وہ اکٹھا کرے گا ان کو	اپنی طرف	کل کے کل کو

فَاَمَّا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوا	الصّٰلِحٰتِ	فَيُوَفِّيْهِمْ	اُجُوْرَهُمْ
پس وہ لوگ جو	ایمان لائے	اور عمل کئے	نیک	تو وہ پورا پورا دے گا ان کو	ان کے بدلے

وَيَزِيْدُهُمْ	مِّنْ فَضْلِهٖ	وَاَمَّا الَّذِيْنَ	اسْتَنْكَفُوْا	وَاسْتَكْبَرُوْا
اور وہ زیادہ دے گا ان کو	اپنے فضل سے	اور وہ لوگ جو	عار سمجھ کر رُکے	اور تکبر کیا

فَيُعَذِّبُهُمْ	عَذَابًا اَلِيْمًا	وَّلَا يَجِدُوْنَ	لَهُمْ	مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ
تو وہ عذاب دے گا ان کو	ایک دردناک عذاب	اور وہ لوگ نہیں پائیں گے	اپنے لئے	اللہ کے سوا

وَلِيًّا	وَّلَا نَصِيْرًا
کوئی کارساز	اور نہ ہی کوئی مددگار

نوٹ۔1

دین میں مبالغہ کا مطلب یہ ہے کہ دین میں جس چیز کا جو درجہ اور مقام ہے اس کو اس سے بڑھا دیا جائے۔ جو حکم مستحب کے درجہ میں ہے اسے فرض اور واجب کا درجہ دیا جائے۔ کسی فقیہہ یا مجتہد یا صحابیؓ کو امام معصوم بنا دیا جائے۔ اللہ کے نبی اور رسول کو شریک خدا یا خدا بنا دیا جائے۔ اس کی تعظیم مطلوب ہے اس کی عبادت شروع کر دی جائے۔ یہ اور اسی قبیل کی ساری باتیں غلو میں داخل ہیں۔ یوں تو اس غلو میں تمام اہل مذاہب مبتلا ہوئے ہیں، یہاں تک کہ ہم مسلمان بھی اس فتنہ میں مبتلا ہو گئے، لیکن نصارٰی کو اس فساد میں امامت کا درجہ حاصل ہے۔ (تدبر القرآن)

نوٹ۔2

اس کائنات میں ہر چیز اللہ کے حکم سے ہی وجود میں آتی ہے۔ البتہ اس حکم پر عملدرآمد اس کے تخلیق کردہ کسی نظام کے تحت ہوتا ہے۔ لیکن عیسیٰؑ باپ کے بغیر وجود میں آئے تھے۔ اس لئے كَلِمَتُهٗ کا اضافہ کر کے بتا دیا کہ یہ بھی اللہ کا ہی فرمان تھا اور حضرت عیسیٰؑ کا وجود اللہ تعالیٰ کی کلمہ کن کا مظہر ہے۔

كَلِمَتُهٗ کی طرف اگر آگے رُوْحُهٗ آتا تو اس کا مطلب ہوتا کہ حضرت عیسیٰؑ اس کی یعنی اللہ کی روح ہیں، لیکن ضمیر کے ساتھ مِنْ کا اضافہ کر کے اس عقیدے کی نفی کر دی گئی اور واضح کر دیا گیا کہ ہر ذی روح کی طرح حضرت عیسیٰؑ کی روح بھی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہے۔

آیت نمبر (174 تا 176)

﴿ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ﴿۱۷۴﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ
اعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَ فَضْلٍ ۙ وَّ يَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۱۷۵﴾ ؕ
يَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ؕ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّ لَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا
تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَاۤ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ؕ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ؕ وَاِنْ كَانُوْۤا اِخْوَةً
رِّجَالًا وَّ نِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۷۶﴾ ع ﴾

ترجمہ

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ	قَدْ جَآءَكُمْ	بُرْهَانٌ	مِّنْ رَّبِّكُمْ
اے لوگو!	آ چکی ہے تمہارے پاس	ایک روشن دلیل	تمہارے رب (کی طرف) سے

وَ اَنْزَلْنَاۤ	اِلَيْكُمْ	نُوْرًا مُّبِيْنًا	فَاَمَّا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	بِاللّٰهِ
اور ہم نے اتارا	تمہاری طرف	ایک روشن نور	پس وہ لوگ جو	ایمان لائے	اللہ پر

وَاعْتَصَمُوْا	بِهٖ	فَسَيُدْخِلُهُمْ	فِيْ رَحْمَةٍ	مِّنْهُ	وَفَضْلٍ
اور انہوں نے مضبوطی سے پکڑا	اس کو	تو وہ داخل کرے گا ان کو	رحمت میں	اپنے (پاس) سے	اور فضل میں

وَّ يَهْدِيْهِمْ	اِلَيْهِ	صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا	يَسْتَفْتُوْنَكَ
اور وہ ہدایت دے گا ان کو	اپنی طرف	ایک سیدھے راستے کی	یہ لوگ فتویٰ مانگتے ہیں آپؐ سے

قُلِ	اللّٰهُ	يُفْتِيْكُمْ	فِي الْكَلٰلَةِ	اِنِ	امْرُؤٌا	هَلَكَ	لَيْسَ
آپؐ کہئے	اللہ	فتویٰ دیتا ہے تم کو	کلالہ (کے بارے) میں	اگر	ایک مرد	ہلاک ہوا	نہیں ہے

لَهٗ	وَلَدٌ	وَّ لَهٗۤ	اُخْتٌ	فَلَهَا	نِصْفُ مَا	تَرَكَ
اس کی	کوئی اولاد	اور اس کی	ایک بہن ہے	تو اس کے لئے ہے	اس کا آدھا جو	اس نے چھوڑا

وَهُوَ	يَرِثُهَاۤ	اِنْ	لَّمْ يَكُنْ	لَّهَا	وَلَدٌ
اور وہ مرد (یعنی بھائی)	وارث ہوگا اس عورت کا (یعنی بہن کا)	اگر	نہ ہو	اس عورت کی	کوئی اولاد

فَاِنْ	كَانَتَا	اثْنَتَيْنِ	فَلَهُمَا	الثُّلُثٰنِ	مِمَّا	تَرَكَ
پھر اگر	وہ ہوں	دو عورتیں (یعنی بہنیں)	تو ان دونوں کے لئے ہے	دو تہائی	اس میں سے جو	اس نے چھوڑا

وَاِنْ	كَانُوْۤا	اِخْوَةً	رِّجَالًا	وَّ نِسَآءً	فَلِلذَّكَرِ	مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ
اور اگر	وہ لوگ ہوں	بھائی بہن	کچھ مرد	اور کچھ عورتیں	تو مرد کے لئے ہے	دو عورتوں کے حصوں جیسا

يُبَيِّنُ	اللّٰهُ	لَكُمْ	اَنْ	تَضِلُّوْا	وَاللّٰهُ	بِكُلِّ شَيْءٍ	عَلِيْمٌ
واضح کرتا ہے	اللہ	تم لوگوں کے لئے	کہ (کہیں)	تم لوگ گمراہ ہو جاؤ	اور اللہ	ہر ایک چیز کا	جاننے والا ہے

753

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ المائدہ (۵)

آیت نمبر (1 تا 2)

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَوۡفُوۡا بِالۡعُقُوۡدِ ؕ اُحِلَّتۡ لَکُمۡ بَهِیۡمَۃُ الۡاَنۡعَامِ اِلَّا مَا یُتۡلٰی عَلَیۡکُمۡ غَیۡرَ مُحِلِّی
الصَّیۡدِ وَ اَنۡتُمۡ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَحۡکُمُ مَا یُرِیۡدُ ① یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُحِلُّوۡا شَعَآئِرَ اللّٰہِ وَ لَا الشَّهۡرَ
الۡحَرَامَ وَ لَا الۡهَدۡیَ وَ لَا الۡقَلَآئِدَ وَ لَاۤ اٰمِّیۡنَ الۡبَیۡتَ الۡحَرَامَ یَبۡتَغُوۡنَ فَضۡلًا مِّنۡ رَّبِّهِمۡ وَ رِضۡوَانًا ؕ وَ اِذَا
حَلَلۡتُمۡ فَاصۡطَادُوۡا ؕ وَ لَا یَجۡرِمَنَّکُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ اَنۡ صَدُّوۡکُمۡ عَنِ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اَنۡ تَعۡتَدُوۡا ۘ وَ تَعَاوَنُوۡا
عَلَی الۡبِرِّ وَ التَّقۡوٰی ۪ وَ لَا تَعَاوَنُوۡا عَلَی الۡاِثۡمِ وَ الۡعُدۡوَانِ ۪ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ شَدِیۡدُ الۡعِقَابِ ② ﴾

ب ھ م

(x) — x — ثلاثی مجرد سے فعل استعمال نہیں ہوتا۔

بَهِیۡمَۃٌ — جس کے منہ سے نکلی ہوئی آواز مبہم ہو۔ بے زبان۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ص ی د

(ض) — صَیۡدًا — شکار کرنا۔

صَیۡدٌ — اسم ذات بھی ہے۔ شکار۔ آیت زیر مطالعہ۔

(افتعال) — اِصۡطِیَادًا — شکار کھیلنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ق ل د

(ض) — قَلۡدًا — (1) رسی بٹنا۔ (2) گلے میں تلوار یا کوئی چیز لٹکانا۔

قِلَادَۃٌ — ج قَلَآئِدُ۔ گلے میں پڑی ہوئی کوئی چیز جیسے پٹہ۔ ہار۔ نیکلس وغیرہ۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

مِقۡلَادٌ — ج مَقَالِیۡدُ۔ پٹہ کھولنے کا آلہ۔ کنجی۔ ﴿ لَهٗ مَقَالِیۡدُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ﴾ (39/ الزمر:63) ''اس کے لیے ہی ہیں زمین اور آسمانوں کی کنجیاں۔''

ج ر م

(ض) — جَرۡمًا — کسی کو کسی بُرائی پر آمادہ کرنا۔ پھر مطلقاً آمادہ کرنے کے لیے بھی آتا ہے۔ آیت زیرِ مطالعہ

(س) — جَرَمًا — صاف ہونا۔ یقینی ہونا۔

جَرَمٌ — صاف۔ یقینی۔ ﴿ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ ﴾ (16/ النحل:62) ''نہیں! یقینی ہے کہ ان لوگوں کے لیے آگ ہے۔'' اس میں لَا منفصلہ ہے۔ جیسے لَاۤ اُقۡسِمُ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ میں قسم نہیں کھاتا، بلکہ لَا الگ یعنی منفصل ہے اور اُقۡسِمُ الگ ہے۔ اس لیے اس کا مطلب ہے نہیں! میں قسم کھاتا ہوں۔ ایسے ہی لَا جَرَمَ کا لَا بھی الگ یعنی منفصل ہے۔ عام قاری کو اس باریکی میں الجھانے کے بجائے عام طور پر اس کا ترجمہ کیا جاتا ہے۔ ''کوئی شک نہیں ہے۔''

753

(افعال) | اِجْرَامًا | برائی کرنا۔ جرم کرنا۔ ﴿ فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ﴾ (11/ھود:35)''تو مجھ پر ہے میرا جرم کرنا اور میں بری ہوں اس سے جو تم لوگ جرم کرتے ہو۔''

مُجْرِمٌ | اسم الفاعل ہے۔ جرم کرنے والے۔ مجرم۔ ﴿ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴾ (8/ الانفال:8)''اور خواہ کراہیت کریں مجرم لوگ۔''

| ش ن ء |

(ف۔س) | شَنَاٰنٌ | بغض رکھنا۔ نفرت کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

شَانِئٌ | اسم الفاعل ہے۔ بغض رکھنے والا۔ ﴿ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ﴾ (108/ الکوثر:3)''بے شک آپ سے بغض رکھنے والا ہی انتہائی بے نام ونشان ہے۔''

ترکیب

اُحِلَّتْ کا نائب فاعل بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ ہے جو کہ مرکب اضافی ہے لیکن اردو محاورے کی ضرورت کے تحت اس کا ترجمہ مرکب توصیفی کا ہوگا یعنی بے زبان مویشی۔ غَيْرَ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اس کا مضاف الیہ مُحِلِّيْنَ تھا جو اَلصَّيْدِ کا مضاف بنا تو اس کا نون اعرابی گر گیا۔ اَلْقَلَآئِدَ سے پہلے ذَوَاتِ محذوف ہے یعنی پٹوں والے۔ اٰمِّيْنَ اسم الفاعل ہے اور لَا تُحِلُّوْا کا مفعول ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ پھر اس نے فعل کا عمل کیا ہے تو اَلْبَيْتَ الْحَرَامَ اس کا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہوا ہے۔

ترجمہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْٓا	اَوْفُوْا	بِالْعُقُوْدِ	اُحِلَّتْ	لَكُمْ
اے لوگوں جو	ایمان لائے	تم لوگ پورا کرو	عہدوں کو	حلال کیا گیا	تمہارے لیے

بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ	اِلَّا مَا	يُتْلٰى عَلَيْكُمْ	غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ
بے زبان مویشیوں کو	سوائے اس کے جو	پڑھ کر سنایا جائے گا تم کو	شکار کو حلال کرنے والے نہ ہوتے ہوئے

وَ	اَنْتُمْ	حُرُمٌ	اِنَّ اللّٰهَ	يَحْكُمُ	مَا
اس حال میں کہ	تم لوگ	محترم ہو (یعنی احرام میں ہو)	بیشک اللہ	حکم دیتا ہے	وہ جو

يُرِيْدُ	يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	لَا تُحِلُّوْا	شَعَآئِرَ اللّٰهِ
وہ ارادہ کرتا ہے	اے لوگوں جو	ایمان لائے	تم لوگ حلال مت کرو (بے ادبی کے لیے)	اللہ کی علامتوں کو

وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ	وَلَا الْهَدْيَ	وَلَا الْقَلَآئِدَ	وَلَآ اٰمِّيْنَ
اور نہ ہی محترم مہینے کو	اور نہ ہی قربانی کے جانور کو	اور نہ ہی پٹے (والوں) کو	اور نہ ہی ارادہ کرنے والوں کو

الْبَيْتَ الْحَرَامَ	يَبْتَغُوْنَ	فَضْلًا	مِّنْ رَّبِّهِمْ	وَرِضْوَانًا
اس محترم گھر کا	جو تلاش کرتے ہیں	فضل کو	اپنے رب (کی طرف) سے	اور (اس کی) رضا کو

وَاِذَا	حَلَلْتُمْ	فَاصْطَادُوْا	وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ
اور جب	تم لوگ حلال ہو جاؤ (یعنی احرام کھول دو)	تو شکار کرو	اور تم کو ہرگز آمادہ نہ کرے

شَنَاٰنُ قَوۡمٍ	اَنۡ	صَدُّوۡکُمۡ	عَنِ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ	اَنۡ	تَعۡتَدُوۡا
کسی قوم کی دشمنی	(کیوں) کہ	انہوں نے روکا تم کو	مسجد حرام سے	کہ	تم لوگ زیادتی کرو

وَتَعَاوَنُوۡا	عَلَی الۡبِرِّ	وَالتَّقۡوٰی ۪	وَلَا تَعَاوَنُوۡا
اور تم لوگ آپس میں تعاون کرو	نیکی میں	اور تقوٰی میں	اور تعاون مت کرو

عَلَی الۡاِثۡمِ	وَالۡعُدۡوَانِ ۪	وَاتَّقُوا	اللّٰہَ ؕ	اِنَّ اللّٰہَ	شَدِیۡدُ الۡعِقَابِ
گناہ میں	اور زیادتی میں	اور تقوٰی کرو	اللہ کا	یقیناً اللہ	سزا دینے کا سخت ہے

نوٹ۔1

چوپاؤں میں سے اَنۡعَام یعنی مویشی ایسے جانوروں کو کہتے ہیں جن کے پیر کے سم چرے ہوئے ہوں اور وہ جگالی کرتے ہوں۔اس لحاظ سے بھیڑ، بکری، اونٹ، ہرن، نیل گائے وغیرہ سب انعام ہیں۔لیکن گھوڑے، گدھے، شیر، ریچھ، وغیرہ انعام نہیں ہیں۔شائد یہی وجہ ہے کہ آیت نمبر ال عمران 14 میں گھوڑوں کو انعام میں شامل نہیں کیا گیا اور ان کا ذکر الگ کیا گیا ہے۔گھوڑوں کے حلال ہونے کا علم اور اسی طرح سے پرندوں میں سے کسی کے حلال ہونے اور کسی کے حرام ہونے کا علم ہمیں احادیث سے حاصل ہوتا ہے۔

آیت نمبر (3)

﴿ حُرِّمَتۡ عَلَیۡکُمُ الۡمَیۡتَۃُ وَالدَّمُ وَلَحۡمُ الۡخِنۡزِیۡرِ وَمَاۤ اُہِلَّ لِغَیۡرِ اللّٰہِ بِہٖ وَالۡمُنۡخَنِقَۃُ وَالۡمَوۡقُوۡذَۃُ وَ
الۡمُتَرَدِّیَۃُ وَالنَّطِیۡحَۃُ وَمَاۤ اَکَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَکَّیۡتُمۡ ۟ وَمَا ذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ وَاَنۡ تَسۡتَقۡسِمُوۡا
بِالۡاَزۡلَامِ ؕ ذٰلِکُمۡ فِسۡقٌ ؕ اَلۡیَوۡمَ یَئِسَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ دِیۡنِکُمۡ فَلَا تَخۡشَوۡہُمۡ وَاخۡشَوۡنِ ؕ اَلۡیَوۡمَ
اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا ؕ فَمَنِ اضۡطُرَّ فِیۡ مَخۡمَصَۃٍ
غَیۡرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثۡمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۳﴾ ﴾

ل ح م

(ف) لَحۡمًا — گوشت کھلانا۔

لَحۡمٌ — ج لُحُوۡمٌ۔ اسم ذات بھی ہے۔ گوشت۔﴿لَنۡ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوۡمُہَا وَلَا دِمَآؤُہَا﴾ (22/الحج:37)''ہر گز نہیں پہنچتے اللہ کو ان کے گوشت اور نہ ہی ان کے خون۔''

خ ن ق

(ن) خَنۡقًا — گلا گھونٹنا۔

(انفعال) اِنۡخِنَاقًا — گلا گھٹنا۔

مُنۡخَنِقٌ — اسم الفاعل ہے۔گلا گھٹ کر مرنے والا۔آیت زیر مطالعہ۔

و ق ذ

(ض) وَقۡذًا — مہلک چوٹ لگانا۔

مَوْقُوْذٌ — اسم المفعول ہے۔ مہلک چوٹ لگا یا ہوا۔ چوٹ سے مارا ہوا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

753

ر د ی

(س) رَدًی — تباہ و برباد ہونا۔ ہلاک ہونا۔ گڑھے میں گرنا۔ ﴿فَلَا یَصُدَّنَّکَ عَنْهَا مَنْ لَّا یُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ﴿۱۶﴾﴾ (20/ طٰہٰ:16) ''پس ہرگز نہ روکے تجھ کو اس سے یعنی قیامت پر ایمان لانے سے وہ، جو ایمان نہیں لاتا اس پر اور پیروی کرتا ہے اپنی خواہش کی، ورنہ تو ہلاک ہوگا۔''

(افعال) اِرْدَاءً — تباہ و برباد کرنا۔ ہلاک کرنا۔ ﴿وَ ذٰلِکُمْ ظَنُّکُمُ الَّذِیْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّکُمْ اَرْدٰىکُمْ﴾ (41/حٰم سجدہ:23) ''اور یہ تمہارا وہ گمان ہے جو تم نے گمان کیا اپنے رب کے بارے میں تو اس نے تم کو ہلاک کیا۔''

(تفعّل) تَرَدِّیْ — ہلاک ہونا۔ گڑھے میں گرنا۔ ﴿وَمَا یُغْنِیْ عَنْهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰى ﴿۱۱﴾﴾ (92/ الیل:11) ''اور کام نہ آئے گا اس کے اس کا مال جب وہ ہلاکت میں گرے گا۔''

مُتَرَدِّیْ — اسم الفاعل ہے۔ گڑھے میں گرنے والا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ن ط ح

(ف) نَطْحًا — سینگ مارنا۔

نَطِیْحٌ — فَعِیْلٌ کا وزن ہے اسم المفعول کے معنی میں۔ سینگ مارا ہوا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ذ ک و

(ن) ذَکًا — جانور کو ذبح کرنا۔

(تفعیل) تَذْکِیَةٌ — خوب اچھی طرح ذبح کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ز ل م

(ن) زَلْمًا — خطا کرنا۔

زَلَمٌ — ج اَزْلَامٌ بغیر پر کا تیر۔ ایسے تیر جن سے فال نکالتے ہیں۔ آیت زیر مطالعہ۔

خ م ص

(ن) خَمْصًا — شدید بھوک سے پیٹ کا پچک جانا۔ کمر سے لگ جانا۔

مَخْمَصٌ — اسم الظرف ہے۔ شدید بھوک کے وقت۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ی ء س

(س) یَأْسًا — ناامید ہونا۔ مایوس ہونا۔ آیت زیر مطالعہ۔

یَئُوْسٌ — فَعُوْلٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ انتہائی مایوس۔ ﴿وَ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ کَانَ یَئُوْسًا ﴿۸۳﴾﴾ (17/ بنی اسرائیل:83) ''اور جب کبھی اس کو لگے برائی تو وہ ہوجاتا ہے انتہائی مایوس۔''

(استفعال) اِسْتِیْئَاسًا — ثلاثی مجرد کا ہم معنی ہے۔ مایوس ہونا۔ ﴿فَلَمَّا اسْتَیْئَسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِیًّا ط﴾ (12/ یوسف:80) ''پھر جب وہ لوگ نا امید ہوئے اس سے یعنی یوسفؑ سے تو وہ لوگ الگ ہوئے سرگوشی کرتے ہوئے۔''

ترکیب

حُرِّمَتْ ماضی مجہول ہے۔ آگے اس کے نائب الفاعل آئے ہیں۔ اِلَّا مَا ذَکَّیْتُمْ درمیان میں جملہ معترضہ ہے۔ اس کے بعد مَاذُبِحَ اور اَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بھی نائب الفاعل ہیں۔ اَلْیَوْمَ ظرف، دِیْنًا تمیز اور غَیْرَ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں۔

ترجمہ

حُرِّمَتْ	عَلَیْکُمُ	الْمَیْتَةُ	وَالدَّمُ	وَلَحْمُ الْخِنْزِیْرِ	وَمَآ	اُهِلَّ
حرام کیا گیا	تم لوگوں پر	مردار کو	اور خون کو	اور سور کے گوشت کو	اور اس کو	پکارا گیا

لِغَيْرِ اللّٰهِ	بِهٖ	وَالْمُنْخَنِقَةُ	وَالْمَوْقُوْذَةُ	وَالْمُتَرَدِّيَةُ
غیراللہ کے لیے	جس کو	اور گلا گھٹ کر مرنے والے کو	اور چوٹ سے مارے ہوئے کو	753 اور گڑھے میں گرنے والے کو

وَالنَّطِيْحَةُ	وَمَآ	اَكَلَ	السَّبُعُ	اِلَّا مَا	ذَكَّيْتُمْ ۣ
اور سینگ مارے ہوئے کو	اور اس کو، جس کو	کھایا	درندے نے	سوائے اس کے جس کو	اچھی طرح ذبح کیا تم نے

وَمَا	ذُبِحَ	عَلَى النُّصُبِ	وَاَنْ	تَسْتَقْسِمُوْا	بِالْاَزْلَامِ ۭ
اور اس کو، جس کو	ذبح کیا گیا	استھان پر	اور یہ کہ	تم لوگ تقسیم کرو	فال نکالنے کے تیروں سے

ذٰلِكُمْ	فِسْقٌ ۭ	اَلْيَوْمَ	يَىِٕسَ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	مِنْ دِيْنِكُمْ
یہ	نافرمانی ہے	آج کے دن	مایوس ہوئے	وہ لوگ جنھوں نے	کفر کیا	تمہارے دین سے

فَلَا تَخْشَوْهُمْ	وَاخْشَوْنِ ۭ	اَلْيَوْمَ	اَكْمَلْتُ	لَكُمْ
پس تم لوگ مت ڈرو ان سے	اور ڈرو مجھ سے	آج کے دن	میں نے مکمل کیا	تمہارے لیے

دِيْنَكُمْ	وَاَتْمَمْتُ	عَلَيْكُمْ	نِعْمَتِيْ	وَرَضِيْتُ
تمہارے دین کو	اور میں نے تمام کر دیا	تم لوگوں پر	اپنی نعمت کو	اور میں نے پسند کیا

لَكُمُ	الْاِسْلَامَ	دِيْنًا ۭ	فَمَنِ	اضْطُرَّ	فِيْ مَخْمَصَةٍ
تمہارے لیے	اسلام کو	بطور دین کے	پھر جو	لاچار کیا گیا	سخت بھوک کے وقت میں

غَيْرَ مُتَجَانِفٍ	لِّاِثْمٍ ۙ	فَاِنَّ اللّٰهَ	غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ
مائل ہونے والا ہوئے بغیر	گناہ کے لیے	تو یقیناً اللہ	بے انتہا بخشنے والا ہے	ہر حال میں رحم کرنے والا ہے

نوٹ۔1

اسلام سے کافروں کی مایوسی کا مطلب یہ ہے کہ اس دن ان کی یہ توقع ختم ہوگئی کہ وہ اسلام میں کچھ خلط ملط کر سکیں یا اپنے دین کو اسلام میں گڈمڈ کر لیں۔ یہ آیت حجۃ الوداع کے موقع پر میدانِ عرفات میں نازل ہوئی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اکیاسی (81) دن حیات رہے۔ (ابن کثیر)۔ اس آیت کے نزول کے بعد کوئی نیا حکم نازل نہیں ہوا۔ جو چند آئتیں اس کے بعد نازل ہوئیں۔ ان میں یا تو ترغیب و ترتیب کے مضامین تھے یا انہی احکام کی تاکید تھی جن کا بیان پہلے ہو چکا تھا۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (4 تا 5)

﴿ يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ۭ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ
مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ
الْحِسَابِ ④ اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۭ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۠ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۡ
وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ
اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۡ وَ
هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ⑤ ع ﴾

753

ج ر ح

(ف)	جَرْحًا	(۱) کمانا۔(۲) زخمی کرنا۔﴿وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ﴾ (6/الانعام:60)''اور وہ جانتا ہے جو تم لوگ کماتے ہو دن میں۔''
	جُرْحٌ	ج جُرُوْحٌ۔ اسم ذات ہے۔ زخم۔ ﴿وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ﴾ (5/المآئدہ:45)''اور زخموں میں بدلہ ہے۔''
	جَارِحَةٌ	ج جَوَارِحُ۔ یہ اسم الفاعل جَارِحٌ کا مؤنث ہے۔ زخمی کرنے والا۔ درندہ۔ آیت زیرِ مطالعہ۔
(افتعال)	اِجْتِرَاحًا	اہتمام سے کمانا۔ ﴿الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ﴾ (45/الجاثیۃ:21)''جنھوں نے کمائیں برائیاں۔''

ک ل ب

(ض)	كَلْبًا	کتے کی طرح آواز نکالنا۔ بھونکنا۔
	كَلْبٌ	اسم ذات ہے۔ کتا۔﴿فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ﴾ (7/الاعراف:176)''پس اس کی مثال کتے کی مثال کی مانند ہے۔''
(تفعیل)	تَكْلِيْبًا	کتوں کو شکار کے لیے سُدھانا۔
	مُكَلِّبٌ	اسم الفاعل ہے۔ سُدھانے والا۔

ترکیب

اُحِلَّ کا نائب فاعل اَلطَّيِّبٰتُ اور وَمَا ہیں۔ مُكَلِّبِيْنَ حال ہے۔ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ میں هُنَّ کی ضمیر اَلْجَوَارِحِ کے لیے ہے۔ دونوں جگہ طَعَامُ اپنے مضاف الیہ کے ساتھ مل کر مبتداء ہے اور حِلٌّ ان کی خبریں ہیں جبکہ لَكُمْ اور لَهُمْ متعلق خبر ہیں۔ وَالْمُحْصَنٰتُ سے اَخْدَانٍ تک پورا فقرہ حِلٌّ لَّكُمْ پر عطف ہے۔ جس میں مخاطب اہل ایمان ہیں اور حِلٌّ لَّهُمْ پر نہیں ہے، جس میں غائب کی ضمیر اہل کتاب کے لیے ہے کیونکہ اِذَا شرطیہ کے بعد اٰتَيْتُمُوْهُنَّ آیا ہے، جو جمع مذکر مخاطب کا صیغہ ہے جس کا مطلب ہوگا کہ اے ایمان والو! جب تم ان عورتوں کو ان کے حقوق دے دو تو وہ تمہارے لیے حلال ہیں۔ مُحْصِنِيْنَ اور مُسٰفِحِيْنَ حال ہیں۔ مُتَّخِذِيْ دراصل مُتَّخِذِيْنَ ہے۔ مضاف ہونے کی وجہ سے اس کا نون گرا ہوا ہے اور یہ بھی حال ہے۔

ترجمہ

يَسْـَٔلُوْنَكَ	مَاذَآ	اُحِلَّ	لَهُمْ	قُلْ
وہ لوگ پوچھتے ہیں آپؐ سے	وہ کیا ہے جو	حلال کی گئی	ان کے لیے	آپ کہہ دیجیے

اُحِلَّ	لَكُمُ	الطَّيِّبٰتُ	وَمَا	عَلَّمْتُمْ	مِّنَ الْجَوَارِحِ
حلال کیا گیا	تمہارے لیے	پاکیزہ (چیزوں) کو	اور اس کو جو	تم نے سکھایا	درندوں میں سے

مُكَلِّبِيْنَ	تُعَلِّمُوْنَهُنَّ	مِمَّا	عَلَّمَكُمُ
شکار کے لیے سدھانے والا ہوتے ہوئے	تم لوگ سکھاتے ہو ان کو	اس میں سے جو	سکھایا تم کو

اللّٰهُ	فَكُلُوْا	مِمَّآ	اَمْسَكْنَ	عَلَيْكُمْ	وَاذْكُرُوا	اسْمَ اللّٰهِ
اللہ نے	تو تم لوگ کھاؤ	اس میں سے جو	انہوں نے تھاما	تمہارے لیے	اور ذکر کرو	اللہ کے نام کا

عَلَيْهِ ۠	وَاتَّقُوا	اللّٰهَ ۭ	اِنَّ اللّٰهَ	سَرِيْعُ الْحِسَابِ ④	اَلْيَوْمَ	اُحِلَّ
اس پر	اور تقوی کرو	اللہ کا	یقیناً اللہ	حساب لینے کا تیز ہے	آج کے دن	حلال کیا گیا

لَكُمُ	الطَّيِّبٰتُ ۭ	وَطَعَامُ الَّذِيْنَ	اُوْتُوا	الْكِتٰبَ	حِلٌّ	لَّكُمْ ۠
تمہارے لیے	پاکیزہ (چیزوں) کو	اور ان کا کھانا جن کو	دی گئی	کتاب	حلال ہے	تمہارے لیے

وَطَعَامُكُمْ	حِلٌّ	لَّهُمْ	وَالْمُحْصَنٰتُ	مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ	وَالْمُحْصَنٰتُ
اور تمہارا کھانا	حلال ہے	ان کے لیے	اور خاندانی عورتیں	مسلمان عورتوں میں سے	اور خاندانی عورتیں

مِنَ الَّذِيْنَ	اُوْتُوا	الْكِتٰبَ	مِنْ قَبْلِكُمْ	اِذَآ	اٰتَيْتُمُوْهُنَّ
ان میں سے جن کو	دی گئی	کتاب	تم سے پہلے (حلال ہیں تمہارے لیے)	جب	تم دو ان کو

اُجُوْرَهُنَّ	مُحْصِنِيْنَ	غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ	وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ۭ
ان کے حقوق	حفاظت کرنے والا ہوتے ہوئے	بدکاری نہ کرنے والا ہوتے ہوئے	اور نہ ہی یاری بنانے والا ہوتے ہوئے

وَمَنْ يَّكْفُرْ	بِالْاِيْمَانِ	فَقَدْ حَبِطَ	عَمَلُهٗ ۡ	وَهُوَ	فِي الْاٰخِرَةِ
اور جو انکار کرتا ہے	ایمان کا	تو اکارت ہو چکے ہیں	اس کے عمل	اور وہ ہے	آخرت میں

مِنَ الْخٰسِرِيْنَ
خسارہ پانے والوں میں سے

آیت نمبر (6 تا 7)

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا
بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰي سَفَرٍ اَوْ
جَاۗءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاۗءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا
بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ۭ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ
نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ⑥ وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ ۙ اِذْ قُلْتُمْ
سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ⑦ ﴾

ک ع ب

(ن-ض) كُعُوْبًا (1) کوئی بھی اُٹھنے والی یا اُبھرنے والی چیز۔(2) کوئی مکعب چیز یعنی جس کی لمبائی، چوڑائی اور اونچائی ایک جیسی ہو۔

كَعْبٌ کسی چیز کی اُبھری ہوئی گرہ۔ جیسے گنّے کے دو پوروں کے درمیان کی گرہ یا پنڈلی اور پیر کے درمیان کی گرہ یعنی ٹخنہ۔ آیت زیر مطالعہ۔

كَعْبَةٌ کوئی مربع کمرہ۔خانہ کعبہ۔﴿ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ ﴾ (5/ 97:753)''بنایا اللہ نے کعبہ کومحترم گھر۔''

كَاعِبٌ ج كَوَاعِبُ۔اسم الفاعل ہے۔اُٹھنے والا۔ابھرنے والا۔پھر استعارۃً نوعمر لڑکی کے لیے بھی آتا ہے۔﴿ وَّ كَوَاعِبَ اَتْرَابًا ۙ۝۳۳ ﴾ (78/النبا:33)''اور نوعمر لڑکیاں ہم عمر۔''

ترکیب

فَاغْسِلُوْا کا مفعول اول وُجُوْهَكُمْ اور مفعول ثانی اَيْدِيَكُمْ ہے۔اس لیے دونوں کے مضاف حالتِ نصب میں ہیں۔وَامْسَحُوْا کا مفعول بِرُءُوْسِكُمْ ہے جوکہ بَا کے صلہ کی وجہ سے مجرور ہے۔وَاَرْجُلَكُمْ اگر وَامْسَحُوْا کا مفعول ہوتا تو بَا کے صلہ پر عطف ہونے کی وجہ سے حالتِ جز میں وَاَرْجُلِكُمْ آتا،لیکن اَرْجُلَكُمْ کی نصب بتارہی ہے کہ یہ فَاغْسِلُوْا کا مفعول ثالث ہے۔صَعِيْدًا طَيِّبًا کے بعد فَامْسَحُوْا کا مفعول بِوُجُوْهِكُمْ ہے۔بَا کے صلہ پر عطف ہونے کی وجہ سے اَيْدِيْكُمْ حالتِ جر میں آیا ہے۔اس لیے یہ اس فَامْسَحُوْا کا مفعول ثانی ہے۔

ترجمہ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْۤا	اِذَا	قُمْتُمْ	اِلَى الصَّلٰوةِ	فَاغْسِلُوْا	وُجُوْهَكُمْ
اے لوگو جو	ایمان لائے	جب کبھی	تم لوگ اٹھو	نماز کی طرف	تو دھولو	اپنے چہروں کو

وَاَيْدِيَكُمْ	اِلَى الْمَرَافِقِ	وَامْسَحُوْا	بِرُءُوْسِكُمْ	وَاَرْجُلَكُمْ
اور اپنے ہاتھوں کو	کہنیوں تک	اور مسح کرو	اپنے سروں کا	اور (دھولو) اپنے پیروں کو

اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ	وَاِنْ	كُنْتُمْ	جُنُبًا	فَاطَّهَّرُوْا ؕ	وَاِنْ	كُنْتُمْ	مَّرْضٰۤى
دونوں ٹخنوں تک	اور اگر	تم لوگ ہو	ناپاک	تو خود کو پاک کرو	اور اگر	تم لوگ ہو	مریض

اَوْ	عَلٰى سَفَرٍ	اَوْ جَآءَ	اَحَدٌ	مِّنْكُمْ	مِّنَ الْغَآئِطِ	اَوْ لٰمَسْتُمُ
یا (ہو)	کسی سفر پر	یا آئے	کوئی ایک	تم میں سے	باتھ روم سے	یا تم لوگ مباشرت کرو

النِّسَآءَ	فَلَمْ تَجِدُوْا	مَآءً	فَتَيَمَّمُوْا	صَعِيْدًا طَيِّبًا	فَامْسَحُوْا	بِوُجُوْهِكُمْ
بیوی سے	پھر تم لوگ نہ پاؤ	پانی	تو تیمم کرو	کسی پاک مٹی سے	تو مسح کرو	اپنے چہروں کا

وَاَيْدِيْكُمْ	مِّنْهُ	مَا يُرِيْدُ	اللّٰهُ	لِيَجْعَلَ	عَلَيْكُمْ	مِّنْ حَرَجٍ
اور اپنے ہاتھوں کا	اس سے	نہیں چاہتا	اللہ	کہ وہ بنائے	تم لوگوں پر	کسی قسم کی کوئی تنگی

وَّلٰكِنْ	يُّرِيْدُ	لِيُطَهِّرَكُمْ	وَلِيُتِمَّ	نِعْمَتَهٗ
اور لیکن (یعنی بلکہ)	وہ چاہتا ہے	کہ وہ پاک کرے تم لوگوں کو	اور (یہ) کہ وہ تمام کرے	اپنی نعمت کو

عَلَيْكُمْ	لَعَلَّكُمْ	تَشْكُرُوْنَ ۝۶	وَاذْكُرُوْا	نِعْمَةَ اللّٰهِ	عَلَيْكُمْ	وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ
تم لوگوں پر	شائد کہ	حق مانو	اور یاد	اللہ کی نعمت کو	اپنے اوپر	اور اس کے اس پختہ عہد کو

وَاثَقَكُمْ	بِهٖ ۙ	اِذْ	قُلْتُمْ	سَمِعْنَا	وَاَطَعْنَا ؗ
اس نے معاہدے میں جکڑا تم لوگوں کو	جس سے	جب	تم لوگوں نے کہا	ہم نے سنا	اور ہم نے اطاعت کی

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ	عَلِيْمٌۢ	اِنَّ اللّٰهَ	اللّٰهَ	وَاتَّقُوا
سینوں والی (باتوں) کو	جاننے والا ہے	بیشک اللہ	اللہ کا	اور تقوی کرو

آیت نمبر (8تا11)

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۡ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ
اِعْدِلُوْا ۫ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ⑧ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ⑨ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ⑩
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْۤا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ
عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ⑪ ﴾

ترکیب

اَلَّا دراصل اَنْ لَا ہے۔ وَعَدَ کے دو مفعول آتے ہیں۔ کسی سے وعدہ کیا اور کیا وعدہ کیا۔ اس کا مفعول اول اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ہے اور مفعول ثانی لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ہے۔ اس لیے پورا جملہ محلاً حالت نصب میں ہے۔ آیت نمبر۔11 میں ''نعمت'' لمبی تا سے لکھی گئی ہے۔ جو کہ قرآن مجید کا مخصوص املاء ہے۔ كَفَّ کا فاعل اس میں هُوَ کی ضمیر ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔

ترجمہ

شُهَدَآءَ	لِلّٰهِ	قَوّٰمِيْنَ	كُوْنُوْا	اٰمَنُوْا	يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ
گواہی دینے والے	اللہ کی خاطر	خوب نگرانی کرنے والے	تم لوگ ہو جاؤ	ایمان لائے	اے لوگو جو

اِعْدِلُوْا	اَلَّا تَعْدِلُوْا	عَلٰى	شَنَاٰنُ قَوْمٍ	وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ	بِالْقِسْطِ
(بلکہ) تم لوگ عدل کرو	کہ تم لوگ عدل نہ کرو	اس پر	کسی قوم کی دشمنی	اور تم کو ہرگز آمادہ نہ کرے	انصاف کی

تَعْمَلُوْنَ	بِمَا	خَبِيْرٌ	اِنَّ اللّٰهَ	اللّٰهَ	وَاتَّقُوا	لِلتَّقْوٰى	اَقْرَبُ	هُوَ
تم لوگ کرتے ہو	اس سے جو	باخبر ہے	یقیناً اللہ	اللہ کا	اور تقوی کرو	تقوی سے	زیادہ قریب ہے	یہ

مَّغْفِرَةٌ	لَهُمْ	الصّٰلِحٰتِ	وَعَمِلُوا	اٰمَنُوْا	الَّذِيْنَ	اللّٰهُ	وَعَدَ
مغفرت ہے	(کہ) ان کے لیے	نیک	اور عمل کیے	ایمان لائے	ان لوگوں سے جو	اللہ نے	وعدہ کیا

اُولٰٓئِكَ	بِاٰيٰتِنَاۤ	وَكَذَّبُوْا	كَفَرُوْا	وَالَّذِيْنَ	وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ
(تو) وہ لوگ	ہماری نشانیوں کو	اور جھٹلایا	انکار کیا	اور وہ لوگ جنھوں نے	اور ایک شاندار بدلہ ہے

عَلَيْكُمْ	نِعْمَتَ اللّٰهِ	اذْكُرُوْا	اٰمَنُوْا	يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ
تم لوگوں پر	اللہ کی نعمت کو	تم لوگ یاد کرو	ایمان لائے	اے لوگو جو	دوزخ والے ہیں

اِذْ	ھَمَّ	قَوْمٌ	اَنْ	یَّبْسُطُوْٓا	اِلَیْکُمْ	اَیْدِیَھُمْ	فَکَفَّ
جب	ارادہ کیا	ایک قوم نے	کہ	وہ لوگ پھیلائیں	تمہاری طرف	اپنے ہاتھوں کو	تو اس نے روکا

اَیْدِیَھُمْ	عَنْکُمْ ج	وَاتَّقُوا	اللّٰہَ ط	وَعَلَی اللّٰہِ	فَلْیَتَوَکَّلِ	الْمُؤْمِنُوْنَ
ان کے ہاتھوں کو	تم سے	اور تقویٰ کرو	اللہ کا	اور اللہ پر ہی	چاہیے کہ بھروسہ کریں	مومن لوگ

نوٹ۔1

زیرِ مطالعہ ایت نمبر۔8 کا مضمون سورۃ النساء کی آیت نمبر۔135 میں بھی تھوڑے سے فرق کے ساتھ گزر چکا ہے۔ دونوں کے تقابلی مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ انسان کو عدل وانصاف سے روکنے کے عموماً دو سبب ہوا کرتے ہیں۔ ایک اپنے نفس یا عزیزوں کی طرفداری اور دوسرے کی عداوت۔ سورۃ النساء میں پہلے سبب کی اور آیت زیرِ مطالعہ میں دوسرے سبب کی نشاندہی کی گئی ہے اور حکم یہ دیا ہے کہ اپنے نفس، والدین اور عزیزوں کی رعایت میں انصاف کا دامن مت چھوڑو۔ اور کسی دشمنی کی وجہ سے، اس کو نقصان پہچانے کے لیے بھی انصاف کا دامن ہاتھ سے مت جانے دو۔ (معاویہ القرآن)

نوٹ۔2

ان دونوں آیتوں میں دوسرا حکم یہ دیا گیا ہے کہ سچی گواہی دینے سے پہلوتہی مت کروتا کہ فیصلہ کرنے والوں کو حق اور انصاف سے فیصلہ کرنے میں آسانی ہو۔ قرآن مجید میں متعدد آیات میں تاکید کی گئی ہے کہ سچی گواہی دینے میں کوتاہی اور سستی نہ کی جائے۔ مثلاً ایک جگہ فرمایا کہ ''تم لوگ مت چھپاؤ گواہی کو، اور جو چھپاتا ہے اس کو تو یقیناً اس کا دل گناہ کرنے والا ہے'' (2۔283)۔ اس سے یہ واضح ہوجاتی ہیں کہ سچی گواہی دینا واجب اور اس کو چھپانا سخت گناہ ہے۔

اس کے ساتھ ہی قرآن مجید میں یہ حکم بھی موجود ہے کہ ''تکلیف نہ دی جائے کسی لکھنے والے کو اور نہ ہی کسی گواہ کو'' (2۔282)۔ اس حکم پر عمل نہ ہونے کی وجہ سے ہمارے معاشرے میں صورتحال یہ ہوگئی ہے کہ موقع کے سچے گواہ کو شاذ ونادر ہی ملتے ہیں۔ لوگ ایسی جگہوں سے دور بھاگتے ہیں کہ کہیں گواہی میں نام نہ آجائے۔ پولیس ادھر اُدھر کے گواہوں سے خانہ پری کرتی ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ بہت کم مقدمات کا فیصلہ حق وانصاف پر ہوتا ہے۔ عدالتیں مجبور ہیں کیونکہ جیسی شہادتیں ان کے پاس پہنچتی ہیں۔ وہ انھیں کی بنیاد پر فیصلہ کرسکتی ہیں۔ جبکہ آج بھی سعودی عرب اور بعض دوسرے ممالک میں قرآن کی اس ہدایت پر عمل ہو رہا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہاں جرائم اور مقدمات کی نہ تو اتنی کثرت ہے اور نہ ہی گواہی دینا کوئی مصیبت ہے۔

اس کے علاوہ ایک اہم بات یہ ہے کہ آج کل عام طور پر شہادت کا مطلب صرف یہ لیا جاتا ہے کہ مقدمات میں عدالت کے سامنے گواہی دینا۔ لیکن قرآن وسنت کی اصطلاح میں لفظ شہادت اس سے زیادہ وسیع مفہوم رکھتا ہے۔ مثلاً کسی کو ڈاکٹری سرٹیفکیٹ دینا کہ وہ ڈیوٹی ادا کرنے کے قابل نہیں ہے یا نوکری کرنے کے قابل نہیں ہے۔ یہ بھی ایک شہادت ہے۔ اگر اس میں واقعہ کے خلاف لکھا گیا تو وہ جھوٹی شہادت ہوکر گناہِ کبیرہ

ہو گیا ہے۔اس طرح امتحانات میں طلبا کے پرچوں پر نمبر لگانا ایک شہادت ہے۔اگر جان بوجھ کر یا لاپرواہی سے نمبروں میں پیشی کر دی گئی تو وہ بھی جھوٹی شہادت ہے اور حرام اور سخت گناہ ہے۔

اسی طرح انتخابات میں کسی امیدوار کو ووٹ دینا بھی ایک شہادت ہے۔جس میں ووٹ دینے والے کی طرف سے اس کی گواہی ہے کہ اس کے نزدیک یہ امیدوار اپنی استعداد اور قابلیت کے اعتبار سے بھی اور دیانت وامانت کے اعتبار سے بھی نمائندہ بننے کے قابل ہے،مگر ہم لوگوں نے اس کو محض ہار جیت کا کھیل سمجھ رکھا ہے۔اس لیے ووٹ اکثر رشتہ داری یا دوستی کی بنیاد پر استعمال ہوتا ہے،کبھی کسی دباؤ کے تحت استعمال کیا جاتا ہے اور کبھی فروخت کر دیا جاتا ہے۔اور تو اور پڑھے لکھے دیندار مسلمان بھی انا اہل لوگوں کو ووٹ دیتے وقت کبھی یہ محسوس نہیں کرتے کہ ہم یہ جھوٹی گواہی دے کر مستحق لعنت وعذاب بن رہے ہیں۔

ووٹ دینے کی از روئے قرآن ایک دوسری حیثیت بھی ہے جس کو شفاعت یا سفارش کہا جاتا ہے کہ ووٹ دینے والا گویا سفارش کرتا ہے کہ فلاں امیدوار کو نمائندگی دی جائے۔سفارش کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو اچھی سفارش کرتا ہے تو اس کے لیے اس میں سے ایک حصہ ہوتا ہے اور جو کوئی بری سفارش کرتا ہے تو اس کے لیے اس میں سے ایک ذمہ داری ہوتی ہے۔(4-85)اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی نمائندہ جب کوئی غلط اور ناجائز کام کرتا ہے تو اس کا وبال اسے ووٹ دینے والوں کو بھی پہنچے گا۔(معارف القرآن)

شہادت (گواہی) اور شفاعت (سفارش) کی جو مذکورہ بالا تفسیر مفتی محمد شفیعؒ نے کی ہے۔انتخابات کے وقت اس پر عمل کرنے میں ہمیں کچھ الجھنوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ان میں سے دو زیادہ عام ہیں۔مناسب ہے کہ ان کی وضاحت یہاں پر کر دی جائے تاکہ جو اللہ کے حکم پر عمل کرنے کا جذبہ رکھتا ہے وہ اطمینان قلب کے ساتھ اس پر عمل کرے۔(مرتب)

امیدوار اگر ہماری برادری یا قبیلے کا ہے تو ہمارے ووٹ پر اس کا حق بنتا ہے۔یا امیدوار ہماری اپنی پارٹی کے ٹکٹ پر کھڑا ہوا ہے تو اس کو ووٹ دینا امیر کا حکم ہے۔اس کی صلاحیت اور امانت و دیانت قابل اعتماد نہیں ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ رشتہ داروں کا حق ادا کرنا اور امیر کی اطاعت کرنا بھی اللہ کا ہی حکم ہے۔اس مسئلہ کا حل سورۃ النساء کی آیت نمبر۔135 میں موجود ہے جہاں ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ انصاف پر قائم رہو خواہ وہ ہمارے اپنے یا والدین یا قرابت داروں کے خلاف ہو۔اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ کسی کی کوئی اطاعت نہیں ہے۔اللہ معصیت میں۔یعنی اگر کسی رشتہ دار کا حق ادا کرنے سے یا امیر کی اطاعت کرنے سے اللہ کے کسی حکم کی خلاف ورزی ہوتی ہے تو یہ دونوں چیزیں ساقط ہو جائیں گی اور اللہ کا حکم قائم رہے گا۔

دوسری الجھن یہ ہوتی ہے کہ کہیں فلاں پارٹی کی حکومت نہ بن جائے اس لیے کم برائی والے(LESSER EVIL) کو ووٹ دے دو۔یہ خود فریبی ہے۔کسی کی حکومت کے آنے یا نہ آنے کے متعلق قیامت میں ہم سے جواب طلب نہیں کیا جائے گا کیونکہ اس پر ہمارا اختیار نہیں ہے۔وہاں ہم سے صرف یہ پوچھا جائے گا کہ ایک اہل اور دیانتدار شخص کے حق میں ووٹ کیوں نہیں دیا تھا یا ایک نااہل اور بددیانت کو ووٹ کیوں دیا تھا۔

آیت نمبر (12 تا 14)

﴿ وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۭ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مَعَكُمْ ۭ
لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا
لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ
فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝۱۲ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ
الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآىِٕنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ
فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۱۳ وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ
فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۭ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ
بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝۱۴ ﴾

ن ق ب

(ن)	نَقْبًا	کسی چمڑے یا دیوار میں سوراخ کرنا۔ نقب لگانا۔ ﴿وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ۝۹۷﴾ (18/الکہف:97)''اور انہیں قدرت نہیں اس میں سوراخ کرنے کی۔''
(س)	نَقَبًا	راستوں پر چلنا (یعنی فضا میں سوراخ کرنا)۔''
(ک)	نَقَابَةً	(۱) سوراخ میں سے جھانکنا یعنی ایسی جگہ سے نگرانی کرنا جہاں سے نگرانی کرنے والا دوسروں کو دیکھ سکے لیکن اس کو نہ دیکھا جا سکے۔
		(۲) سردار ہونا۔ کیونکہ سردار دوسروں سے معلومات حاصل کر کے اپنی قوم کی نگرانی کرتا ہے۔
	نَقِيْبٌ	فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ نگرانی کرنے والا۔ سردار۔ آیت زیرِ مطالعہ۔
(تفعیل)	تَنْقِيْبًا	کثرت سے آنا جانا۔ بھاگ دوڑ کرنا۔ ﴿فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ ۭ﴾ (50/قٓ:36)''تو انہوں نے بھاگ دوڑ کی شہروں میں۔''

ع ز ر

(ض)	عَزْرًا	کسی کو اس کے فرائض سے آگاہ کرنا۔ مدد کرنا۔
(تفعیل)	تَعْزِيْرًا	کسی کی تعظیم میں اس کے مشن کو تقویت دینا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

غ ر و

(س)	غَرَاءً	چمٹنا۔ لازم ہونا۔
(افعال)	اِغْرَاءً	(۱) چمٹانا۔ لازم کرنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔
		(۲) کسی کو کسی پر حاوی کر دینا۔ ﴿لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ﴾ (33/الاحزاب:60)''ہم لازماً حاوی کر دیں گے آپؐ کو ان پر۔''

ص ن ع

(ف)	صَنْعًا اور صُنْعًا	کسی خام مال سے اچھی چیز بنانا۔ کاریگری کرنا۔ صنعت کاری کرنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

	اِصْنَعْ	فعل امر ہے۔﴿ فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ ﴾ (23/المؤمنون:27)''تو ہم نے وحی کیا انؑ کی طرف کہ آپؑ کشتی بنائیں۔''
	مَصْنَعٌ	ج مَصَانِعُ۔اسم الظرف ہے۔صنعت گری کی جگہ۔قلعہ۔محل۔﴿ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ ﴾ (26/الشعراء:129)''اور تم لوگ بناتے ہو محلّات شائد کہ تم ہمیشہ رہو گے۔''
(افعال)	اِصْنَاعًا	کسی چیز کو بڑی مہارت سے بنانا۔ پرورش کرنا۔ پروان چڑھانا۔﴿ وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ ﴿۳۹﴾ ﴾ (20/طٰہٰ:39)''اور تا کہ تو پروان چڑھایا جائے میری نگاہ کے سامنے۔''
(افتعال)	اِصْطِنَاعًا	اہتمام سے بنانا۔﴿ وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ ﴿۴۱﴾ ﴾ (20/طٰہٰ:41)''اور مَیں نے اہتمام سے پروان چڑھایا آپؑ کو اپنے واسطے۔

ترکیب

اِثْنَيْ دراصل اِثْنَيْنِ ہے جو بَعَثْنَا کا مفعول ہونے کی وجہ سے حالتِ نصب میں ہے اور مضاف ہونے کی وجہ سے نون اعرابی گرا ہوا ہے۔ نَقِيْبًا تمیز ہے۔ لَئِنْ میں اِنْ شرطیہ پر لام تاکید ہے۔ اِنْ شرطیہ کی وجہ سے آگے شرط میں افعال ماضی کے ترجمے مستقبل میں ہوں گے۔ فَبِمَا میں بَا سببیہ ہے اور اس کا بدل ہونے کی وجہ سے نَقْضِهِمْ کا مضاف مجرور ہوا ہے۔ نَقْضِ مصدر نے فعل کا عمل کیا ہے۔ مِيْثَاقَهُمْ اس کا مفعول ہونے کی وجہ سے حالتِ نصب میں ہے۔ تَطَّلِعُ باب افتعال کا مضارع ہے۔ خَائِنَةٍ پر تائے مبالغہ ہے جیسے عَلَّامَةٌ۔ بِمَا كَانُوْا میں بَا فعل يُنَبِّئُ کا صلہ ہے۔

ترجمہ

وَلَقَدْ اَخَذَ	اللّٰهُ	مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ	وَبَعَثْنَا	مِنْهُمُ
اور بیشک لیا ہے	اللہ نے	بنی اسرائیل سے عہد	اور ہم نے اٹھائے (یعنی مقرر کیے)	ان میں سے

اثْنَيْ عَشَرَ	نَقِيْبًا ۭ	وَقَالَ	اللّٰهُ	اِنِّىْ	مَعَكُمْ ۭ	لَىِٕنْ	اَقَمْتُمُ
بارہ	نقیب	اور کہا	اللہ نے	کہ میں	تمہارے ساتھ ہوں	بیشک اگر	تم لوگ قائم کرو گے

الصَّلٰوةَ	وَاٰتَيْتُمُ	الزَّكٰوةَ	وَاٰمَنْتُمْ	بِرُسُلِيْ	وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ	وَاَقْرَضْتُمُ	اللّٰهَ
نماز کو	اور پہنچاؤ گے	زکوۃ کو	اور ایمان لاؤ گے	میرے رسولوں پر	اور تقویت دو گے ان کو	اور قرضہ دو گے	اللہ کو

قَرْضًا حَسَنًا	لَّاُكَفِّرَنَّ	عَنْكُمْ	سَيِّاٰتِكُمْ
جیسا خوبصورت قرضہ دینے کا حق ہے	تو میں لازماً دور کروں گا	تم سے	تمہاری برائیوں کو

وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ	جَنّٰتٍ	تَجْرِيْ	مِنْ تَحْتِهَا	الْاَنْهٰرُ ۚ	فَمَنْ
اور میں لازماً داخل کروں گا تم لوگوں کو	ایسے باغات میں	بہتی ہیں	جن کے نیچے سے	نہریں	پھر جو

كَفَرَ	بَعْدَ ذٰلِكَ	مِنْكُمْ	فَقَدْ ضَلَّ	سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۱۲﴾	فَبِمَا
انکار کرے گا	اس کے بعد	تم میں سے	تو وہ ضرور گمراہ ہوگا	راستے کے درمیان سے	پس بسبب اس کے جو

نَقْضِهِمْ	مِّيْثَاقَهُمْ	لَعَنّٰهُمْ	وَجَعَلْنَا	قُلُوْبَهُمْ	قٰسِيَةً ۚ
ان کا توڑنا ہے	اپنے عہد کو	ہم نے لعنت کی ان پر	اور ہم نے بنا دیا	ان کے دلوں کو	سخت ہونے والا

يُحَرِّفُوْنَ	الْكَلِمَ	عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ	وَنَسُوْا	حَظًّا	مِّمَّا
وہ لوگ پھیرتے ہیں	کلاموں کو	ان کے رکھنے کی جگہوں سے	اور انھوں نے بھلا دیا	ایک حصہ	اس کے بعد

ذُكِّرُوْا	بِهٖ ۚ	وَلَا تَزَالُ	تَطَّلِعُ	عَلٰى خَآئِنَةٍ
ان کو نصیحت کی گئی	جس سے	اور ہمیشہ	آپ آگاہ ہوں گے	کسی بڑے وعدہ خلاف پر

مِّنْهُمْ	اِلَّا	قَلِيْلًا	مِّنْهُمْ	فَاعْفُ	عَنْهُمْ	وَاصْفَحْ ۭ
ان میں سے	سوائے اس کے کہ	تھوڑے سے	ان میں سے	تو آپ درگزر کریں	ان سے	اور نظرانداز کریں

اِنَّ اللّٰهَ	يُحِبُّ	الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٣﴾	وَمِنَ الَّذِيْنَ	قَالُوْٓا	اِنَّا	نَصٰرٰٓى
یقیناً اللہ	پسند کرتا ہے	احسان کرنے والوں کو	اور ان میں وہ بھی ہیں جنھوں نے	کہا	کہ ہم	نصاریٰ ہیں

اَخَذْنَا	مِيْثَاقَهُمْ	فَنَسُوْا	حَظًّا	مِّمَّا	ذُكِّرُوْا	بِهٖ ۠
ہم نے لیا	ان سے عہد	تو انہوں نے بھلا دیا	ایک حصہ	اس میں سے	ان کو نصیحت کی گئی	جس سے

فَاَغْرَيْنَا	بَيْنَهُمُ	الْعَدَاوَةَ	وَالْبَغْضَآءَ	اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۭ	وَسَوْفَ
تو ہم نے چپکا دیا	ان کے مابین	عداوت کو	اور بغض کو	قیامت کے دن تک	اور عنقریب

يُنَبِّئُهُمُ	اللّٰهُ	بِمَا	كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ
جتا دے گا ان کو	اللہ	وہ جو	وہ کرتوت کیا کرتے تھے

نوٹ-1

سَوَاءَ السَّبِيْلِ مرکب اضافی ہے اور اس کا لفظی ترجمہ ''راستے کا درمیان'' بنتا ہے لیکن اردو میں اس مفہوم کے لیے مرکب توصیفی ''درمیانی راستہ'' استعمال ہوتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ سَوَاءُ السَّبِيْلِ اور اَلصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيْمِ قرآن مجید کی اہم اصطلاحات ہیں جن کا مفہوم اردو ترجمے میں منتقل کرنا ممکن نہیں ہے۔ اس لیے ان کے معانی مراد کی وضاحت ضروری ہے۔ یہ بھی نوٹ کرلیں کہ یہ وضاحت تفہیم القرآن سے ماخوذ ہے۔

یہ دنیا ہر انسان کا کمرہ امتحان ہے اور امتحان کی غرض سے ہر انسان کے اندر بہت سی مختلف اور باہم متصادم صلاحیتوں، جذبات اور رجحانات کو ودیعت کر کے اسے امتحان گاہ میں بھیجا جاتا ہے۔ ہمارے نفس اور جسم کے تقاضے بھی مختلف ہیں جبکہ روح اور طبیعت کے بھی مختلف تقاضے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کبھی ہم کسی موڈ میں ہوتے ہیں اور کبھی ہمارا موڈ کچھ اور ہی ہوتا ہے۔ ایسے افراد کے باہمی ربط و تعلقات سے جو اجتماعی زندگی وجود میں آتی ہے وہ بھی بہت پیچیدہ اور متصاد تعلقات باہمی سے مرکب ہوتی ہے۔ جس کے نتیجے میں یہاں ہر شخص کے جہاں کچھ

753

حقوق ہیں وہیں اس کے کچھ فرائض ہیں پھر اس دنیا میں جو سامانِ زندگی ہمارے چاروں طرف پھیلا ہوا ہے۔ اُسے استعمال کرنے اور آپس میں تقسیم کرنے پر بھی انفرادی اور اجتماعی سطح پر بہت سے پیچیدا اور مسائل پیدا ہوتے ہیں۔

انسان کیلئے یہ ممکن نہیں ہے وہ اپنے پورے عرصہ حیات پر پھیلے ہوئے تمام مسائل ہر پہلو پر بیک وقت ایک متوازن نظر ڈال سکے۔ اس لیے وہ خود اپنی زندگی کیلئے کوئی ایسا راستہ نہیں بنا سکتا جس کے سارے جذبات و رجحانات میں توازن قائم رہ سکے اور تمام انفرادی تقاضوں کے ساتھ وہ انصاف کر سکے۔ یہی وجہ ہے کہ جب انسان اپنی زندگی کا راستہ خود متعین کرتا ہے تو ضروریات میں سے کوئی ایک ضرورت اور مسائل میں سے کوئی ایک مسئلہ اس کے دماغ پر اس طرح مسلط ہو جاتا ہے کہ دوسری ضروریات اور مسائل کے ساتھ وہ بالا ارادہ یا بلا ارادہ ناانصافی کرنے لگتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ زندگی کا توازن بگڑ جاتا ہے، جس کے لیے قرآن مجید کی اصطلاح فساد ہے۔ انسان کی یہ کج روی اپنی انتہا کو پہنچنے لگتی ہے تو باقی ضروریات اور مسائل بغاوت کر کے زور لگاتے ہیں کہ ان کے ساتھ انصاف کیا جائے۔ پھر انسان ان میں سے کچھ کی طرف توجہ کر کے اور باقیوں کو نظرانداز کر کے ایک نئی ٹیڑھی راہ پر گامزن ہو جاتا ہے۔ اس طرح انسان اپنی خود ساختہ میٹرھی (ZIG ZAG) راہوں پر اپنی زندگی کا سفر طے کرتا ہے۔

زندگی کی ایک راہ ایسی بھی ہے جو ان ٹیڑھی میٹرھی راہوں کے عین وسط میں واقع ہے۔ جس میں نہ کوئی افراط ہے اور نہ تفریط ہے۔ اس لیے اس راہ پر سفر کرتے ہوئے انسان اپنی تمام ضروریات کو ان کا حق دے سکتا ہے اور مسائل کے ہر پہلو کا احاطہ کرتے ہوئے انھیں حل کر سکتا ہے اس طرح وہ دنیاوی زندگی اطمینان اور سکون سے بسر کر سکتا ہے اور دائمی زندگی میں اپنی مراد پا سکتا ہے۔ ہر انسان کی فطرت اسی درمیانی اور متوازن راہ کو تلاش کرتی لیکن انسان اسے معلوم کرنے پر قادر نہیں ہے۔ اس نشاندہی وہی ہستی کر سکتی ہے جو انسان کی مصور (DESIGNER) اور خالق ہے۔ اور اس نے اپنے رسول اسی لیے بھیجے کہ اس راہ کی طرف وہ انسانوں کی راہنمائی کرے۔ قرآن اسی راہ کو سَوَاءُ السَّبِيْلِ اور اَلصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيْمُ کہتا ہے۔

علم وحی سے محروم بعض فلسفیوں نے یہ دیکھ کر کہ انسانی زندگی پے در پے ایک انتہا سے دوسری انتہا کی طرف دھکے کھاتی چلتی جا رہی ہے، یہ غلط نتیجہ نکال لیا کہ ''جدَلی عمل'' (DIALECTICAL PROCESS) انسانی زندگی کے ارتقاء کا فطری قریق ہے۔ چنانچہ وہ یہ سمجھ بیٹھے کہ انسان کے ارتقاء کا راستہ یہ ہے کہ پہلے ایک انتہا پسندانہ دعویٰ (THESIS) اسے ایک رخ پر بہالے جائے، پھر اس کے جواب میں دوسرا انتہا پسندانہ دعویٰ (ANTITHESIS) اسے دوسری انتہا کی طرف کھینچے اور پھر دونوں کے امتزاج (SYNTHESIS) سے ارتقاء حیات کا راستہ بنے۔ حالانکہ دراصل یہ ارتقاء کی راہ نہیں ہے بلکہ بدنصیبی کے دھکے ہیں جو انسانی زندگی کے فلاحی ارتقاء میں مانع ہو رہے ہیں۔ فلاحی ارتقاء کی راہ یعنی سواء السبیل علم وحی کی روشنی کے بغیر نظر نہی آتی اور اس پر ثابت قدم رہنا ایمان کی قوت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

753

نوٹ-2

آج کل کے عیسائیوں کے حالات سے یہ شبہہ پیدا ہوسکتا ہے کہ وہ باہم متحد ہیں۔ لیکن آیت زیرِ مطالعہ میں بات ان لوگوں کی ہے جو عیسائی مذہب کے پابند ہیں۔ ان کی فرقہ بندی اور عداوت آج بھی ہے، خصوصاً کیتھولک اور پروٹسٹنٹ کی عداوت (معارف القرآن سے ماخوذ)۔ دنیاوی سطح پر عیسائیوں کے باہمی بغض اور عداوت کی وجہ سے گزشتہ صدی میں انسانیت کو دو عالمگیر جنگوں کا خمیازہ بھگتنا پڑا وقتی طور پر یہ عداوت کچھ دب گئی ہے لیکن ختم نہیں ہوئی ہے۔ اس کا اظہار دوبارہ جرمنی، فرانس، اور اٹلی وغیرہ کے رویہ سے ہو رہا ہے جو انھوں نے امریکہ اور برطانیہ کے خلاف عراق کے مسئلہ پر اختیار کیا ہوا ہے۔ (فروری 2003)

سبق 49/3-753
15/5 تا 45

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ المائدہ (5)

آیت نمبر (15 تا 19)

﴿ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ يَعْفُوْا عَنْ
كَثِيْرٍ ؕ۬ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۙ﴿۱۵﴾ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَ
يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَ يَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۶﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّ
اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَ اُمَّهٗ
وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ؕ وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۷﴾ وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ وَ النَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَ اَحِبَّآؤُهٗ ؕ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ؕ
بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا
بَيْنَهُمَا ؗ وَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۸﴾ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ
تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّ لَا نَذِيْرٍ ؗ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّ نَذِيْرٌ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۹﴾ ع ﴾

ف ت ر

(ن) فُتُوْرًا: تیزی کے بعد ساکن ہونا یعنی وقفہ آنا یا سُست پڑنا۔ ہلکا ہونا۔ ﴿ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ﴿۲۰﴾ ﴾ (21/الانبیاء:20) ''تسبیح کرتے ہیں رات اور دن کے وقت، وہ لوگ سُست نہیں پڑتے۔''

فَتْرَةٌ: اسم ذات ہے۔ وقفہ۔ سستی۔ آیت زیر مطالعہ۔

(تفعیل) تَفْتِيْرًا: وقفہ دینا۔ سست کرنا۔ ہلکا کرنا۔ ﴿ لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ ﴾ (43/الزخرف:75) ''وہ ہلکا نہیں کیا جائے گا ان سے۔''

ترکیب

كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ کو ماضی استمراری بھی مانا جاسکتا ہے لیکن ہماری ترجیح یہ ہے كُنْتُمْ کو فعل ناقص اور تُخْفُوْنَ کو اس کی خبر مانا جائے اور ترجمہ جملہ اسمیہ کا کیا جائے۔ يَهْدِيْ بِهٖ میں ضمیر واحد آئی ہے۔ اور بِهِمَا نہیں آیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ ایک ہی چیز ہے۔ يَهْدِيْ کا مفعول اول مَنْ ہے اور سُبُلَ السَّلٰمِ مفعول ثانی ہے۔ هُوَ ضمیر فاصل ہے اور اَلْمَسِيْحُ خبر ہے جبکہ اِبْنُ مَرْيَمَ اس کا بدل ہے۔

ترجمہ

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ	قَدْ جَآءَ	كُمْ	رَسُوْلُنَا	يُبَيِّنُ	لَكُمْ
اے اہل کتاب	آچکا ہے	تمہارے پاس	ہمارا رسولؐ	جو واضح کرتا ہے	تمہارے لیے

كَثِيْرًا	مِّمَّا	كُنْتُمْ	تُخْفُوْنَ	مِنَ الْكِتٰبِ	وَيَعْفُوْا	عَنْ كَثِيْرٍ ؕ۬
بہت کچھ	اس میں سے جو	تم لوگ	چھپاتے ہو	کتاب میں سے	اور وہ درگزر کرتا ہے	بہتوں سے

قَدْ جَآءَكُمْ	مِّنَ اللّٰهِ	نُوْرٌ	وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾	يَّهْدِيْ	بِهِ
آچکا ہے تمہارے پاس	اللہ (کی طرف) سے	ایک نور	اور ایک واضح کتاب	ہدایت دیتا ہے	اس سے

اللّٰهُ	مَنِ	اتَّبَعَ	رِضْوَانَهٗ	سُبُلَ السَّلٰمِ	وَيُخْرِجُهُمْ	مِّنَ الظُّلُمٰتِ
اللہ	اس کو جس نے	پیروی کی	اس کی رضا کی	سلامتی کی راہوں کی	اور وہ نکالتا ہے ان کو	اندھیروں سے

اِلَى النُّوْرِ	بِاِذْنِهٖ	وَيَهْدِيْهِمْ	اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۶﴾	لَقَدْ كَفَرَ
نور کی طرف	اپنے حکم سے	اور وہ ہدایت دیتا ہے ان کو	ایک سیدھے راستے کی طرف	یقیناً کفر کیا ہے

الَّذِيْنَ	قَالُوْٓا	اِنَّ	اللّٰهَ	هُوَ الْمَسِيْحُ	ابْنُ مَرْيَمَ ۭ	قُلْ	فَمَنْ
ان لوگوں نے جنہوں نے	کہا	کہ	اللہ	مسیحؑ ہی ہیں	جو بی بی مریم کے بیٹے ہیں	آپؐ کہیے	تو کون

يَّمْلِكُ	مِنَ اللّٰهِ	شَيْـًٔا	اِنْ	اَرَادَ	اَنْ	يُّهْلِكَ
اختیار رکھتا ہے	اللہ سے (اس کے مقابلہ پر)	کچھ بھی	اگر	وہ ارادہ کرے	کہ	وہ ہلاک کرے

الْمَسِيْحَ	ابْنَ مَرْيَمَ	وَاُمَّهٗ	وَمَنْ	فِي الْاَرْضِ	جَمِيْعًا ۭ
مسیحؑ کو	جو بی بی مریم کے بیٹے ہیں	اور انؑ کی والدہ کو	اور اس کو جو	زمین میں ہے	سب کو

وَلِلّٰهِ	مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	وَمَا	بَيْنَهُمَا ۭ
اور اللہ کی ہی ہے	زمین اور آسمانوں کی بادشاہت	اور اس کی جو	ان دونوں کے درمیان ہے

يَخْلُقُ	مَا يَشَاۗءُ ۭ	وَاللّٰهُ	عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ	قَدِيْرٌ ﴿۱۷﴾	وَقَالَتِ
وہ تخلیق کرتا ہے	جو وہ چاہتا ہے	اور اللہ	ہر چیز پر	قادر ہے	اور کہا

الْيَهُوْدُ	وَالنَّصٰرٰى	نَحْنُ	اَبْنٰۗؤُا اللّٰهِ	وَاَحِبَّاۗؤُهٗ ۭ	قُلْ	فَلِمَ
یہودیوں نے	اور نصاریٰ نے	ہم	اللہ کے بیٹے ہیں	اور اس کے چہیتے ہیں	آپ کہہ دیجئے	پھر کیوں

يُعَذِّبُكُمْ	بِذُنُوْبِكُمْ ۭ	بَلْ	اَنْتُمْ	بَشَرٌ	مِّمَّنْ
وہ عذاب دیتا ہے تم کو	تمہارے گناہوں کے سبب سے	بلکہ	تم لوگ	ایک بشر ہو	اس میں سے جو

خَلَقَ ۭ	يَغْفِرُ	لِمَنْ	يَّشَاۗءُ	وَيُعَذِّبُ	مَنْ
اس نے تخلیق کیا	وہ بخشتا ہے	اس کو جس کو	وہ چاہتا ہے	اور وہ عذاب دیتا ہے	اس کو جس کو

يَّشَاۗءُ ۭ	وَلِلّٰهِ	مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	وَمَا	بَيْنَهُمَا
وہ چاہتا ہے	اور اللہ کی ہی ہے	زمین اور آسمانوں کی بادشاہت	اور اس کی جو	ان دونوں کے درمیان ہے

وَاِلَيْهِ	الْمَصِيْرُ ﴿۱۸﴾	يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ	قَدْ جَاۗءَكُمْ	رَسُوْلُنَا	يُبَيِّنُ
اور اس کی طرف ہی	لوٹنا ہے	اے اہل کتاب	تمہارے پاس آچکا ہے	ہمارا رسولؐ	وہ کھولتا ہے

لَكُمْ	عَلٰى فَتْرَةٍ	مِّنَ الرُّسُلِ	اَنْ	تَقُوْلُوْا	مَا جَآءَنَا	مِنْۢ بَشِيْرٍ
تمہارے لیے	وقفہ پر	رسولوں کے	کہ (کہیں)	تم لوگ کہو	نہیں آیا ہمارے پاس	کوئی بھی بشارت دینے والا

وَّلَا نَذِيْرٍ	فَقَدْ جَآءَكُمْ	بَشِيْرٌ	وَّنَذِيْرٌ ؕ
اور نہ ہی کوئی خبردار کرنے والا	تو آچکا ہے تمہارے پاس	ایک بشارت دینے والا	اور خبردار کرنے والا

وَاللّٰهُ	عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ	قَدِيْرٌ ﴿١٩﴾ ع
اور اللہ	ہر ایک چیز پر	قدرت رکھنے والا ہے

نوٹ-1

حضرت موسیٰؑ سے حضرت عیسیٰؑ تک کی درمیانی مدت میں انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا سلسلہ برابر جاری رہا اس میں کبھی وقفہ نہیں ہوا۔ پھر حضرت عیسیٰؑ کے بعد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تک کے درمیانی عرصہ میں سلسلہ انبیاء بند رہا۔ اس سے پہلے کبھی اتنا زمانہ انبیاء کی بعثت سے خالی نہیں رہا۔ اسی لیے اس زمانے کو زمانہ فترت کہتے ہیں۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (20 تا 26)

﴿ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖۗ وَّ
اٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٠﴾ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا
تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿٢١﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖۗ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا
حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ﴿٢٢﴾ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ
عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۚ۬ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٢٣﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا
قٰعِدُوْنَ ﴿٢٤﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَاَخِيْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٥﴾ قَالَ
فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۚ يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٦﴾ ع ﴾

ج ب ر

(ن) جَبْرًا: (1) زبردستی یا دباؤ سے کسی چیز کی اصلاح کرنا۔ جیسے ٹوٹی ہوئی ہڈی جوڑنا۔ اللہ تعالیٰ کی صفت الجبار اسی معنی میں ہے۔ (2) کسی کو اس کی مرضی کے خلاف کام پر مجبور کرنا۔ زبردستی کرنا۔ بندوں کی صفت عموماً اسی معنی میں آتی ہے۔

جَبَّارٌ: فَعَّالٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ (1) بار بار اور کثرت سے اصلاح کرنے والا۔ (2) بار بار اور کثرت سے زبردستی کرنے والا۔ زبردست۔ طاقتور۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ت ی ہ

(ض) تَيْهًا: راستے سے بھٹک جانا۔ سرگردان پھرنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ء	س	و

(ن) اَسَوًا — مایوسیوں کا علاج کرنا۔ کسی کو کسی کے لیے نمونہ بنانا۔

اُسْوَۃٌ — وہ چیز جس سے تسلی حاصل کی جائے۔ نمونہ۔ ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (33/ الاحزاب: 21) ”بیشک ہو چکا ہے تمہارے لیے اللہ کے رسول میں بھلائی حاصل کرنے والا ایک نمونہ۔“

(س) اَسًى — مایوس ہونا۔ افسوس کرنا۔ ﴿فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ﴾ (7/ الاعراف: 93) ”پھر کیسے میں افسوس کروں ایک کافر قوم پر۔“

لَا تَاْسَ — فعل نہی ہے۔ تو افسوس مت کر۔ تو مایوس مت ہو۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

يٰقَوْمِ دراصل يٰقَوْمِيْ ہے۔ لَا تَرْتَدُّوْا کے لائے نہی پر عطف مانیں تو فَتَنْقَلِبُوْا مجزوم ہے اور فَا کو سببیہ مانیں تو یہ حالتِ نصب میں ہے۔ ہماری ترجیح ہے کہ اسے فَا سببیہ مانا جائے۔ اِنَّ کا اسم قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ہے، اس کی خبر محذوف ہے اور فِيْهَا قائم مقام خبر ہے۔ رَبِّ بھی دراصل رَبِّيْ ہے۔ اَرْبَعِيْنَ ظرف ہونے کی وجہ سے حالتِ نصب میں ہے۔ سَنَةً اِس کی تمیز ہے۔

ترجمہ

وَاِذْ قَالَ	مُوْسٰى	لِقَوْمِهٖ	يٰقَوْمِ	اذْكُرُوْا	نِعْمَةَ اللّٰهِ	عَلَيْكُمْ
اور جب کہا	موسیٰؑ نے	اپنی قوم سے	اے میری قوم!	تم لوگ یاد کرو	اللہ کی نعمت کو	اپنے اوپر

اِذْ جَعَلَ	فِيْكُمْ	اَنْۢبِيَاۗءَ	وَجَعَلَكُمْ	مُّلُوْكًا ڰ	وَّاٰتٰىكُمْ
جب اس نے بنائے	تم لوگوں میں سے	انبیاء	اور بنایا تم لوگوں کو	بادشاہ	اور اس نے دیا تم لوگوں کو

مَّا	لَمْ يُؤْتِ	اَحَدًا	مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۰﴾	يٰقَوْمِ	ادْخُلُوا
وہ، جو	اس نے نہیں دیا	کسی ایک کو	تمام عالموں میں سے	اے میری قوم	تم لوگ داخل ہو جاؤ

الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ	الَّتِيْ	كَتَبَ	اللّٰهُ	لَكُمْ	وَلَا تَرْتَدُّوْا	عَلٰٓي اَدْبَارِكُمْ
پاک کی ہوئی زمین میں	جس کو	لکھا	اللہ نے	تمہارے لیے	اور مت پھر جانا	اپنی پیٹھوں پر

فَتَنْقَلِبُوْا	خٰسِرِيْنَ ﴿۲۱﴾	قَالُوْا	يٰمُوْسٰٓى	اِنَّ	فِيْهَا	قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ڰ
ورنہ ہو جاؤ گے	نقصان اٹھانے والے	انہوں نے کہا	اے موسیٰؑ	کہ	اس میں ہے	ایک زبردست قوم

وَاِنَّا	لَنْ نَّدْخُلَهَا	حَتّٰى	يَخْرُجُوْا	مِنْهَا ۚ	فَاِنْ	يَّخْرُجُوْا	مِنْهَا
اور ہم	ہرگز داخل نہیں ہوں گے اس میں	یہاں تک کہ	وہ لوگ نکلیں	اس سے	پھر اگر	وہ لوگ نکلیں	اس سے

فَاِنَّا	دٰخِلُوْنَ ﴿۲۲﴾	قَالَ رَجُلٰنِ	مِنَ الَّذِيْنَ	يَخَافُوْنَ	اَنْعَمَ	اللّٰهُ
تو ہم	داخل ہونے والے ہیں	کہا دو مردوں نے	ان میں سے جو	ڈرتے ہیں (اللہ سے)	انعام کیا	اللہ نے

عَلَيْهِمَا	ادْخُلُوْا	عَلَيْهِمُ	الْبَابَ ۚ	فَاِذَا	دَخَلْتُمُوْهُ
جن پر،	(کہ) داخل ہو جاؤ	ان پر	دروازے سے	پھر جب	تم لوگ داخل ہو گے اس سے

فَاِنَّكُمْ	غٰلِبُوْنَ ۚ	وَعَلَى اللّٰهِ	فَتَوَكَّلُوْٓا	اِنْ كُنْتُمْ	مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۳﴾
تو یقیناً تم لوگ	غلبہ پانے والے ہو گے	اور اللہ پر ہی	پس تم لوگ بھروسہ کرو	اگر تم لوگ	مومن ہو

قَالُوْا	يٰمُوْسٰٓى	اِنَّا	لَنْ نَّدْخُلَهَآ	اَبَدًا	مَّا دَامُوْا	فِيْهَا
انہوں نے کہا	اے موسیٰؑ	کہ ہم	ہرگز داخل نہیں ہوں گے اس میں	کبھی بھی	جب تک وہ رہیں گے	اس میں

فَاذْهَبْ	اَنْتَ	وَرَبُّكَ	فَقَاتِلَآ	اِنَّا	هٰهُنَا	قٰعِدُوْنَ ﴿۲۴﴾
پس جائیں	آپؑ	اور آپؑ کا رب	پھر آپ دونوں جنگ کریں	بیشک ہم	یہیں	بیٹھنے والے ہیں

قَالَ	رَبِّ	اِنِّيْ	لَآ اَمْلِكُ	اِلَّا	نَفْسِيْ	وَاَخِيْ
کہا (موسیٰؑ نے)	اے میرے رب	کہ میں	اختیار نہیں رکھتا	سوائے	اپنی جان	اور اپنے بھائی کے

فَافْرُقْ	بَيْنَنَا	وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۵﴾	قَالَ	فَاِنَّهَا
پس تو جدائی ڈال دے	ہمارے درمیان	اور نافرمانی کرنے والی قوم کے درمیان	کہا (اللہ نے)	تو یہ

مُحَرَّمَةٌ	عَلَيْهِمْ	اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۚ	يَتِيْهُوْنَ	فِي الْاَرْضِ ۭ
حرام کی گئی ہے	ان پر	چالیس سال تک	یہ لوگ بھٹکتے پھریں گے	زمین میں

فَلَا تَاْسَ	عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۶﴾
تو آپؑ افسوس نہ کریں	نافرمانی کرنے والی قوم پر

ترکیب

مصر سے نکلنے کے بعد حضرت موسیٰؑ کی منزل فلسطین تھی۔ آپؑ جب اس کے پاس پہنچے تو دشتِ فاران میں قیام فرمایا اور بنو اسرائیل کے بارہ سرداروں کو وہاں کے حالات معلوم کرنے کے لیے بھیجا۔ واپس آکر ان سرداروں نے علاقے کی زرخیزی اور شادابی کی رپورٹ دی اور یہ بھی بتایا وہاں پر آباد لوگ بڑے قدآور اور زورآور ہیں۔ یہ سُن کر بنو اسرائیل نے حوصلہ ہار دیا اور جس مُلک میں آباد ہونے کے لیے یہاں تک پہنچے تھے، اس میں داخل ہونے کے بجائے پھر مصر پلٹ جانے کی باتیں کرنے لگے۔ حضرت موسیٰؑ نے ان کو بتایا کہ یہ علاقہ اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے۔ بارہ میں سے دو سرداروں نے بھی ان کی ہمت بندھانے کی کوشش کی لیکن ان لوگوں نے اپنے رسول کا حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ (تدبر القرآن)

آیت نمبر (27 تا 31)

﴿ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ۭ
قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ۭ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۷﴾ لَىِٕنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَآ اَنَا
بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۸﴾ اِنِّىْٓ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ
فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ
مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۳۰﴾ فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ۭ قَالَ يٰوَيْلَتٰٓى
اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ ﴾

ب ح ث

753

(ف) | بَحْثًا | کسی چیز کو کھود کر اس میں کچھ تلاش کرنا۔ کُریدنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ع ج ز

(ض) | عَجْزًا | کسی کام کو کرنے کی قدرت نہ رکھنا۔ بے اختیار ہونا۔ عاجز ہونا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

عَجُوْزٌ | فَعُوْلٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بہت بے اختیار۔ بوڑھی عورت۔ ﴿ ءَاَلِدُ وَ اَنَا عَجُوْزٌ ﴾ (11/ھود:72) ''کیا میں جنوں گی اس حال میں کہ میں بڑھیا ہوں۔''

عُجُزٌ | ج اَعْجَازٌ۔ کھجور کا کھوکھلا تنا۔ ﴿ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ﴾ (54/القمر:20) ''گویا کہ وہ کسی اُکھڑی ہوئی کھجور کے تنے ہیں۔''

(افعال) | اِعْجَازًا | کسی کو بے اختیار کرنا۔ عاجز کرنا۔ ﴿ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ ﴾ (35/الفاطر:44) ''اور اللہ وہ نہیں ہے کہ اس کو بے اختیار کر دے کوئی بھی چیز۔''

مُعْجِزٌ | اسم الفاعل ہے۔ بے اختیار کرنے والا۔ عاجز کرنے والا۔ ﴿ وَ مَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴾ (6/الانعام:134) ''اور تم لوگ عاجز کرنے والے نہیں ہو۔''

(مفاعلہ) | مُعَاجَزَةً | کسی کو ہرانے کی کوشش کرنا۔ مسابقت کرنا۔

مُعَاجِزٌ | اسم الفاعل ہے۔ ہرانے کی کوشش کرنے والا۔ آگے نکلنے کی کوشش کرنے والا۔ ﴿ وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ ﴾ (22/الحج:51) ''اور وہ لوگ جو بھاگ دوڑ کرتے ہیں ہماری نشانیوں میں ہرانے والا ہوتے ہوئے۔''

ن د م

(س) | نَدَمًا | پشیمان ہونا۔ شرمندہ ہونا۔

نَادِمٌ | اسم الفاعل ہے۔ پشیمان ہونے والا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

نَدَامَةٌ | اسم ذات ہے۔ پشیمانی۔ شرمندگی۔ ﴿ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ﴾ (10/یونس:54) ''اور چھپائیں گے پشیمانی کو جب وہ لوگ دیکھیں گے عذاب۔''

ترکیب

نَبَاَ کا مضاف الیہ اِبْنَيْنِ تھا جو آگے اٰدَمَ کا مضاف بنا تو اس کا نون گر گیا۔ بِبَاسِطٍ اسم الفاعل ہے۔ اس نے فعل کا عمل کیا ہے اور اس کا مفعول یَدًا تھا۔ یائے متکلم اس کا مضاف الیہ ہے اس لیے یَدًا کی تنوین ختم ہوئی اور یَدِیَ استعمال ہوا۔ بِاِثْمِيْ کی بَا پر عطف ہونے کی وجہ سے اِثْمِكَ حالتِ جر میں آیا ہے۔ فَطَوَّعَتْ کا فاعل نَفْسُهٗ ہے۔ غُرَابًا نکرہ مخصوصہ ہے اور يَبْحَثُ فِي الْاَرْضِ اس کی خصوصیت ہے۔ لِيُرِيَهٗ میں ضمیر فاعلی اللہ کے لیے ہے اور ضمیر مفعولی قاتل کے لیے ہے۔ يُوَارِيْ کی ضمیر فاعلی بھی قاتل کے لیے ہے۔ هٰذَا الْغُرَابِ مرکب اشاری مِثْلَ کا مضاف الیہ ہے اس لیے اَلْغُرَابِ حالتِ جر میں آیا ہے جبکہ مِثْلَ کی نصب اَكُوْنَ کی خبر ہونے کی وجہ سے ہے۔ فَاُوَارِيَ کا فا سببیہ ہے جس نے مضارع اُوَارِيْ کو نصب دی ہے۔

ترجمہ

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ	نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ	بِالْحَقِّ	اِذْ
اور آپؐ پڑھ کر سنائیں ان لوگوں کو	حضرت آدمؑ کے دو بیٹوں کی خبر	حق کے ساتھ	جب

قَرَّبَا	قُرْبَانًا	فَتُقُبِّلَ	مِنْ اَحَدِهِمَا	وَلَمْ يُتَقَبَّلْ
ان دونوں نے پیش کی	ایک قربانی	تو قبول کی گئی	ان دونوں کے ایک سے	اور نہیں قبول کی گئی

مِنَ الْاٰخَرِ ؕ	قَالَ	لَاَقْتُلَنَّكَ ؕ	قَالَ	اِنَّمَا
دوسرے سے	اس نے کہا	میں لازماً قتل کروں گا تجھ کو	اس نے کہا	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ

يَتَقَبَّلُ	اللّٰهُ	مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۷﴾	لَئِنْۢ	بَسَطْتَّ	اِلَيَّ	يَدَكَ
قبول کرتا ہے	اللہ	تقویٰ کرنے والوں سے	البتہ اگر	تو بڑھائے گا	میری طرف	اپنا ہاتھ

لِتَقْتُلَنِيْ	مَاۤ اَنَا	بِبَاسِطٍ	يَّدِيَ	اِلَيْكَ	لِاَقْتُلَكَ ۚ
تا کہ تو قتل کرے مجھ کو	تو میں	بڑھانے والا نہیں ہوں	اپنا ہاتھ	تیری طرف	کہ میں قتل کروں تجھ کو

اِنِّيْۤ	اَخَافُ	اللّٰهَ	رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۸﴾	اِنِّيْۤ	اُرِيْدُ
بیشک میں	ڈرتا ہوں	اللہ سے	جو تمام عالموں کا پرورش کرنے والا ہے	بیشک میں	چاہتا ہوں

اَنْ	تَبُوْٓاَ	بِاِثْمِيْ	وَاِثْمِكَ	فَتَكُوْنَ	مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ
کہ	تو لوٹے	میرے گناہ کے ساتھ	اور اپنے گناہ کے ساتھ	نتیجتاً تو ہو جائے	آگ والوں میں سے

وَذٰلِكَ	جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾ ۚ	فَطَوَّعَتْ	لَهٗ	نَفْسُهٗ	قَتْلَ اَخِيْهِ
اور یہ (ہی)	ظلم کرنے والوں کا بدلہ ہے	پس راضی کیا	اس کو	اس کے نفس نے	اپنے بھائی کے قتل پر

فَقَتَلَهٗ	فَاَصْبَحَ	مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۳۰﴾	فَبَعَثَ	اللّٰهُ	غُرَابًا
تو اس نے قتل کیا اس کو	نتیجتاً وہ ہو گیا	خسارہ اُٹھانے والوں میں سے	پھر بھیجا	اللہ نے	ایک ایسا کوا

يَّبْحَثُ	فِي الْاَرْضِ	لِيُرِيَهٗ	كَيْفَ	يُوَارِيْ	سَوْءَةَ اَخِيْهِ ؕ
جو کُریدتا ہے	زمین میں	تا کہ وہ (یعنی اللہ) دکھائے اس کو	(کہ) کیسے	وہ چھپائے	اپنے بھائی کی لاش کو

قَالَ	يٰوَيْلَتٰۤى	اَ	عَجَزْتُ	اَنْ	اَكُوْنَ	مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ
اس نے کہا	ہائے میری بدبختی	کیا	میں عاجز ہوا	(اس سے بھی) کہ	میں ہوتا	اس کوے کے جیسا

فَاُوَارِيَ	سَوْءَةَ اَخِيْ ۚ	فَاَصْبَحَ	مِنَ النّٰدِمِيْنَ
تو میں چھپاتا	اپنے بھائی کی لاش کو	پھر وہ ہو گیا	پشیمان ہونے والوں میں سے

ترکیب

قرآن کریم کوئی قصہ کہانی یا تاریخ کی کتاب نہیں ہے اس لیے اس میں کسی واقعہ کو تفصیلات کے ساتھ اوّل سے آخر تک بیان نہیں کیا جاتا۔ البتہ ہدایت کے لیے گزشتہ اقوام کی سرگزشت میں عبرت اور نصیحت کے پہلو کو نمایاں کیا جاتا ہے۔ اس لیے قرآن کا عام اسلوب یہ ہے کہ اکثر پورا واقعہ ایک جگہ بیان نہیں کرتا، بلکہ اس کے جتنے حصے سے اس جگہ کی نصیحت کا تعلق ہوتا ہے، اس کا وہی حصہ وہاں بیان کرتا ہے (معارف القرآن)۔ اس لیے قرآن مجید کا مطالعہ کرنے والوں کے حق میں مفید بات یہ ہے کہ وہ ان تفصیلات کی تلاش میں کولمبس نہ بنیں، جنہیں قرآن مجید نے نظر انداز کر دیا ہے اور اپنی توجہ کو مقصودِ کلام پر مرتکز کریں ورنہ ہدایت سے محرومی کا اندیشہ ہے۔

نوٹ۔2

قابیل کو یہ جان کر کہ اس کی قربانی قبول نہیں ہوئی ہابیل پر غصہ آیا کہ اس کی قربانی کیوں قبول ہوئی۔ حالانکہ اس کی قربانی قبول نہ ہونے میں ہابیل کا کوئی دخل نہیں تھا بلکہ قصور اس کا اپنا تھا۔ لیکن جب آدمی پر حسد کا دورہ پڑتا ہے تو اس کو اپنی نالائقیاں نظر نہیں آتیں، بلکہ وہ اپنی ناکامی کے اسباب دوسروں پر ڈالتا ہے (تدبر القران)۔ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ میں حاسد کے حسد کے علاج کا ذکر کیا گیا ہے کہ کسی کو جب یہ نظر آئے کہ کسی شخص کو اللہ تعالیٰ نے کوئی نعمت عطا فرمائی ہے جو اس کو حاصل نہیں ہے تو اس کو چاہیے کہ اپنی عملی کوتاہی اور گناہوں کی اصلاح کی فکر کرے۔

آیت نمبر (32 تا 34)

﴿ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚۛ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَلَقَدْ جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ۡ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ۝32 اِنَّمَا جَزٰۗؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ۭ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝33ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝34ۧ ﴾

ن ف و

(ن) نَفَوًا کسی کو کسی جگہ سے ہٹانا۔ نکالنا۔ (۱) ملک بدر کرنا۔ (۲) قید کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

اَنَّهٗ میں ضمیر الشان ہے۔ فَسَادٍ کی جر بتا رہی ہے کہ یہ بِغَيْرِ کا دوسرا مضاف الیہ ہے۔ قَتَلَ کا مفعول النَّاسَ ہے اور جَمِيْعًا تمیز ہے۔ اَحْيَاهَا کی ضمیر نَفْسًا کے لیے ہے۔ اِنَّ کا اسم كَثِيْرًا مِّنْهُمْ ہے اور لَمُسْرِفُوْنَ اس کی خبر ہے۔

ترجمہ

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚۛ	كَتَبْنَا	عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ	اَنَّهٗ	مَنْ	قَتَلَ
اس وجہ سے	ہم نے فرض کیا	بنی اسرائیل پر	کہ حقیقت یہ ہے کہ	جس نے	قتل کیا

نَفْسًۢا	بِغَيْرِ نَفْسٍ	اَوْ	فَسَادٍ	فِي الْاَرْضِ	فَكَاَنَّمَا	قَتَلَ
کسی جان کو	کسی جان کے (بدلے کے) بغیر	یا	کسی فساد کے بغیر	زمین میں	تو گویا کہ	اس نے قتل کیا

النَّاسَ	جَمِيْعًا ۭ	وَمَنْ	اَحْيَاهَا	فَكَاَنَّمَآ	اَحْيَا	النَّاسَ
انسانوں کو	تمام کے تمام	اور جس نے	زندہ رکھا اس کو	تو گویا کہ	اس نے زندہ رکھا	انسانوں کو

جَمِيْعًا ۭ	وَلَقَدْ جَاۗءَتْهُمْ	رُسُلُنَا	بِالْبَيِّنٰتِ ۡ	ثُمَّ	اِنَّ
تمام کے تمام	اور آ چکے ہیں ان کے پاس	ہمارے رسول	واضح (نشانیوں) کے ساتھ	پھر	بیشک

كَثِيْرًا مِّنْهُمْ	بَعْدَ ذٰلِكَ	فِي الْاَرْضِ	لَمُسْرِفُوْنَ ۝32	اِنَّمَا
ان میں سے اکثر	اس کے بعد	زمین میں	یقیناً حد سے تجاوز کرنے والے ہیں	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ

جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ	يُحَارِبُوْنَ	اللّٰهَ	وَرَسُوْلَهٗ	وَيَسْعَوْنَ 753	فِي الْاَرْضِ
ان لوگوں کی سزا جو	لڑتے ہیں	اللہ سے	اور اس کے رسول سے	اور بھاگ دوڑ کرتے ہیں	زمین میں

فَسَادًا	اَنْ	يُّقَتَّلُوْٓا	اَوْ يُصَلَّبُوْٓا	اَوْ تُقَطَّعَ
فساد پھیلانے کو	(یہ ہے) کہ	وہ لوگ قتل کیے جائیں	یا سولی دیے جائیں	یا کاٹے جائیں

اَيْدِيْهِمْ	وَاَرْجُلُهُمْ	مِّنْ خِلَافٍ	اَوْ يُنْفَوْا	مِنَ الْاَرْضِ ؕ	ذٰلِكَ
ان کے ہاتھ	اور ان کے پیر	مخالف (طرف) سے	یا وہ قید کیے جائیں	زمین سے (نکال کر)	یہ

لَهُمْ	خِزْيٌ	فِي الدُّنْيَا	وَلَهُمْ	فِي الْاٰخِرَةِ	عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۳۳﴾ ۙ
ان کے لیے	رسوائی ہے	دُنیا میں	اور ان کے لیے	آخرت میں	ایک عظیم عذاب ہے

اِلَّا الَّذِيْنَ	تَابُوْا	مِنْ قَبْلِ	اَنْ	تَقْدِرُوْا	عَلَيْهِمْ ۚ	فَاعْلَمُوْٓا
سوائے ان کے جنہوں نے	توبہ کی	اس سے پہلے	کہ	تم لوگ قابو پاؤ	ان پر	پس جان لو

اَنَّ اللّٰهَ	غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ
کہ اللہ	بخشنے والا رحم کرنے والا ہے

نوٹ-1

اللہ اور اس کے رسول سے لڑنے کا مطلب ہے اسلام کے عدل اجتماعی اور اس کے قوانین کے خلاف تگ ودو کرنا۔ چھوٹے پیمانے پر راہزانی وڈکیتی ہو یا بڑے پیمانے پر اسلامی نظام کی جگہ کوئی دوسرا نظام قائم کرنے کی جدوجہد ہو، وہ دراصل اللہ اور اسکے رسول کے خلاف جنگ ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے تعزیراتِ ہند میں ہر اس شخص کو جو ہندوستان میں برطانوی حکومت کا تختہ اُلٹنے کی کوشش کرے، بادشاہ کے خلاف لڑائی (WAGING WAR AGAINST THE KING) کا مجرم قرار دیا گیا تھا۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ-2

مختلف سزائیں بیان کر دی گئی ہیں۔ اب یہ عدالت کا کام ہے کہ ہر مجرم کو اس کے جُرم کی نوعیت کے مطابق سزا دے (تفہیم القرآن)۔ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ کے متعلق حضرت عمرؓ نے فیصلہ فرمایا تھا کہ اگر مجرم کو یہاں سے نکال کر دوسرے شہروں میں آزاد چھوڑ دیا جائے تو وہاں کے لوگوں کو ستائے گا۔ اس لیے ایسے مجرم کو قید کر دیا جائے۔ یہی اس کو زمین سے نکالنا ہے کہ زمین میں کہیں چل پھر نہیں سکتا۔ امام ابوحنیفہؒ نے بھی یہ اختیار فرمایا ہے۔ (معارف القرآن)

نوٹ-3

شریعتِ اسلام میں سزاؤں کی تین قسمیں ہیں۔ (1) تعزیرات۔ (2) قصاص اور (3) حدود۔ جن جرائم کی سزا قرآن وسنت نے متعین نہیں کی بلکہ حکام کی صوابدید پر چھوڑا ہے ان کو تعزیرات کہتے ہیں۔ حالات کے تحت یہ سزائیں ہلکی یا سخت بھی کی جاسکتی ہیں اور معاف بھی کی جاسکتی ہیں۔ ان میں حکام کے اختیارات وسیع ہیں۔

جن جرائم کی سزائیں قرآن وسنت نے متعین کر دی ہیں ان میں سے ایک قسم کی سزا کو قصاص کہتے ہیں۔

ان میں حقوق العباد کا پہلو غالب ہے۔اس لیے جُرم ثابت ہوجانے کے بعد عدالت یا حکومت کو مجرم کی سزا میں کمی کرنے یا معاف کرنے کا اختیار نہیں ہے۔البتہ یہ اختیار نہیں ہے۔البتہ یہ اختیار متاثر بندے یا مقتول کے ولی کو حاصل ہوجاتا ہے۔وہ چاہے تو سزا دلوائے یا قصاص لے لے یا فی سبیل اللہ معاف کردے۔

قرآن وسنت کی معین کردہ سزاؤں کی دوسری قسم کو حدود کہتے ہیں۔ان میں حقوق اللہ کا پہلو غالب ہے۔اس لیے جرم ثابت ہوجانے کے بعد سزا میں معمولی سا تغیر وتبدل یا کمی بیشی کرنے کی حکومت یا عدالت یا متاثر بندے کو اجازت نہیں ہے۔اسی طرح توبہ کرلینے سے بھی دنیوی سزا معاف نہیں ہوگی۔البتہ مخلصانہ توبہ سے آخرت کا گناہ معاف ہوجاتا ہے۔حدود اللہ میں سفارش کرنے اور سننے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سختی سے منع فرمایا ہے۔

حدود کی سزائیں سخت ہیں اور ان کے نفاذ کا قانون بھی سخت ہے لیکن معاملہ کو معتدل کرنے کے لیے ثبوت مجرم کی شرطیں بھی سخت رکھی گئی ہیں۔اور ثبوت میں ادنیٰ سا شُبہ بھی پایا تو حد ساقط ہوجاتی ہے البتہ تعزیری سزا دی جاسکتی ہے۔مثلاً زنا کے ثبوت میں تین گواہ ہیں جو ثقہ ہیں جن پر جھوٹ کا شبہ نہیں ہوسکتا مگر از روئے شریعت چوتھا گواہ نہ ہونے کی وجہ سے حدِ شرعی جاری نہیں ہوگی لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ اس کو کھلی چھٹی دے دی جائے گی۔بلکہ عدالت اس کو مناسب تزیری سزا دے گی۔

(معاف القرآن سے ماخوذ)

آیت نمبر (35 تا 37)

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۳۵ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّ مِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۳۶ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝۳۷ ﴾

و س ل

(ض) وَسِيْلَةً: کسی چیز کی طرف رغبت کے ساتھ پہنچنا (مفردات القرآن)۔اللہ تک تقرب حاصل کرنا۔(المنجد)

وَسِيْلَةٌ: اسم ذات بھی ہے۔تقرب۔قربت۔آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

وَابْتَغُوْٓا کا مفعول اَلْوَسِيْلَةَ ہے۔اِلَيْهِ اور سَبِيْلِهٖ کی ضمیریں اَللّٰهُ کے لیے ہیں۔لَوْ شرطیہ ہے۔مِثْلَهٗ اور مَعَهٗ کی ضمیریں مَا فِي الْاَرْضِ کے لیے ہیں۔جَمِيْعًا تمیز ہے۔مَا تُقُبِّلَ ماضی مجہول ہے لیکن یہ لَوْ کا جواب شرط ہے اس لیے اس کا ترجمہ مستقبل میں ہوگا۔

ترجمہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	اتَّقُوا	اللّٰهَ	وَابْتَغُوْٓا	اِلَيْهِ	الْوَسِيْلَةَ
اے لوگو جو	ایمان لائے	تم لوگ تقویٰ کرو	اللہ کا	اور تلاش کرو	اس کی طرف	قربت کو

وَجَاهِدُوْا	فِيْ سَبِيْلِهٖ	لَعَلَّكُمْ	تُفْلِحُوْنَ ۝۳۵	اِنَّ الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	لَوْ
اور تم لوگ جدوجہد کرو	اس کی راہ میں	شائد کہ تم	فلاح پاؤ	یقیناً جنہوں نے	کفر کیا	اگر

اَنَّ	لَهُمْ	مَّا	فِي الْاَرْضِ	جَمِيْعًا	وَّ مِثْلَهٗ	مَعَهٗ
یہ کہ	ان کے لیے	وہ ہو جو	زمین میں ہے	سب کا سب	اور اس کے جیسا	اس کے ساتھ

لِيَفْتَدُوْا	بِهٖ	مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ	مَا تُقُبِّلَ
تا کہ وہ خود کو چھڑائیں	جسے دے کر	قیامت کے دن کے عذاب سے	تو وہ قبول نہیں کیا جائے گا

مِنْهُمْ ج	وَلَهُمْ	عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۳۶	يُرِيْدُوْنَ	اَنْ	يَّخْرُجُوْا	مِنَ النَّارِ
ان سے	اور ان کے لئے	ایک دردناک عذاب ہے	وہ لوگ چاہیں گے	کہ	وہ نکلیں	آگ سے

وَ	مَا هُمْ	بِخٰرِجِيْنَ	مِنْهَا ز	وَلَهُمْ	عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۳۷
حالانکہ	وہ لوگ	نکلنے والے نہیں ہیں	اس سے	اور ان کے لئے	ایک ہمیشہ قائم رہنے والا عذاب ہے

نوٹ-1

عربی وَسِيْلَةٌ کے معنی میں بھی آتا ہے اور ''ذریعہ'' کے معنی میں بھی لیکن قرآن مجید میں یہ لفظ دو جگہ آیا ہے اور دونوں جگہ قربت کے معنی میں آیا ہے اذان سننے کے بعد ہم جو دعا مانگتے ہیں اس میں یہ لفظ قربت کے مقام کے لئے آیا ہے۔

اس کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ خدا کے منع کردہ کاموں سے رُکے رہو اور اس کی طرف قربت تلاش کرو حضرت مجاہدؒ، حضرت ابووائلؒ حضرت حسنؒ حضرت ابن زیدؒ اور بہت سے مفسرین سے بھی یہی مروی ہے حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ خدا کی اطاعت اور اس کی مرضی کے اعمال سے اس قریب ہوتے جاؤ۔ ان ائمہ نے وسیلے کے جو معنی اس آیت میں کیے ہیں اس پر سب مفسرین کا گویا اجماع ہے اور کسی ایک کا بھی خلاف نہیں ہے ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ وسیلے سے بڑا اور درجہ جنت میں کوئی نہیں ہے پس تم اللہ تعالیٰ سے میرے لئے وسیلے کے ملنے کی دعا کرو۔ (لفظِ وسیلۃ کے معنی کے لیے دیکھیں معارف القرآن اور تفسیر ماجدی)۔ (منقول از ابنِ کثیرؒ)

آیت نمبر (38 تا 40)

﴿ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۳۸
فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ط اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۳۹ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ
مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۴۰ ﴾

س ر ق

(ض) سَرِقَةً: کوئی چیز چُرانا۔ ﴿ يٰٓاَبَانَآ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ج ﴾ (12/ یوسف: 81) ''اے ہمارے باپ بیشک آپ کے بیٹے نے چوری کی۔''

سَارِقٌ: اسم الفاعل ہے۔ چوری کرنے والا۔ چور۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

(افتعال) اِسْتِرَاقًا: اہتمام سے چُرانا۔ ﴿ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ ﴾ (15/ الحجر: 18) ''سوائے اس کے جس نے چپکے سے چُرایا سننے کو۔''

753

ترکیب

اَلسَّارِقُ اور اَلسَّارِقَةُ پر لام جنس ہے اور یہ مبتدا ہونے کی وجہ سے حالتِ رفع میں ہیں۔ ان کی خبر محذوف ہے جو اِذَا سَرَقَا ہوسکتی ہے۔ اِذَا محذوف کا جواب شرط فَاقْطَعُوْٓا ہے۔ جَزَآءً اور نَكَالًا حال ہیں۔

ترجمہ

وَالسَّارِقُ	وَالسَّارِقَةُ	فَاقْطَعُوْٓا	اَيْدِيَهُمَا
اور چوری کرنے والا	اور چوری کرنے والی (جب چوری کریں)	تو کاٹ دو	ان دونوں کے ہاتھ

جَزَآءًۢ	بِمَا	كَسَبَا	نَكَالًا	مِّنَ اللّٰهِ ؕ	وَاللّٰهُ
بدلہ ہوتے ہوئے	بسبب اس کے جو	ان دونوں نے کمایا	عبرت ہوتے ہوئے	اللہ (کی طرف) سے	اور اللہ

عَزِيْزٌ	حَكِيْمٌ ۝٣٨	فَمَنْ	تَابَ	مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ	وَاَصْلَحَ	فَاِنَّ اللّٰهَ
بالادست ہے	حکمت والا ہے	پھر جس نے	توبہ کی	اپنے ظلم کے بعد	اور اصلاح کی	تو یقیناً اللہ

يَتُوْبُ عَلَيْهِ ؕ	اِنَّ اللّٰهَ	غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ ۝٣٩	اَلَمْ	تَعْلَمْ
اس کی توبہ قبول کرتا ہے	بیشک اللہ	بے انتہا بخشنے والا ہے	ہر حال میں رحم کرنے والا ہے	کیا	تو نے نہیں جانا

اَنَّ	اللّٰهَ	لَهٗ	مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ	يُعَذِّبُ	مَنْ
کہ	اللہ	اس کی ہی ہے	زمین اور آسمانوں کی بادشاہت	وہ عذاب دیتا ہے	اس کو، جس کو

يَّشَآءُ	وَيَغْفِرُ	لِمَنْ	يَّشَآءُ ؕ	وَاللّٰهُ	عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ	قَدِيْرٌ ۝٤٠
وہ چاہتا ہے	اور وہ بخش دیتا ہے	اس کو، جس کو	وہ چاہتا ہے	اور اللہ	ہر چیز پر	قادر ہے

نوٹ۔1

متعدد احادیث میں مختلف اشیاء کی چوری پر ہاتھ کاٹنے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ ان احادیث اور حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے فیصلوں کی بنیاد پر مختلف فقہاء نے مختلف چیزوں کو ہاتھ کاٹنے کے حکم سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک پھل، گوشت، پکا ہوا کھانا، غلہ جس کا ابھی کھلیان نہ کیا گیا ہو، کھیل اور موسیقی کے آلات، چرتے ہوئے جانور اور بیت المال کی چوری ہاتھ کاٹنے کی سزا سے مستثنیٰ ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے چوروں پر حد جاری نہیں ہوگی بلکہ ان کو مناسب تعزیری سزا دی جائے گی۔ (تفہیم القران)

نوٹ۔2

فقہاء اس پر متفق ہیں کہ چور اگر چوری کرنے کے بعد، خواہ گرفتاری سے پہلے یا بعد میں، توبہ کرلے تو دُنیاوی سزا یعنی ہاتھ کاٹنے کی سزا معاف نہیں ہوگی۔ اس کی توبہ قبول ہونے کا مطلب آخرت کے عذاب سے معافی ملنا ہے۔ (معارف القرآن)

753

آیت نمبر (5/المائدہ: 41 تا 43)

﴿يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ
قُلُوْبُهُمْ ۛۚ وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۛۚ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۙ لَمْ يَاْتُوْكَ ؕ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ
مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ؕ وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ
فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ؕ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا
خِزْيٌ ۖۚ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۴۱﴾ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ؕ فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ
بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْـًٔا ؕ وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ
بِالْقِسْطِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ
يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَاۤ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۳﴾ ع﴾

س ح ت

(ف) سَحْتًا: چھل سے چھلکا اُتارنا یا گوشت سے چربی چھیلنا۔ کسی کو ہلاک کرنا۔

سُحْتٌ: حرام اور ناپاک کمائی جو دُنیا میں عار اور آخرت میں ہلاکت کا سبب بنے۔ آیت زیر مطالعہ۔

(افعال) اِسْحَاتًا: جڑ سے اُکھاڑ دینا۔ بیخ کنی کرنا۔ ﴿لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ﴾ ''تم لوگ مت باندھو اللہ پر جھوٹ ورنہ وہ اُکھاڑ پھینکے گا تم لوگوں کو عذاب سے۔'' (20/طٰہٰ:61)

ترجمہ

يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ	لَا يَحْزُنْكَ	الَّذِيْنَ	يُسَارِعُوْنَ	فِي الْكُفْرِ
اے رسولؐ	چاہیے کہ غمگین نہ کریں آپؐ کو	وہ لوگ جو	بھاگ دوڑ کرتے ہیں	کفر میں

مِنَ الَّذِيْنَ	قَالُوْۤا	اٰمَنَّا	بِاَفْوَاهِهِمْ	وَ	لَمْ تُؤْمِنْ
ان میں سے جنھوں نے	کہا	ہم ایمان لائے	اپنے منہ سے	حالانکہ	ایمان لائے ہی نہیں

قُلُوْبُهُمْ ۛۚ	وَمِنَ الَّذِيْنَ	هَادُوْا ۛۚ	سَمّٰعُوْنَ	لِلْكَذِبِ
ان کے دل	اور ان میں سے جو	یہودی ہیں	بہت ٹوہ لگانے والے ہیں	جھوٹ (پھیلانے) کے لیے

سَمّٰعُوْنَ	لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۙ	لَمْ يَاْتُوْكَ ؕ	يُحَرِّفُوْنَ
جاسوسی کرنے والے ہیں	ایک دوسری قوم کے لیے	جو ابھی نہیں آئے آپؐ کے پاس	وہ لوگ پھیرتے ہیں

الْكَلِمَ	مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ	يَقُوْلُوْنَ	اِنْ	اُوْتِيْتُمْ	هٰذَا
کلاموں کو	ان کے رکھنے کی جگہوں (کے تعین) کے بعد سے	کہتے ہیں	اگر	تم لوگوں کو دیا جائے	یہ

فَخُذُوْهُ	وَاِنْ	لَّمْ تُؤْتَوْهُ	فَاحْذَرُوْا ؕ	وَمَنْ	يُّرِدِ	اللّٰهُ

تو پکڑلو اس کو	اور اگر	تم کو نہ دیا جائے وہ	تو تم لوگ بچو	اور جس کے لیے	ارادہ کرتا ہے	اللہ

753

فِتۡنَتَهٗ	فَلَنۡ تَمۡلِكَ	لَهٗ	مِنَ اللّٰهِ	شَيۡـئًا ؕ	اُولٰٓـئِكَ
اس کی آزمائش کا	تو آپؐ کو ہرگز اختیار نہیں	اس کے لیے	اللہ سے	کچھ بھی	وہ لوگ ہیں

الَّذِيۡنَ	لَمۡ يُرِدِ	اللّٰهُ	اَنۡ	يُّطَهِّرَ	قُلُوۡبَهُمۡ ؕ	لَهُمۡ	فِى الدُّنۡيَا
جن کے لیے	ارادہ نہیں کیا	اللہ نے	کہ	وہ پاک کرے	ان کے دلوں کو	ان کے لیے	دُنیا میں

خِزۡىٌ ۖۚ	وَّلَهُمۡ	فِى الۡاٰخِرَةِ	عَذَابٌ عَظِيۡمٌ ﴿۴۱﴾	سَمّٰعُوۡنَ
ایک رسوائی ہے	اور ان کے لیے	آخرت میں	ایک عظیم عذاب ہے	بہت ٹوہ لگانے والے

لِلۡكَذِبِ	اَكّٰلُوۡنَ	لِلسُّحۡتِ ؕ	فَاِنۡ	جَآءُوۡكَ
جھوٹ (پھیلانے) کے لیے	رج کے کھانے والے	حرام کی کمائی	پھر اگر	وہ لوگ آئیں آپؐ کے پاس

فَاحۡكُمۡ	بَيۡنَهُمۡ	اَوۡ	اَعۡرِضۡ	عَنۡهُمۡ ۚ	وَاِنۡ	تُعۡرِضۡ	عَنۡهُمۡ
تو آپؐ فیصلہ کریں	ان کے درمیان	یا	اعراض کریں	ان سے	اور اگر	آپؐ اعراض کریں گے	ان سے

فَلَنۡ يَّضُرُّوۡكَ	شَيۡـئًا ؕ	وَاِنۡ	حَكَمۡتَ	فَاحۡكُمۡ
تو وہ ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتے آپؐ کو	کچھ بھی	اور اگر	آپؐ فیصلہ کریں	تو آپؐ فیصلہ کریں

بَيۡنَهُمۡ	بِالۡقِسۡطِ ؕ	اِنَّ اللّٰهَ	يُحِبُّ	الۡمُقۡسِطِيۡنَ ﴿۴۲﴾	وَكَيۡفَ
ان کے درمیان	انصاف سے	بیشک اللہ	پسند کرتا ہے	انصاف کرنے والوں کو	اور کیسے

يُحَكِّمُوۡنَكَ	وَ	عِنۡدَهُمُ	التَّوۡرٰٮةُ	فِيۡهَا	حُكۡمُ اللّٰهِ
وہ فیصلہ کراتے ہیں آپؐ سے	اس حال میں کہ	ان کے پاس	تورات ہے	اس میں	اللہ کا حکم ہے

ثُمَّ	يَتَوَلَّوۡنَ	مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ ؕ	وَمَاۤ اُولٰٓـئِكَ	بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۴۳﴾
پھر	منہ پھیرتے ہیں	اس کے (نزول) کے بعد	اور وہ لوگ	ایمان لانے والے نہیں ہیں

نوٹ۔1

اللہ کی طرف سے کسی کو فتنہ میں ڈالنے کا ایک مطلب یہ ہے، اور یہاں یہی مراد ہے، کہ کسی شخص کے اندر جب برائی پرورش پاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سامنے ایسے مواقع لاتا ہے جس میں اس کی سخت آزمائش ہوتی ہے، تاکہ وہ سنبھل جائے اور اپنی اصلاح کر لے۔ لیکن اگر وہ پھر بھی نصیحت حاصل نہیں کرتا تو پھر وہ مزید برائی میں پھنستا چلا جاتا ہے۔ یہی اللہ تعالیٰ کا وہ فتنہ ہے جس سے کسی بگڑتے ہوئے انسان کو بچا لینا اس کے کسی خیرخواہ کے بس میں نہیں ہوتا۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (5/ المائدہ: 44 تا 45)

753

﴿ اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ
وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا
تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿٤٤﴾ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ
اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَ
الْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ۭ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ۭ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ
الظّٰلِمُوْنَ ﴿٤٥﴾ ﴾

ح ب ر

(ن) حَبْرًا — آراستہ کرنا۔ نقش ونگار بنانا۔

(س) حَبَرًا — کسی چیز کا اپنے نشانات چھوڑ جانا۔

حِبْرٌ — ج اَحْبَارٌ۔ عالم دین (کیونکہ وہ علم سے آراستہ ہوتا ہے اور اپنے علم کے اثرات چھوڑ جاتا ہے)۔ آیت زیر مطالعہ۔

(افعال) اِحْبَارًا — کسی کو مسرور کرنا۔ آؤ بھگت کرنا۔ ﴿فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ﴿١٥﴾﴾ (30/ الروم: 15) ''تو ان لوگوں کی ایک باغ میں آؤ بھگت کی جائے گی۔''

ء ن ف

(س) اَنَفًا — (۱) خوددار ہونا۔ ناک پر مکھی نہ بیٹھنے دینا۔ (۲) ناپسند کرنا۔ ناک بھوں چڑھانا۔

اَنْفٌ — ہر چیز کی ابتداء جیسے (۱) پہاڑ کی چوٹی۔ (۲) ناک۔ آیت زیر مطالعہ۔

اٰنِفًا — ظرف ہے اس لیے منصوب ہوتا ہے۔ شروع میں۔ ابھی۔ ﴿مَاذَا قَالَ اٰنِفًا ۣ﴾ (47/ محمد: 16) ''انہوں نے کیا فرمایا ابھی۔''

ترکیب

جملہ فعل ماضی اَنْزَلْنَا سے شروع ہوا ہے اس لیے یَحْكُمُ سے پہلے کَانَ محذوف مانا جائے گا اور اس کا ترجمہ ماضی میں ہوگا۔ اَلنَّبِيُّوْنَ موصول ہے اور اَلَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا صلہ ہے۔ صلہ اور موصول مل کر یَحْكُمُ کا فاعل ہے۔ جبکہ لِلَّذِيْنَ هَادُوْا یَحْكُمُ سے متعلق ہے۔ اَلرَّبّٰنِيُّوْنَ اور اَلْاَحْبَارُ بھی یَحْكُمُ کے فاعل ہیں جبکہ بِمَا بھی یَحْكُمُ سے متعلق ہیں۔ عَلَيْهِ کی ضمیر کِتٰبِ اللّٰهِ کے لیے ہے۔ مَنْ شرطیہ ہے اس لیے لَمْ يَحْكُمْ کا ترجمہ حال میں ہوگا۔

ترجمہ

اِنَّآ	اَنْزَلْنَا	التَّوْرٰىةَ	فِيْهَا	هُدًى	وَّنُوْرٌ ۚ	يَحْكُمُ	بِهَا
بیشک ہم نے	نازل کیا	تورات کو	اس میں	ہدایت ہے	اور نور ہے	فیصلہ کیا کرتے تھے	اس سے

النَّبِيُّوْنَ	الَّذِيْنَ	اَسْلَمُوْا	لِلَّذِيْنَ	هَادُوْا	وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ
انبیاء کرامؑ	جنہوں نے	تابعداری کی،	ان کے لیے جو	یہودی ہوئے	اور اللہ والے لوگ (بھی)

وَالْاَحْبَارُ	بِمَا	اسْتُحْفِظُوْا	مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ	وَكَانُوْا
ااورعلماء (بھی)	اس وجہ سے کہ	وہ محافظ بنائے گئے	اللہ کی کتاب کے	اور وہ لوگ تھے

عَلَيْهِ	شُهَدَآءَ ج	فَلَا تَخْشَوُا	النَّاسَ	وَ	اخْشَوْنِ	وَلَا تَشْتَرُوْا
اس پر	گواہ	پس تم لوگ مت ڈرو	لوگوں سے	اور	مجھ سے ڈرو	اور مت خریدو

بِاٰيٰتِيْ	ثَمَنًا قَلِيْلًا ط	وَمَنْ	لَّمْ يَحْكُمْ	بِمَآ	اَنْزَلَ	اللّٰهُ
میری آیات کے عوض	تھوڑی سی قیمت	اور جو	فیصلہ نہیں کرتے	اس سے جو	نازل کیا	اللہ نے

فَاُولٰٓئِكَ	هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۴۴	وَكَتَبْنَا	عَلَيْهِمْ	فِيْهَآ	اَنَّ	النَّفْسَ	بِالنَّفْسِ لا
تو وہ لوگ	ہی کافر ہیں	اور ہم نے لکھا	ان پر	اس میں	کہ	جان کا بدلہ	جان ہے

وَالْعَيْنَ	بِالْعَيْنِ	وَالْاَنْفَ	بِالْاَنْفِ	وَالْاُذُنَ	بِالْاُذُنِ	وَالسِّنَّ
اور وہ آنکھ کا بدلہ ہے	آنکھ سے	اور ناک کا بدلہ ہے	ناک سے	اور کان کا بدلہ ہے	کان سے	اور دانت کا بدلہ ہے

بِالسِّنِّ لا	وَالْجُرُوْحَ	قِصَاصٌ ط	فَمَنْ	تَصَدَّقَ بِهٖ	فَهُوَ	كَفَّارَةٌ
دانت سے	اور زخموں کا بھی	بدلہ ہے	تو جس نے	اپنا حق چھوڑا	تو یہ	کفارہ ہے گناہوں کا

لَّهٗ ط	وَمَنْ	لَّمْ يَحْكُمْ	بِمَآ	اَنْزَلَ	اللّٰهُ	فَاُولٰٓئِكَ	هُمُ الظّٰلِمُوْنَ
اس کے لئے	اور جو	فیصلہ نہیں کرتے	اس سے جو	نازل کیا	اللہ نے	تو وہ لوگ	ہی ظلم کرنے والے ہیں

السلام وعلیکم رحمۃ اللہ وبرکاۃ

اللہ تعالیٰ ہم سب کی یہ سعی قبول فرمائے اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے۔ جس جس نے بھی اس کار خیر میں مال، جان اور صلاحیتوں کو لگایا اللہ قبول ومنظور فرمائے

انجمن خدام القرآن فیصل آباد میں اس کے فوٹو کاپی بھی دستیاب ہیں اور محترم ڈاکٹر جہاں زیب صاحب

کے اس کتاب میں اضافہ جات کے ساتھ مطالعہ قرآن حکیم کے نام سے دستیاب ہیں

رابطہ کے لئے: www.khuddam-ul-quran.cominfo@khuddam-ul-quran.com,

0412437781,0412437618,03217805614

قرآن اکیڈمی سعید کالونی نمبر 2 کینال روڈ فیصل آباد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

768

سورۃ المائدہ (۳)

آیت نمبر (46 تا 50)

﴿ وَ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۪ وَ اٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ
فِيْهِ هُدًى وَّ نُوْرٌ ۙ وَّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ هُدًى وَّ مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۭ﴿۴۶﴾ وَ لْيَحْكُمْ
اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ۭ وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَ اَنْزَلْنَآ
اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَ مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ
وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ۭ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّ مِنْهَاجًا ۭ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ
لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ لٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۭ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا
فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۙ﴿۴۸﴾ وَ اَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَ
احْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ
بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ۭ وَ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ۭ وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ
اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع ﴾

ء ث ر

(ن۔ض)	اَثَرًا	(1) کسی چیز کا اپنا نشان چھوڑ جانا جو اس کے وجود پر دلیل ہو۔ (2) کسی کا احترام کرنا۔
	اَثَرٌ	ج اٰثَارٌ۔ اسم ذات بھی ہے۔ نشان۔ اثر۔ نقش قدم۔ ﴿ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۭ﴾ (48/ الفتح:29) ''ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے۔ سجدوں کے نشان سے۔'' ﴿ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ ﴾ (20/ طٰہٰ:96) ''تو میں نے قبضے میں لیا ایک مٹھی بھر فرشتے کے نقش قدم سے۔''
	اُثْرَةٌ	ج اَثَارَةٌ۔ کسی علم کا بقیہ حصہ۔ ﴿ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ ﴾ (46/ الاحقاف:4) ''تم لوگ لاؤ میرے پاس کوئی کتاب اس سے پہلے کی یا کسی علم کے باقی حصے۔''
(افعال)	اِيْثَارًا	کسی کو کسی پر ترجیح دینا۔ ﴿ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۱۶﴾﴾ (87/ الاعلیٰ:16) ''بلکہ تم لوگ ترجیح دیتے ہو دنیا کی زندگی کو۔''

ھ ی م ن

(رباعی)	هَيْمَنَةً	حفاظت کرنا۔ نگرانی کرنا۔
	مُهَيْمِنٌ	اسم الفاعل ہے۔ حفاظت اور نگرانی کرنے والا۔

ش ر ع

(ف)	شَرْعًا	کسی کے لیے قانون بنانا۔ ﴿ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا ﴾ (42/ الشوریٰ:13) ''اس نے قانون بنایا تمہارے لیے نظامِ حیات میں سے، وہی جس کا حکم دیا تھا نوح ؑ کو۔''

	شِرْعَةٌ	قوانین کا مجموعہ۔دستور۔آیت زیرِ مطالعہ۔
	شَرِیْعَةٌ	قوانین کی پابندی کرنے کا لائحہ عمل۔ راستہ۔ ضابطہ ﴿ ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِیْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا ﴾ (45/الجاثیہ:18)''پھر ہم نے رکھا آپ ﷺ کو ایک ضابطے پر حکم سے میں، تو آپ ﷺ پیروی کریں اس کی۔''
(ف)	شُرُوْعًا	پانی میں گھسنا۔
	شَارِعَةٌ	ج شُرَّعٌ۔ اسم الفاعل ہے۔ پانی میں گھسنے والی۔ ﴿ اِذْ تَاْتِیْهِمْ حِیْتَانُهُمْ یَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا ﴾ (7/الاعراف:163)''جب آتیں ان کے پاس ان کی مچھلیاں ان کے ہفتے کے دن پانی میں تیرتی ہوئی۔''

ن ھ ج

(ف)	نَهْجًا	راستہ چلنا۔
	مِنْهَاجٌ	راستہ۔آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ کی ضمیر آیت نمبر۔44 میں مذکور النَّبِیُّوْنَ، الرَّبّٰنِیُّوْنَ اور اَلْاَحْبَارُ کے لیے ہے۔مُصَدِّقًا حال ہے۔ وَهُدًى وَّ مَوْعِظَةً، یہ دونوں بھی حال ہیں۔اِلَیْکَ الْکِتٰبَ میں اَلْکِتٰبَ پر لام تعریف ہے جبکہ مِنَ الْکِتٰبِ میں اَلْکِتٰبِ پر لام جنس ہے۔عَمَّا دراصل عَنْ مَا ہے۔اس سے پہلے کوئی ایسا فعل محذوف ہے جس کے ساتھ عَنْ کا صلہ آتا ہے۔ یہاں پر فَتَعْرِضَ محذوف ماننا مناسب ہے۔وَلٰکِنْ کے بعد بھی کوئی فعل محذوف ہے جیسے فَرَّقْتُمْ۔ اَصَابَ۔ یُصِیْبُ۔ اِصَابَةً (ٹھیک نشانے پر لگنا لازم ہے لیکن یہاں پر یہ بِ کے صلے کے ساتھ آیا ہے اس لیے متعدی ہو گیا یعنی ٹھیک نشانے پر لگانا)۔

ترجمہ

وَقَفَّیْنَا	عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ	بِعِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ	مُصَدِّقًا
اور ہم نے پیچھے بھیجا	ان کے نقوش قدم پر	عیسیٰؑ ابن مریم کو	تصدیق کرنے والا ہوتے ہوئے

لِّمَا	بَیْنَ یَدَیْهِ	مِنَ التَّوْرٰىةِ	وَاٰتَیْنٰهُ	الْاِنْجِیْلَ	فِیْهِ	هُدًى
اس کی جو	انؑ کے سامنے ہے	تورات میں سے	اور ہم نے دی انؑ کو	انجیل	اس میں	ہدایت ہے

وَّنُوْرٌ	وَّمُصَدِّقًا	لِّمَا	بَیْنَ یَدَیْهِ	مِنَ التَّوْرٰىةِ
اور نور ہے	اور تصدیق کرنے والی ہوتے ہوئے	اس کی جو	اس کے سامنے ہے	تورات میں سے

وَهُدًى	وَّمَوْعِظَةً	لِّلْمُتَّقِیْنَ	وَلْیَحْكُمْ
اور ہدایت ہوتے ہوئے	اور نصیحت ہوتے ہوئے	اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے	اور چاہیے کہ فیصلہ کریں

اَهۡلُ الۡاِنۡجِيۡلِ	بِمَآ	اَنۡزَلَ	اللّٰهُ	فِيۡهِ ؕ	وَمَنۡ	لَّمۡ يَحۡكُمۡ	بِمَآ	اَنۡزَلَ
انجیل والے	اس سے جو	اُتارا	اللہ نے	اس میں	اور جو	فیصلہ نہیں کرتا	اس سے جو	نازل کیا

اللّٰهُ	فَاُولٰٓـئِكَ	هُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ﴿۴۷﴾	وَاَنۡزَلۡنَاۤ	اِلَيۡكَ	الۡـكِتٰبَ
اللہ نے	تو وہ لوگ	ہی نافرمانی کرنے والے ہیں	اور ہم نے نازل کیا	آپؐ کی طرف	اِس کتاب کو

بِالۡحَـقِّ	مُصَدِّقًا	لِّمَا	بَيۡنَ يَدَيۡهِ	مِنَ الۡكِتٰبِ	وَمُهَيۡمِنًا
حق کے ساتھ	تصدیق کرنے والی ہوتے ہوئے	اس کی جو	اس کے سامنے ہے	کتابوں میں سے	اور نگراں ہوتے ہوئے

عَلَيۡهِ	فَاحۡكُمۡ	بَيۡنَهُمۡ	بِمَاۤ	اَنۡزَلَ	اللّٰهُ	وَلَا تَتَّبِعۡ
ان پر	پس آپؐ فیصلہ کریں	ان کے درمیان	اس سے جو	نازل کیا	اللہ نے	اور آپؐ پیروی مت کریں

اَهۡوَآءَهُمۡ	عَمَّا	جَآءَكَ	مِنَ الۡحَـقِّ ؕ	لِكُلٍّ
ان کی خواہشات کی	(ورنہ آپ گریز کریں گے) اس سے جو	آیا آپ کے پاس	حق میں سے	سب کے لیے

جَعَلۡنَا	مِنۡكُمۡ	شِرۡعَةً	وَّمِنۡهَاجًا ؕ	وَلَوۡ	شَآءَ	اللّٰهُ	لَجَـعَلَـكُمۡ
ہم نے بنایا	تم میں سے	ایک دستور	اور ایک راستہ	اور اگر	چاہتا	اللہ	تو وہ بناتا تم کو

اُمَّةً وَّاحِدَةً	وَّلٰـكِنۡ	لِّيَبۡلُوَكُمۡ	فِىۡ مَاۤ	اٰتٰٮكُمۡ
ایک اُمت	اور لیکن (اس نے فرق رکھا تم میں)	تاکہ وہ آزمائے تم کو	اس میں جو	اس نے دیا تم کو

فَاسۡتَبِقُوا	الۡخَـيۡـرٰتِ ؕ	اِلَى اللّٰهِ	مَرۡجِعُكُمۡ	جَمِيۡعًا
پس سبقت کرو	بھلائیوں میں	اللہ کی طرف ہی	تمہارے لوٹنے کی جگہ ہے	سب کی

فَيُنَبِّئُكُمۡ	بِمَا	كُنۡتُمۡ فِيۡهِ تَخۡتَلِفُوۡنَ ۙ﴿۴۸﴾	وَاَنِ	احۡكُمۡ
پھر وہ بتلائے گا تم کو	وہ،	تم لوگ اختلاف کیا کرتے تھے جس میں	اور یہ کہ	آپؐ فیصلہ کریں

بَيۡنَهُمۡ	بِمَاۤ	اَنۡزَلَ	اللّٰهُ	وَلَا تَتَّبِعۡ	اَهۡوَآءَهُمۡ
ان کے درمیان	اس سے جو	نازل کیا	اللہ نے	اور آپؐ پیروی مت کریں	ان کی خواہشات کی

وَاحۡذَرۡهُمۡ	اَنۡ	يَّفۡتِنُوۡكَ	عَنۡۢ بَعۡضِ مَاۤ	اَنۡزَلَ	اللّٰهُ
اور ان سے محتاط رہیں	کہ (کہیں)	وہ لوگ پھسلا دیں آپ کو	اس کے بعض سے جو	نازل کیا	اللہ نے

اِلَيۡكَ ؕ	فَاِنۡ	تَوَلَّوۡا	فَاعۡلَمۡ	اَنَّمَا	يُرِيۡدُ	اللّٰهُ
آپؐ کی طرف	پھر اگر	وہ لوگ روگردانی کریں	تو جان لو	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	چاہتا ہے	اللہ

اَنۡ	يُّصِيۡبَهُمۡ	بِبَـعۡضِ ذُنُوۡبِهِمۡ ؕ	وَاِنَّ	كَثِيۡرًا	مِّنَ النَّاسِ
کہ	وہ نشانہ بنائے ان کو	ان کے گناہوں کے کچھ سے	اور یقیناً	بہت	لوگوں

56/3

لَفٰسِقُوْنَ ۝	اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ	يَبْغُوْنَ ؕ	وَمَنْ	اَحْسَنُ
تو حکم عدولی کرنے والے ہیں	تو کیا جاہلیت کا فیصلہ	وہ لوگ چاہتے ہیں	اور کون	زیادہ اچھا ہے

مِنَ اللّٰهِ	حُكْمًا	لِّقَوْمٍ	يُّوْقِنُوْنَ ۝ ع
اللہ سے	بلحاظ فیصلہ کرنے کے	ایسے لوگوں کے لیے	جو یقین کرتے ہیں

نوٹ۔1

جاہلیت کا لفظ اسلام کے مقابلے میں استعمال کیا جاتا ہے (یعنی جو طریقہ اسلامی تعلیمات سے مطابقت نہیں رکھتا وہ جاہلیت ہے)۔ اسلام کا طریقہ سراسر علم ہے کیونکہ اس کی طرف اللہ تعالیٰ نے راہنمائی کی ہے۔ اس کے برعکس ہر وہ طریقہ جو اسلام سے مختلف ہے جاہلیت کا طریقہ ہے۔ عرب کے زمانۂ قبل اسلام کو جاہلیت کا دور اسی معنی میں کہا گیا ہے کہ اس زمانے میں علم کے بغیر وہم و گمان اور خواہشات کی بنا پر انسانوں نے اپنے لیے زندگی کے طریقے مقرر کر لیے تھے۔ یہ طرزِ عمل جس دور میں بھی اور جہاں کہیں بھی انسان اختیار کرے گا اسے بہر حال جاہلیت ہی کا طرزِ عمل کہا جائے گا۔ مدرسوں اور یونیورسٹیوں میں جو کچھ پڑھایا جاتا ہے وہ محض ایک جزوی علم ہے اور کسی معنی میں بھی انسان کی راہنمائی کے لیے کافی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے علم سے بے نیاز ہو کر جو نظامِ زندگی اِس جزوی علم کے ساتھ ظنون و اوہام اور قیاسات و خواہشات کی آمیزش کر کے بنا لیے گئے ہیں وہ بھی اسی طرح جاہلیت کی تعریف میں آتے ہیں جس طرح قدیم زمانے کے جاہلی طریقے اِس تعریف میں آتے تھے۔ (تفہیم القرآن)

مولانا مودودیؒ کی مذکورہ وضاحت سے یہ بات پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ ''جاہلیت'' محض ایک لفظ نہیں بلکہ قرآن مجید کی ایک مخصوص اصطلاح ہے اور اس کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ اس کو سمجھ لینے سے کسی بھی معاشرے کا تجزیاتی جائزہ لینے میں بہت مدد ملتی ہے۔

(1) سورۃ اٰلِ عمران کی آیت نمبر۔ 154 ''ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ'' آیا ہے یعنی جاہلیت کا گمان اور مذکورہ بالا وضاحت کے بعد اب ہم اس کا ترجمہ کر سکتے ہیں کہ غیر اسلامی گمان۔ یہ اعتقادی گمراہی کی جہت ہے۔ پاکستان کے مسلم معاشرے میں اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے بلی کے راستہ کاٹ جانے کو منحوس خیال کرنا یا رشتے کے بھائی بہنوں (چچا زاد۔ ماموں زاد وغیرہ) کا ایک دوسرے سے پردہ کرنے کو دقیانوسیت سمجھنا۔

(2) اس کے بعد سورۃ المائدہ کی آیت نمبر۔50 میں ''حُكْمُ الْجَاهِلِيَّةِ'' آیا ہے یعنی جاہلیت کا فیصلہ۔ یہ قانونی گمراہی کی جہت ہے۔ آج کل جیسے رجم کی سزا کا انکار کرنا یا ہاتھ کاٹنے اور برسرعام کوڑے مارنے کی سزا کو وحشیانہ قرار دینا وغیرہ۔

(3) اس کے بعد سورہ الاحزاب کی آیت نمبر 33 میں ''تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ'' آیا ہے یعنی جاہلیت کا دکھاوا کرنا۔ یہ خود کو نمایاں کرنے اور نمود و نمائش کی جہت ہے۔ آج کل جیسے شادی، بیاہ میں روشنی کا اہتمام کرنا یا عورتوں کا بن سنور کر غیر مردوں کے سامنے جانا۔ وغیرہ

(4) اس کے بعد سورۃ الفتح کی آیت نمبر۔26 میں حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ آیا ہے یعنی جاہلیت کی حمیت۔ یہ غیرت اور خودداری میں گمراہی کی جہت ہے۔ آج کل جیسے غیرت کے نام پر قتل کرنا یک وقت تین طلاق دینے کو درست سمجھنا جبکہ یہ گناہ ہیں۔

آیت نمبر (51تا56)

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ ؔ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ
مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۵۱ فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ
فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰۤى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآىِٕرَةٌ ؕ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا
عَلٰى مَاۤ اَسَرُّوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ۝۵۲ وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَهٰۤؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ
اَيْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ؕ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ۝۵۳ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ
مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗۤ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى
الْكٰفِرِيْنَ ٘ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآىِٕمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ
اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝۵۴ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ
هُمْ رٰكِعُوْنَ ۝۵۵ وَ مَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝۵۶ ع ﴾

ج ه د

(ف)	جَهْدًا	کسی کام میں طاقت صرف کرنا۔ کوشش کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔
	جُهْدٌ	اسم ذات ہے۔ کوشش۔ محنت۔ ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ﴾ (9/التوبۃ:79) ''اور ان لوگوں کو جو نہیں پاتے مگر اپنی محنت سے۔''
(مفاعلہ)	مُجَاهَدَةً	کسی کے مقابلے پر محنت صرف کرنا۔ کشمکش کرنا۔ ﴿وَ مَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ؕ﴾ (29/العنکبوت:6) ''اور جس نے کشمکش کی تو کچھ نہیں سوائے اس کے کہ وہ کشمکش کرتا ہے اپنے ہی لیے۔''
	جَاهِدْ	فعل امر ہے۔ تو کشمکش کر۔ جدوجہد کر۔ ﴿وَ جَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ۝۵۲﴾ (25/الفرقان:52) ''اور آپ ﷺ ان سے جدوجہد کریں اس سے یعنی قرآن سے جیسے کہ بڑی جدوجہد کرنے کا حق ہے۔''

ل و م

566

(ن) لَوْمًا: بُرا بھلا کہنا۔ ملامت کرنا۔ ﴿ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ﴾ (12/یوسف:32) ’’تو یہ وہ ہے تم عورتوں نے ملامت کی مجھ کو جس کے بارے میں۔‘‘

لُمْ: فعل امر ہے۔ تو ملامت کر۔ ﴿ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ﴾ (14/ابراہیم:22) ’’پس تم لوگ ملامت مت کرو مجھ کو اور ملامت کرو اپنے آپ کو۔‘‘

لَوْمَةٌ: اسم ذات ہے۔ ملامت۔ آیت زیر مطالعہ۔

لَائِمٌ: اسم الفاعل ہے۔ ملامت کرنے والا۔ آیت زیر مطالعہ۔

مَلُوْمٌ: اسم المفعول ہے۔ ملامت کیا ہوا۔ ﴿ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ﴾ (51/الذریات:54) ’’پس آپؐ منہ پھیر لیں ان سے تو آپؐ ملامت کیے ہوئے نہیں ہیں یعنی آپؐ پر کوئی الزام نہیں ہے۔‘‘

لَوَّامٌ: فَعَّالٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بار بار ملامت کرنے والا۔ ﴿ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ﴾ (75/القیمۃ:2) ’’اور نہیں! میں قسم کھاتا ہوں بار بار ملامت کرنے والے نفس کی۔‘‘

(افعال) اِلَامَةٌ: اپنے آپ کو ملامت کرنا۔

مُلِيْمٌ: اسم الفاعل ہے۔ خود کو ملامت کرنے والا۔ ﴿ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴾ (51/الذاریات:40) ’’تو ہم نے پھینکا ان کو پانی میں اس حال میں کہ وہ خود کو ملامت کرنے والا تھا۔‘‘

(تفاعل) تَلَاوُمًا: ایک دوسرے کو ملامت کرنا۔ ﴿ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ ﴾ (68/القلم:30) ’’تو ان کے بعض سامنے آئے بعض کے ایک دوسرے کو ملامت کرتے ہوئے۔‘‘

ح ز ب

(ن) حَزْبًا: سخت ہونا۔ مضبوط ہونا۔

حِزْبٌ: ج اَحْزَابٌ۔ مضبوط جتھا یا گروہ۔ لشکر۔ ﴿ وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ﴾ (13/الرعد:36) ’’اور گروہوں میں وہ بھی ہیں جو انکار کرتے ہیں اس کے بعض کا۔‘‘

ترکیب

يُسَارِعُوْنَ کی ضمیر فاعلی هُمْ ہے جو کہ اَلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ کے لیے ہے جبکہ فِيْهِمْ کی ضمیر یہود و نصاریٰ کے لیے ہے۔ بِالْفَتْحِ کی بَا پر عطف ہونے کی وجہ سے اَمْرٍ مجرور ہوا ہے۔ فَيُصْبِحُوْا کا فا سببیہ ہے۔ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ مرکب اضافی ہے اور اس کے مضاف جَهْدَ کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ پورا مرکب فعل محذوف جَهَدُوْا کا مفعول مطلق ہے۔ يُحِبُّهُمْ کی ضمیر فاعلی هُوَ ہے جو اللہ کے لیے ہے اور يُحِبُّوْنَهٗ کی ضمیر فاعلی هُمْ ہے جو بِقَوْمٍ کے لیے ہے۔ بِقَوْمٍ کی صفت ہونے کی وجہ سے اَذِلَّةٍ اور اَعِزَّةٍ مجرور ہیں۔ حِزْبٌ اسم جمع ہے اس لیے اس کی خبر اَلْغٰلِبُوْنَ جمع آئی ہے۔

ترجمہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	لَا تَتَّخِذُوا	الْيَهُوْدَ	وَالنَّصٰرٰٓى	اَوْلِيَآءَ	بَعْضُهُمْ
اے لوگو! جو	ایمان لائے	تم لوگ مت بناؤ	یہودیوں کو	اور نصرانیوں کو	دوست	ان کے بعض

اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ	وَمَنْ	يَّتَوَلَّهُمْ	مِّنْكُمْ	فَاِنَّهٗ	مِنْهُمْ ؕ	اِنَّ اللّٰهَ
بعض کے کارساز ہیں	اور جو	دوستی کرے گا ان سے	تم میں سے	تو یقیناً وہ	ان میں سے ہے	بیشک اللہ

لَا يَهْدِي	الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾	فَتَرَى	الَّذِيْنَ	فِيْ قُلُوْبِهِمْ	مَّرَضٌ
ہدایت نہیں دیتا	ظالم لوگوں کو	پس تو دیکھے گا	ان کو جن کے	دلوں میں	ایک روگ ہے

يُّسَارِعُوْنَ	فِيْهِمْ	يَقُوْلُوْنَ	نَخْشٰٓى	اَنْ	تُصِيْبَنَا	دَآئِرَةٌ ؕ
(کہ) وہ لپکتے ہیں	ان میں	(اور) کہتے ہیں	ہم ڈرتے ہیں	کہ	آن لگے ہم کو	کوئی گردش

فَعَسَى	اللّٰهُ	اَنْ	يَّاْتِيَ	بِالْفَتْحِ	اَوْ	اَمْرٍ	مِّنْ عِنْدِهٖ	فَيُصْبِحُوْا
تو قریب ہے	اللہ	کہ	وہ لے آئے	فتح	یا	کوئی حکم	اپنے پاس سے	نتیجتاً وہ ہو جائیں

عَلٰى مَآ	اَسَرُّوْا	فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ	نٰدِمِيْنَ ﴿۵۲﴾	وَيَقُوْلُ	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْٓا
اس پر جو	انہوں نے چھپایا	اپنے جیوں میں	ندامت کرنے والے	اور کہیں گے	وہ لوگ جو	ایمان لائے

اَ	هٰٓؤُلَآءِ	الَّذِيْنَ	اَقْسَمُوْا	بِاللّٰهِ	جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ	اِنَّهُمْ
کیا	یہ	وہ لوگ ہیں جنہوں نے	قسم کھائی	اللہ کی	جیسا کہ اپنی قسموں سے کوشش کرنے کا حق ہے	کہ وہ لوگ

لَمَعَكُمْ ؕ	حَبِطَتْ	اَعْمَالُهُمْ	فَاَصْبَحُوْا	خٰسِرِيْنَ ﴿۵۳﴾	يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
ضرور تمہارے ساتھ ہیں	اکارت ہوئے	ان کے اعمال	تو وہ ہو گئے	خسارہ پانے والے	اے لوگو جو

اٰمَنُوْا	مَنْ	يَّرْتَدَّ	مِنْكُمْ	عَنْ دِيْنِهٖ	فَسَوْفَ	يَاْتِي	اللّٰهُ	بِقَوْمٍ
ایمان لائے	جو	پھرے گا	تم میں سے	اپنے دین سے	تو عنقریب	لائے گا	اللہ	ایک ایسی قوم

يُّحِبُّهُمْ	وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ	اَذِلَّةٍ	عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ
وہ محبت کرے گا جن سے	اور وہ محبت کریں گے اس سے	نرم ہوں گے	مومنوں پر

اَعِزَّةٍ	عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۫	يُجَاهِدُوْنَ	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	وَلَا يَخَافُوْنَ
سخت ہوں گے	کافروں پر	وہ لوگ جدوجہد کریں گے	اللہ کی راہ میں	اور وہ نہیں ڈریں گے

لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ	ذٰلِكَ	فَضْلُ اللّٰهِ	يُؤْتِيْهِ	مَنْ
کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے	یہ	اللہ کا فضل ہے	وہ دیتا ہے اسے	اس کو جسے

يَّشَآءُ ؕ	وَاللّٰهُ	وَاسِعٌ	عَلِيْمٌ ﴿۵۴﴾	اِنَّمَا
وہ چاہتا ہے	اور اللہ	وسعت رکھنے والا ہے	علم والا ہے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ

وَلِيُّكُمُ	اللّٰهُ	وَرَسُوْلُهٗ	وَالَّذِيْنَ	اٰمَنُوا	الَّذِيْنَ
تم لوگوں کا رفیق	اللہ ہے	اور اس کے رسول ہیں	اور وہ لوگ ہیں جو	ایمان لائے	جو لوگ (کہ)

يُقِيْمُوْنَ	الصَّلٰوةَ	وَيُؤْتُوْنَ	الزَّكٰوةَ	وَهُمْ	رٰكِعُوْنَ	وَمَنْ
قائم رکھتے ہیں	نماز کو	اور پہنچاتے ہیں	زکوۃ کو	اور وہ لوگ	جھکنے والے ہیں	اور جو

يَّتَوَلَّ	اللّٰهَ	وَرَسُوْلَهٗ	وَالَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	فَاِنَّ
دوستی کرے گا	اللہ سے	اور اس کے رسولؐ سے	اور ان لوگوں سے جو	ایمان لائے	تو بیشک

حِزْبَ اللّٰهِ	هُمُ الْغٰلِبُوْنَ
اللہ کی جماعت	ہی غالب ہونے والی ہے

نوٹ۔1

آیات زیرِ مطالعہ کے نزول کے وقت تک عرب میں کفر اور اسلام کی کشمکش کا فیصلہ نہیں ہوا تھا۔ اگرچہ اسلام ایک طاقت بن چکا تھا لیکن مقابل کی طاقتیں بھی زبردست تھیں۔ اُس وقت عرب میں عیسائیوں اور یہودیوں کی معاشی قوت سب سے زیادہ تھی۔ عرب کے سرسبز و شاداب خطے ان کے قبضے میں تھے۔ ان کے سودی قرضوں کا جال ہر طرف پھیلا ہوا تھا۔ اس لیے دائرہ اسلام میں شامل کچھ دنیا پرستی کے روگی لوگوں کو خطرہ تھا کہ اسلام کا ساتھ دیتے ہوئے ان سب قوموں سے تعلقات منقطع کرنا سیاسی اور معاشی دونوں لحاظ سے خطرناک ہوگا۔ (تفہیم القرآن)

کفر و اسلام کی کشمکش کی جو صورتحال ان آیات کے نزول کے وقت عرب میں تھی، بالکل وہی صورتحال آج پوری دنیا میں ہے۔ آج مسلم امت میں جہاں کچھ مخلص دیوانے ہیں، وہیں دنیا پرست فرزانے بھی ہیں، جو کافر قوموں سے قطع تعلق کو خودکشی قرار دے رہے ہیں کیونکہ کفار کی معاشی اور فوجی برتری ناقابلِ تسخیر نظر آ رہی ہے۔ لیکن بہرحال اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یہ ہے کہ بالآخر مسلم امت ہی غالب ہونے والی ہے۔ (ان شاء اللہ)

یہ بات بھی ذہن میں واضح رہنی چاہیے کہ قرآن مجید کی کسی ایک آیت سے کافروں سے تعلقات کے متعلق کوئی فیصلہ کرنا درست نہیں ہے۔ پورے قرآن مجیدن، سنت اور صحابۂ کرامؓ کے عمل کو سامنے رکھ کر لائحہ عمل بنتا ہے اس کی وضاحت آیت نمبر۔ 3/ آل عمران:28 کے نوٹ۔1 میں کی جا چکی ہے۔ اس لحاظ سے آج تک (15/ دسمبر 2002ء) امریکہ، برطانیہ، بھارت اور اسرائیل کافر حربی کے زمرے میں آتے ہیں۔ باقی غیر مسلم ممالک کو فی الحال کافر حربی قرار دینا محلِ نظر ہے۔

نوٹ۔2

آیت نمبر۔51 میں کہا گیا ہے کہ یہود و نصاریٰ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ یہ قرآن کی پیشنگوئیوں میں سے ایک ایسی پیشنگوئی ہے جو اب پوری ہوئی ہے۔ عیسائی عقیدے کے مطابق یہودی حضرت عیسیٰؑ کے قاتل ہیں۔ اس لیے اس آیت کے نزول کے وقت یہودی اور عیسائی ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے اور ان کی یہ دشمنی بیسویں صدی کے وسط تک قائم تھی۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں یروشلم پر مسلمانوں کا قبضہ ہوا۔ اس وقت وہاں مدتوں سے عیسائی حکومت تھی اور انہوں نے وہاں یہودیوں کے داخلے پر پابندی لگائی ہوئی تھی۔ حضرت عمرؓ نے یہودیوں کو یروشلم میں آنے اور وہاں آباد ہونے کی اجازت دی تھی۔ 1939ء کی دوسری عالمی جنگ سے پہلے جرمنی میں ہٹلر نے یہودیوں کا قتلِ عام کیا تو وہ لوگ جرمنی سے بھاگ کر یورپ کے ممالک میں پناہ گزیں ہوئے۔ اُس

وقت کوئی عیسائی ملک انہیں اپنے ملک میں آباد کرنے کے لیے آمادہ نہیں تھا۔ پھر بڑی کوششوں سے انسانی ہمدردی کی بنیاد پر ہر ملک کے لیے یہودیوں کو آباد کرنے کا کوٹہ مقرر کیا گیا۔ کیوبا اور امریکہ میں آباد کیے جانے والے یہودیوں کو لے کر ایک بحری جہاز یورپ سے روانہ ہوا۔ جب وہ کیوبا پہنچا تو وہاں کی حکومت نے اپنے کوٹے کے صرف بیس فیصد افراد کو اُترنے کی اجازت دی اور باقی کو لینے سے انکار کر دیا۔ جب یہ جہاز امریکہ پہنچا تو انہوں نے ایک آدمی کو بھی اُترنے کی اجازت نہیں دی اور سب کو لے کر جہاز کو یورپ واپس آنا پڑا۔ پھر موجودہ پوپ سے پہلے والے پوپ صاحب نے یہودیوں کو عیسیٰؑ کا خون معاف کرنے کا اعلان کیا۔ اس کے بعد یہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست بنے۔ اس طرح یہ قرآنی پیشنگوئی پوری ہوئی ہے۔ واللہ اعلم

آیت نمبر (57 تا 61)

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيۡنَ اتَّخَذُوۡا دِيۡنَكُمۡ هُزُوًا وَّ لَعِبًا مِّنَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ
وَالۡكُفَّارَ اَوۡلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ۝٥٧ وَاِذَا نَادَيۡتُمۡ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوۡهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ؕ
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ قَوۡمٌ لَّا يَعۡقِلُوۡنَ ۝٥٨ قُلۡ يٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ هَلۡ تَنۡقِمُوۡنَ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنۡ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنۡزِلَ
اِلَيۡنَا وَمَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلُ ۙ وَاَنَّ اَكۡثَرَكُمۡ فٰسِقُوۡنَ ۝٥٩ قُلۡ هَلۡ اُنَبِّئُكُمۡ بِشَرٍّ مِّنۡ ذٰلِكَ مَثُوۡبَةً عِنۡدَ
اللّٰهِ ؕ مَنۡ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيۡهِ وَجَعَلَ مِنۡهُمُ الۡقِرَدَةَ وَالۡخَنَازِيۡرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوۡتَ ؕ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ
مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنۡ سَوَآءِ السَّبِيۡلِ ۝٦٠ وَاِذَا جَآءُوۡكُمۡ قَالُوۡۤا اٰمَنَّا وَقَدۡ دَّخَلُوۡا بِالۡكُفۡرِ وَهُمۡ قَدۡ خَرَجُوۡا
بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ بِمَا كَانُوۡا يَكۡتُمُوۡنَ ۝٦١ ﴾

ل ع ب

(ف) لُعُبًا: بچے کے منہ سے رال ٹپکنا۔ لعاب نکلنا۔

(س) لَعِبًا: تفریح کے لیے کوئی کام کرنا۔ کھیلنا۔ ﴿ اَوَ اَمِنَ اَهۡلُ الۡقُرٰٓى اَنۡ يَّاۡتِيَهُمۡ بَاۡسُنَا ضُحًى وَّهُمۡ يَلۡعَبُوۡنَ ۝٩٨ ﴾ (7/ الاعراف: 98) ''اور کیا امن میں ہو گئے بستی والے اِس سے کہ ان کے پاس آئے ہماری سختی دن کے وقت اس حال میں کہ وہ کھیلتے ہوں۔''

لَعِبٌ: اسم ذات ہے۔ کھیل کود۔ تفریح۔ آیت زیر مطالعہ۔

لَاعِبٌ: اسم الفاعل ہے۔ کھیلنے والا۔ کھلاڑی۔ ﴿ اَجِئۡتَنَا بِالۡحَقِّ اَمۡ اَنۡتَ مِنَ اللّٰعِبِيۡنَ ۝٥٥ ﴾ (21/ الانبیاء: 55) ''کیا تو لایا ہمارے پاس حق یا تو کھیلنے والوں میں سے ہے۔''

ترکیب

لَا تَتَّخِذُوْا کے مفعول اوّل اَلَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا اور اَلْكُفَّارَ ہیں جبکہ اس کا مفعول ثانی اَوْلِيَآءَ ہے۔ اَلَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا کا مفعول اوّل دِيْنَكُمْ جبکہ اس کے مفعول ثانی هُزُوًا اور لَعِبًا ہیں۔ مِنَ الَّذِيْنَ کا مِنْ بیانیہ ہے۔ اِتَّخَذُوْهَا کی ضمیر مفعولی نَادَيْتُمْ کے مصدر مُنَادَاةٌ کے لیے ہے۔ اُنَبِّئُكُمْ کا مفعول بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ ہے اور شَرٍّ افعل تفضیل ہے۔ جبکہ مَثُوْبَةً اس کی تمیز ہے۔ شَرٌّ بھی افعل تفضیل ہے اور مَكَانًا اس کی تمیز ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	لَا تَتَّخِذُوا	الَّذِيْنَ	اتَّخَذُوْا	دِيْنَكُمْ
اے لوگو! جو	ایمان لائے	تم لوگ مت بناؤ	ان لوگوں کو جنہوں نے	بنایا	تمہارے دین کو

هُزُوًا	وَّ لَعِبًا	مِّنَ الَّذِيْنَ	اُوْتُوا	الْكِتٰبَ	مِنْ قَبْلِكُمْ	وَالْكُفَّارَ
ہنسی	اور کھیل	ان لوگوں میں سے جن کو	دی گئی	کتاب	تم سے پہلے	اور (نہ ہی) کافروں کو

اَوْلِيَآءَ ج	وَاتَّقُوا	اللّٰهَ	اِنْ	كُنْتُمْ	مُّؤْمِنِيْنَ ۝٥٧	وَاِذَا
(اپنا) کارساز	اور تقویٰ اختیار کرو	اللہ کا	اگر	تم لوگ ہو	ایمان لانے والے	اور جب بھی

نَادَيْتُمْ	اِلَى الصَّلٰوةِ	اتَّخَذُوْهَا	هُزُوًا	وَّ لَعِبًا ط	ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ
تم لوگ پکارتے ہو	نماز کی طرف	تو وہ لوگ بناتے ہیں اس کو	ہنسی	اور کھیل	یہ اس لیے کہ وہ

قَوْمٌ	لَّا يَعْقِلُوْنَ ۝٥٨	قُلْ	يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ	هَلْ تَنْقِمُوْنَ
ایک ایسی قوم ہیں جو	عقل استعمال نہیں کرتے	آپ کہہ دیجیے	اے اہل کتاب	تم لوگ کیا برا مانتے ہو

مِنَّآ	اِلَّآ اَنْ	اٰمَنَّا	بِاللّٰهِ	وَمَآ	اُنْزِلَ	اِلَيْنَا	وَمَآ
ہم سے	سوائے اس کے کہ	ہم ایمان لائے	اللہ پر	اور اس پر جو	نازل کیا گیا	ہماری طرف	اور اس پر جو

اُنْزِلَ	مِنْ قَبْلُ ۙ	وَاَنَّ	اَكْثَرَكُمْ	فٰسِقُوْنَ ۝٥٩	قُلْ
نازل کیا گیا	اس سے پہلے	اس حال میں کہ	تمہارے اکثر لوگ	نافرمانی کرنے والے ہیں	آپ کہہ دیجیے

هَلْ	اُنَبِّئُكُمْ	بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ	مَثُوْبَةً	عِنْدَ اللّٰهِ ط	مَنْ
کیا	میں خبر دوں تم لوگوں کو	اس سے زیادہ بری چیز کی	بطور بدلے کے	اللہ کے پاس	وہ لوگ

لَّعَنَهُ	اللّٰهُ	وَغَضِبَ	عَلَيْهِ	وَجَعَلَ	مِنْهُمُ	الْقِرَدَةَ	وَالْخَنَازِيْرَ
لعنت کی جن پر	اللہ نے	اور اس نے غضب کیا	جن پر	اور اس نے بنایا	جن میں سے	بندر	اور سور

وَعَبَدَ	الطَّاغُوْتَ ط	اُولٰٓئِكَ	شَرٌّ	مَّكَانًا
اور جنہوں نے غلامی کی	طاغوت کی	وہ لوگ	سب سے زیادہ برے ہیں	بلحاظ ٹھکانے کے

وَّاَضَلُّ	عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ۝٦٠	وَاِذَا	جَآءُوْكُمْ
اور سب سے زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں	سیدھی راہ سے	اور جب بھی	وہ آتے ہیں تمہارے پاس

قَالُوْٓا	اٰمَنَّا	وَ	قَدْ دَّخَلُوْا	بِالْكُفْرِ	وَهُمْ	قَدْ خَرَجُوْا
تو کہتے ہیں	ہم ایمان لائے	حالانکہ	وہ داخل ہوئے تھے	کفر کے ساتھ	اور وہ	نکلے

بِهٖ ط	وَاللّٰهُ	اَعْلَمُ	بِمَا	كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ۝٦١
اس کے ساتھ	اور اللہ	خوب جانتا ہے	اس کو جو	وہ لوگ چھپایا کرتے ہیں

56/3

آیت نمبر (62 تا 66)

﴿وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِي الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝٦٢ لَوْ
لَا يَنْهٰىهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝٦٣ وَ
قَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ۭ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ
يَشَاۗءُ ۭ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۭ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ
الْبَغْضَاۗءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۭ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا ۭ وَاللّٰهُ
لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ۝٦٤ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ
جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝٦٥ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ
وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ۭ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ۭ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَاۗءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ۝٦٦ ع﴾

ط ف ء

(س) طُفُوْءً کسی چیز کی روشنی کا ختم ہو جانا۔ آگ کا بجھ جانا۔

(افعال) اِطْفَاءً روشنی کو ختم کرنا۔ آگ بجھانا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ق ص د

(ض) قَصْدًا اعتدال اور میانہ روی اختیار کرنا۔

اِقْصِدْ فعل امر ہے۔ تو میانہ روی اختیار کر۔ ﴿وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ﴾ (31/لقمان:19) ''اور تو میانہ روی اختیار کر اپنی چال میں۔''

قَصْدٌ کسی چیز کا اوسط۔ درمیان۔ ﴿وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ﴾ (16/النحل:9) ''اور اللہ پر ہے راستے کا اعتدال یعنی اسے واضح کرنا۔''

قَاصِدٌ فَاعِلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ درمیان میں ہونے والا یعنی درمیانی۔ متوسط۔ ﴿لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ﴾ (9/التوبہ:42) ''اگر ہوتا کوئی قریبی سامان اور درمیانی سفر تو وہ لوگ ضروری پیروی کرتے آپؐ کی۔''

(افتعال) اِقْتِصَادًا اہتمام سے میانہ رو ہونا۔

مُقْتَصِدٌ اسم الفاعل ہے۔ اہتمام سے میانہ روی اختیار کرنے والا یعنی میانہ رو۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

كَثِيْرًا صفت ہے، اس کا موصوف رِجَالًا محذوف ہے۔ فِيْ پر عطف ہونے کی وجہ سے اَكْلِهِمْ کا مضاف اَكْلِ مجرور ہوا اور اس مصدر نے فعل کا عمل کیا ہے۔ السُّحْتَ اس کا مفعول ہے۔ اسی طرح قَوْلِهِمْ کے مصدر قَوْلِ کا مفعول اَلْاِثْمَ ہے۔ لَوْلَا کے بعد فعل مضارع يَنْهٰى آیا ہے۔ اس لحاظ سے اس کا ترجمہ ہوگا اَلْيَهُوْدُ عاقل کی جمع مکسر ہے اس لیے واحد مونث قَالَتْ بھی جائز ہے۔ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ اگر قَالَتْ کا مفعول ہوتا تو پھر يَدَ اللّٰهِ آتا۔ يَدُ کی رفع بتا رہی

ہے کہ یہود جس طرح کہتے تھے۔ان کی بات کو ویسے ہی یعنی (DIRECT TENSE) میں نقل کیا گیا ہے۔عربی میں اعراب کی سہولت موجود ہونے کی وجہ سے مقولہ (DIRECT TENSE) کی پہچان کے لیے کوئی شناختی نشان لگانے کی ضرورت نہیں پڑتی، جیسے کہ انگریزی میں ضرورت ہوتی ہے۔ یَدٰہُ میں یَدٰ دراصل یَدَانِ تھا۔مضاف ہونے کی وجہ سے نون اعرابی گرا ہوا ہے اور ہُ کی ضمیر اس کا مضاف الیہ ہے۔ یَدٌ مؤنث سماعی ہے اس لیے اس کی خبر میں مَبْسُوْطَةٌ کا تثنیہ مَبْسُوْطَتٰنِ آیا ہے۔ لَيَزِيْدَنَّ کا مفعول كَثِيْرًا ہے اور یہاں بھی رِجَالًا محذوف ہے، جبکہ اس کا فاعل مَآ اُنْزِلَ ہے۔ طُغْيَانًا اور كُفْرًا اس کی تمیز ہیں۔آیت نمبر۔65۔66، دونوں میں لَوْ شرطیہ ہیں۔اس لیے افعال ماضی کا ترجمہ اس لحاظ سے ہوگا۔ سَآءَ آفاقی صداقت ہے۔(دیکھیں آیت نمبر۔2/البقرہ:49،نوٹ۔2)

ترجمہ

وَتَرٰى	كَثِيْرًا	مِّنْهُمْ	يُسَارِعُوْنَ	فِي الْاِثْمِ
اور آپؐ دیکھیں گے	بہت سے لوگوں کو	ان میں سے	کہ وہ لوگ باہم سبقت کرتے ہیں	گناہ میں

وَالْعُدْوَانِ	وَاَكْلِهِمُ	السُّحْتَ ؕ	لَبِئْسَ	مَا	كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝٦٢
اور زیادتی میں	اور اپنے کھانے میں	ناپاک کمائی کو	یقیناً بہت برا ہے	وہ، جو	وہ لوگ کرتے ہیں

لَوْلَا	يَنْهٰىهُمُ	الرَّبّٰنِيُّوْنَ	وَالْاَحْبَارُ	عَنْ قَوْلِهِمُ	الْاِثْمَ
کیوں نہ ایسا ہوا کہ	روکتے ان کو	اللہ والے	اور علماء	ان کی بات سے	گناہ کی

وَاَكْلِهِمُ	السُّحْتَ ؕ	لَبِئْسَ	مَا	كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝٦٣	وَقَالَتِ
اور ان کے کھانے سے	ناپاک کمائی کو	یقیناً بہت برا ہے	وہ، جو	وہ لوگ کرتوت کرتے ہیں	اور کہا

الْيَهُوْدُ	يَدُ اللّٰهِ	مَغْلُوْلَةٌ ؕ	غُلَّتْ	اَيْدِيْهِمْ	وَلُعِنُوْا	بِمَا
یہودیوں نے	اللہ کا ہاتھ	بندھا ہوا ہے	باندھے گئے	ان کے ہاتھ	اور ان پر لعنت کی گئی	بسبب اس کے جو

قَالُوْا ۘ	بَلْ	يَدٰهُ	مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ	يُنْفِقُ	كَيْفَ	يَشَآءُ ؕ
انھوں نے کہا	بلکہ	اس کے دونوں ہاتھ	کھلے ہوئے ہیں	وہ خرچ کرتا ہے	جیسے	وہ چاہتا ہے

وَلَيَزِيْدَنَّ	كَثِيْرًا	مِّنْهُمْ	مَّآ	اُنْزِلَ	اِلَيْكَ	مِنْ رَّبِّكَ
اور لازماً زیادہ کرے گا	بہت سے لوگوں کو	ان میں سے	وہ، جو	نازل کیا گیا	آپؐ کی طرف	آپؐ کے رب (کی طرف سے)

طُغْيَانًا	وَّ كُفْرًا ؕ	وَاَلْقَيْنَا	بَيْنَهُمُ	الْعَدَاوَةَ	وَالْبَغْضَآءَ
بلحاظ سرکشی کے	اور بلحاظ انکار کے	اور ہم نے ڈالا	ان کے مابین	عداوت	اور بغض

اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ	كُلَّمَآ	اَوْقَدُوْا	نَارًا	لِّلْحَرْبِ	اَطْفَاَهَا
قیامت کے دن تک	جب بھی	وہ لوگ بھڑکاتے ہیں	کوئی آگ	لڑائی کے لیے	تو بجھاتا ہے اس کو

اللّٰهُ	وَيَسْعَوْنَ	فِي الْاَرْضِ	فَسَادًا	وَاللّٰهُ	لَا يُحِبُّ
اللہ	وہ لوگ بھاگ دوڑ کرتے ہیں	زمین میں	فساد مچانے کو	اور اللہ	پسند نہیں کرتا

الْمُفْسِدِيْنَ ۝٦٤	وَلَوْ اَنَّ	اَهْلَ الْكِتٰبِ	اٰمَنُوْا	وَاتَّقَوْا	لَكَفَّرْنَا
فسادیوں کو	اور اگر یہ کہ	اہل کتاب	ایمان لائیں	اور تقویٰ اختیار کریں	تو ہم دور کردیں گے

عَنْهُمْ	سَيِّاٰتِهِمْ	وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ	جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝٦٥	وَلَوْ اَنَّهُمْ
ان سے	ان کی برائیوں کو	اور ہم داخل کریں گے ان کو	نعمت کے باغوں میں	اور اگر یہ کہ وہ لوگ

اَقَامُوا	التَّوْرٰىةَ	وَالْاِنْجِيْلَ	وَمَآ	اُنْزِلَ	اِلَيْهِمْ	مِّنْ رَّبِّهِمْ
قائم کریں	تورات کو	اور انجیل کو	اور اس کو جو	نازل کیا گیا	ان کی طرف	ان کے رب کی طرف سے

لَاَكَلُوْا	مِنْ فَوْقِهِمْ	وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ	مِنْهُمْ	اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ
تو وہ لوگ کھائیں گے	اپنے اوپر سے	اپنے پیروں کے نیچے سے	ان میں	ایک میانہ رو گروہ ہے

وَكَثِيْرٌ	مِّنْهُمْ	سَآءَ	مَا	يَعْمَلُوْنَ
اور اکثر	ان میں سے	برا ہے	وہ، جو	وہ کرتے ہیں

نوٹ۔1

رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب کسی قوم میں گناہ کے کام کئے جائیں اور کوئی آدمی اس قوم میں رہتا ہے اور ان کو منع نہیں کرتا تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب لوگوں پر عذاب بھیج دے۔ حضرت یوشع ؑ پر اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ آپ کی قوم کے ایک لاکھ آدمی عذاب سے ہلاک کئے جائیں گے، جن میں چالیس ہزار نیک لوگ ہیں اور ساٹھ ہزار بدعمل ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ رب العالمین بدکاروں کی ہلاکت کی وجہ تو ظاہر ہے لیکن نیک لوگوں کو کیوں ہلاک کیا جارہا ہے تو ارشاد ہوا کہ یہ نیک لوگ ان بدکاروں کے ساتھ تعلقات رکھتے تھے۔ ان کے ساتھ کھانے پینے اور ہنسی دل لگی میں شریک رہتے تھے۔ میری نافرمانیاں اور گناہ دیکھ کر بھی ان کے چہرے پر کوئی ناگواری کا اثر تک نہ آیا۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (67 تا 71)

يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ
النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝٦٧ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَىْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ
وَالْاِنْجِيْلَ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّ
كُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝٦٨ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـُٔوْنَ وَالنَّصٰرٰى مَنْ اٰمَنَ
بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝٦٩ لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِىْۤ

اِسْرَآءِيْلَ وَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا ؕ كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰۤى اَنْفُسُهُمْ ۙ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا
يَّقْتُلُوْنَ ۝۷۰ وَحَسِبُوْۤا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَصَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ
مِّنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝۷۱

ترکیب

لَسْتُمْ کا اسم اس میں شامل اَنْتُمْ کی ضمیر ہے، اس کی خبر محذوف ہے اور عَلٰی شَیْءٍ قائم مقام خبر ہے۔ فَلَا تَاْسَ فعل نہی ہے اور مجزوم ہونے کی وجہ سے تَاْسٰی کی 'یا' گری ہوئی ہے۔ مَنْ اٰمَنَ میں مِنْهُمْ محذوف ہے۔ خَوْفٌ مبتداء نکرہ ہے، اس کی خبر محذوف ہے اور عَلَيْهِمْ قائم مقام خبر ہے۔ وَاَرْسَلْنَا میں لَقَدْ محذوف ہے۔ فَرِيْقًا کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ كَذَّبُوْا اور يَقْتُلُوْنَ کے مفعول مقدم ہیں۔ اَلَّا میں اَنْ کی وجہ سے تَكُوْنَ منصوب ہوا ہے اور یہ کَانَ تامّہ ہے۔
(آیت نمبر۔2/ البقرہ: 193، نوٹ۔1)

يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ	بَلِّغْ	مَآ	اُنْزِلَ	اِلَيْكَ	مِنْ رَّبِّكَ ؕ
اے رسول!	آپؐ پہنچاتے رہیں	اس کو جو	نازل کیا گیا	آپؐ کی طرف	آپؐ کے رب (کی طرف) سے

وَاِنْ	لَّمْ تَفْعَلْ	فَمَا بَلَّغْتَ	رِسَالَتَهٗ ؕ	وَاللّٰهُ	يَعْصِمُكَ
اور اگر	آپؐ (یہ) نہیں کریں گے	تو آپؐ نے نہیں پہنچایا	اس کے پیغام کو	اور اللہ	بچائے گا آپؐ کو

مِنَ النَّاسِ ؕ	اِنَّ اللّٰهَ	لَا يَهْدِی	الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝۶۷	قُلْ	يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ
لوگوں سے	بیشک اللہ	ہدایت نہیں دیتا	کافر قوم کو	آپؐ کہیے	اے اہل کتاب!

لَسْتُمْ	عَلٰى شَیْءٍ	حَتّٰى	تُقِيْمُوا	التَّوْرٰىةَ	وَالْاِنْجِيْلَ	وَمَآ
تم لوگ نہیں ہو	کسی چیز پر	یہاں تک کہ	تم لوگ قائم کرو	تورات کو	اور انجیل کو	اور اس کو جو

اُنْزِلَ	اِلَيْكُمْ	مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ	وَلَيَزِيْدَنَّ	كَثِيْرًا	مِّنْهُمْ
نازل کیا گیا	تم لوگوں کی طرف	تمہارے رب (کی طرف) سے	اور لازماً زیادہ کرے گا	اکثر لوگوں کو	ان میں سے

مَّآ	اُنْزِلَ	اِلَيْكَ	مِنْ رَّبِّكَ	طُغْيَانًا	وَّكُفْرًا ۚ
وہ، جو	نازل کیا گیا	آپؐ کی طرف	آپؐ کے رب (کی طرف سے)	بلحاظ سرکشی کے	اور بلحاظ انکار کرنے کے

فَلَا تَاْسَ	عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝۶۸	اِنَّ الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَالَّذِيْنَ هَادُوْا
پس آپؐ افسوس نہ کریں	کافر قوم پر	بیشک وہ لوگ جو	ایمان لائے	اور جو یہودی ہوئے

وَالصّٰبِئُوْنَ	وَالنَّصٰرٰى	مَنْ	اٰمَنَ	بِاللّٰهِ	وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ	وَعَمِلَ
اور صابئی ہوئے	اور نصاریٰ ہوئے	(ان میں سے) جو	ایمان لایا	اللہ پر	اور آخری دن پر	اور عمل کیا